اسنى المطالب

Book number
نمبر كتاب

Quantity, number value
- تعداد يا ماليت

Amount of octroi
محصول

Rs. a. p.

Quantity, number value
ن - تعداد يا ماليت

1960721

Amount of octroi
محصول

Rs. 567 a. p.

Quantity, number o value
وزن - تعداد يا ماليت

Amount of octroi
محصول

Rs. a. p.

Quantity, number or value
وزن - تعداد يا ماليت

Amount of octroi
محصول

Rs. a. p.

اسنی المطالب فی نجات ابیطالب
١٣١٣

یہ کتاب دراصل زبان عربی مین جناب مفتی احمد بن زینی دحلان متولّی مسجد الحرام مکہ معظمہ کی تالیفات سے ہے مفتی صاحب موصوف مذہب شافعی کے مفتی ہین انہون نے اس کتاب کو علامہ نبیل سید محمد بن رسول برزنجی کی تالیفات سے مرتب فرماکر مصر کے مطبع مین بزبانِ عرب طبع کرایا تھا بمبئی سے یہ رسالہ بذریعہ جناب عنایت علے صاحب محافظ کتب خانہ تاجرانِ کتب میرے پاس آیا چونکہ مفتی صاحب نے باوجود سُنّی المذہب ہونے منکرانِ نجات جناب ابیطالب علیہ السلام کا قلع و قمع فرمایا ہے بنا بران بغرض اشاعتِ امرِ حق بندہ اذل الکونین سید علی حسین نے اسکا ترجمہ بزبان اُردو کرا کر شائع کیا اُمید جناب باری سے یہ ہے کہ ارحم الراحمین اپنے فضل و کرم سے اس رسالہ کو میری مغفرت کا ذریعہ قرار دیگا ✣

بمطبع یوسفی دہلی باہتمام سید علی حسین
مالک مطبع طبع شد

فہرست کتب موجودہ کتب خانہ مطبع یوسفی دہلی

نمبر شمار	نام کتاب	قیمت	نمبر شمار	نام کتاب	قیمت
۱	کارآمد ذاکرین عشرہ محرم تم حسنین	۵/	۱۴	قرآن مجید اردو	عہ
۲	خلاصۃ الطاعات	۶/	۱۵	حیات القلوب فارسی ۳ جلد	[illegible]
۳	فرائد بہیہ	۶/	۱۶	عین الحیات (فارسی)	عہ/
۴	گلدستۂ نور	۳/	۱۷	ایضاً کا نمذ خانی	عہ
۵	مثنوی فوائد آخرت	۴/	۱۸	رسالہ سبعہ	۳/
۶	ارشاد النعیم لدفع اللئیم	۱/	۱۹	تحفہ جوادیہ (اردو)	عہ
۷	گلدستۂ جنان	عہ	۲۰	جنگ جمل	۲/
۸	غزوۃ الحیدریہ	۱/	۲۱	رسالۂ اعتقادیہ (عربی)	۴/
۹	عقد المتعاقدین	۱/	۲۲	تفسیر عفت (اردو نظم)	۶/
۱۰	تبصرۃ الاطفال	۱/	۲۳	رسالہ النخبہ (اردو)	۳/
۱۱	مخمس سجاد	۰/	۲۴	منہج الوصول (اردو)	۳/
۱۲	مثنوی مائدہ (فارسی)	۱۰/	۲۵	محاربہ حق (اردو)	۶/
۱۳	نجوم السماء (فارسی)	عکا	۲۶	تحفۃ الاحباب (اردو)	۱۰/

قال رجل مؤمن من آل فرعون یکتم ایمانہ

الحمد للہ کہ رسالہ شریفہ متضمن تکمیل ایمان والد ماجد غالب علی کل غالب یعنی

ترجمۂ اسنی المطالب فی نجات ابی طالب

سنہ ۱۳۱۵ ہجری

مترجمہ جناب منشی ماسٹر سید مقبول احمد صاحب نائب مدیر الحسن مدرسہ اثنا عشریہ دہلی

بمطبع یوسفی دہلی طبع شد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین
اما بعد عاصی وگناہ گار فقیر حقیر خادم طلبا مسجد حرام اُمیدوار بخشش
ورحمت باری تعالیٰ **احمد بن زینی دحلان** بیان کرتاہے کہ
مینے اتفاق سے علامہ نبیل مولانا سید محمد بن رسول برزنجی کی تالیف
جلیل کو دیکھا جنکی وفات سنہ ۱۱۰۳ھ مین ہوئی ہے اُس مین مولانا صاحب
موصوف نے نجابت والدین جناب رسالتمآب کو ثابت کیاہے اور
اُسکے ذیل مین آپکے عم بزرگوار حضرت ابی طالب کی نجات کو۔ اور ثبوت
مین کتاب وسنّت واقوال علمار سے ایسی ایسی دلیلین دی ہین اور
نصوص کے ایسے صحیح صحیح معنی لکھے ہین کہ ظاہر گو وہ خلاف معلوم
ہوتی ہین مگر غور کرنے سے اُنہین سے نجات کا کامل یقین ہوجاتاہے

علامہ برزنجی نے اس بارہ مین وہ رستہ اختیار کیا ہے کہ پہلے کسینے نہ کیا تھا کیونکہ
منکرین نجات کی ہر ایک دلیل کو پرکھا ہے اور اُسی کو الٹ کر حجت نجات
ثابت کیا ہے اور جن جن شبہات سے عدم نجات کا استدلال ہو سکتا تھا
انکو پورا پورا زائل کیا ہے اور اپنے دعوے کی کافی دلیلین دی ہین - اس
بحث مین اکثر مقامات ایسے پیچیدہ اور باریک ہین کہ سوائے بڑے بڑے
عالمونکے اور کسی کی سمجھ ہی مین نہین آتے اور خاصکر طلبا کو تو اُسکا سمجھنا
ازبس دشوار ہے اور بعض باتین نفس مطلب سے زائد بھی ہین گو اُنکے بیان سے
ثبوت کو تقویت پہنچتی ہے اور بیان کی تنقیح ہوتی ہے لہذا مینے ارادہ کیا
کہ ان چند اوراق مین وہ مقاصد جنسے حضرت ابو طالب کی نجات ثابت
ہوتی ہے لکھدون کہ انکا دیکھنے والا ہر موقع پر غالب آئے مقامات باریک
کی عبارت کو حتی الامکان آسان کر دیا ہے اور زائد از بیان کو محذوف - اور
جہان جہان مناسب مضمون باتین وقتاً فوقتاً سمجھ مین آئی ہین بڑھا دی
ہین بس اُمید ہے کہ یہہ مجموعہ میرے مقصد کے لئے انشاء اللہ کافی و وافی ثابت
ہوگا اور دیکھنے والے کو نفع پہنچائیگا - اسکا نام **اسنی المطالب فی
نجات ابیطالب** رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ سے دست بدعا ہون

کہ بحق محمد علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ افضل الصلوٰۃ والسلام میری اعانت فرمائے اور
مجھے توفیق خیر وراستی عطا کرے اور میرا انجام بخیر ہو **آغاز مقصد** علامہ
برزنجی نے اوّل دلائل وبراہین سے اور اُن اقوال سے جو محققین کے نزدیک
نہایت مستند ہین حضرتِ ابوطالب کا مومن ہونا اور پھر نجات پانا ثابت کیا ہے
اثبات ایمان اولاً لفظ ایمان کے معنی پر موقوف کی ہے اور شرعی معنی اُس کے
یہہ ہین کہ خدا کی وحدانیت اور رسول کی رسالت کو اور جو کچھ خدا کے پاس سے رسول
کی معرفت پہنچا اُسے برحق جانے - اور لفظ اسلام کے شرعی معنی یہ ہین کہ افعالِ
ظاہر شرع کا پابند ہو - اور اسپر حدیثِ جنابِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم
دلالت کرتی ہے کہ فرمایا آنجنابؐ اَلْاِسْلَامُ عَلَانِیَۃٌ وَالْاِیْمَانُ فِی الْقَلْبِ
یعنی اسلام ظاہر ہے اور ایمان باطن - کبھی یہ دونو مجتمع ہوجاتے ہین اور یہ ایسے
شخص مین جو زبان سے اقرار شہادتین کرتا ہو اور دل مین اُنکی تصدیق کرتا ہو
اور منافق کی حالت مین اسلام ایمان سے جدا ہوجاتا ہے کیونکہ وہ زبان سے
اقرار شہادتین کرتا ہے اور احکامِ ظاہر کا پابند ہی مگر دل مین اُنکی تصدیق نہین
کرتا بلکہ جھوٹ جانتا ہے - اور ایمان اسلام سے ایسے شخص کی حالت مین جدا
ہوجاتا ہے جو دل مین تصدیق کرتا ہو مگر زبان سے نہ اقرار شہادتین کرے

نہ افعالِ ظاہر شرع کا پابند ہویا تو از روئے بغض و عناد کے جیسا کہ بہت سے
علماء یہود جانتے تھے کہ ہمارے رسولخدا اچھے رسول ہین مگر نہ اقرارِ شہادتین
کرتے تھے نہ آپکا اتباع کرتے تھے نہ اُس کلام کو مانتے تھے جو جانب پروردگار سے
بذریعہ وحی حضرت پر اُترا تھا اور خود خدا تعالی نے اُنکے بارہ مین ارشاد فرمایا ہے
یَعْرِفُوْنَہٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَھُمْ وہ اُسکو ایسا جانتے ہین جیسا اپنی اولاد کو
تسپر بھی وہ اقرارِ رسالت بسبب بغض کے نہ کرتے تھے گو دلو ںمین جانتے تھے کہ
آپکا دعوی رسالت بجا اور درست ہے پس ایسے لوگ دلمین ایمان رکھنیوالے اور
ظاہر مین تکذیب کرنیوالے تھے مگر چونکہ اُنکی تکذیب ظاہری از روئے بغض و
عناد تھی لہذا اُنکا ایمان باطنی اُنہین کوئی نفع نہین پہنچا سکتا۔ ہان اگر ظاہری
پابندی نہ کرنا یا اقرارِ شہادتین نہ کرنا بسبب کسی عذر کے ہو نہ از روئے عناد
کے تو وہ ایمان باطنی مومن کو عِنْدَ اللّٰہِ دَارُ الْاٰخِرَۃِ مین نفع پہنچا ئیگا مگر
چونکہ ظاہر مین وہ مومن کفار سے معاملہ رکھتا ہے پس حسبِ احکامِ دنیا اُسے
کافر کہہ سکتے ہین۔ رہا وہ عذر جو اطاعتِ ظاہری سے مانع ہے اُس کے کئی
سبب ہوتے ہین ازانجملہ خوف ظالم ہے کہ مومن ڈرتا ہو کہ اگر میرا اسلام واتباع
معلوم ہو جائیگا تو مین قتل کیا جاؤنگا یا مجھے ایسی ایذا دیجائیگی جسکا متحمل

نہ ہوسکوں یا میری اولاد اور عزیز و اقارب مین سے کسیکو آزار پہنچیگا پس ان سببوں سے اُسے اسلام کا چھپانا جائز ہے بلکہ اگر ظالم جبراً اُس سے اقرار کفر کرالے تو اُسکے لیے وہ بھی جائز ہے چنانچہ خود باری تعالی نے اس امر کی طرف اشارہ کرکے فرمایا اِلَّا مَنْ اُکْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِیْمَانِ وَلٰکِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْکُفْرِ صَدْرًا فَعَلَیْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ **ترجمہ** سوائے اُسکے جسپر جبر کیا جائے مگر اُسکا دل ایمان سے مطمئن ہو لیکن جنکے دل کفر پر کھلے ہوئے ہین اُن پر اللہ کا غضب ہے اور اُنکے لیے بڑا عذاب ہے۔ اور حضرت ابوطالب کا اطاعت ظاہری سے باز رہنا اسی قبیل سے تھا کہ وہ اپنے بھتیجے ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خائف تھے حضرت کے حامی وناصر تھے۔ اور ہر طرح کی ایذا آپسے دفع کرتے تھے کہ آپ خدا کا پیغام پہنچا ہین۔ کفار قریش کا یہ حال تھا کہ حضرت ابوطالب کی رعایت وحمایت کے باعث جناب رسولخدا کو ایذا نہ دے سکتے تھے کیونکہ بعد حضرت عبد المطلب کے وہ سردار قریش تھے اور اُنکا حکم قریش پر جاری تھا اور اُنکی حمایت کو وہ یہہ سمجھ کے مانتے تھے کہ ابوطالب ہمارے دین وملت پر ہین اگر یہہ خبر ہو جاتی کہ وہ اسلام لے آئے ہین اور تابعین رسول سے ہین تو اُنکی حمایت ونصرت مانتی تو درکنار اُلٹا اُنسے لڑتے اور

جناب رسولخدا سے کہین زیادہ اُنہین ایذا دیتے - اسمین ذرا شک نہین کہ یہ عذر
حضرت ابیطالب کے لئے قوی تھا کہ جناب رسولخدا کی اطاعت ظاہری سے باز رہین
کیونکہ اس طرح وہ اُنہین جتاتے تھے کہ مین تمہارے دین وملت پر ہون او
حمایت رسول بسبب قرابت کرتا ہون - اور کفار کو بھی یہی گمان تھا کہ
انکی حمایت حمیت مشہورہ عرب کے باعث ہے نہ اطاعت دین کے سبب
چنانچہ آگے مفصل معلوم ہوگا - اُنکا دل جناب رسولخدا کی تصدیق سے پُر تھا
کیونکہ وہ معجزات ظاہرہ دیکھتے تھے اور یہہ اُن اقوال سے معلوم ہوگا جو
اسپر دلالت کرتے ہین اور ایسے بھی اقوال آئینگے جنسے کفار کو گمان ہوتا
تھا کہ یہ ہمارے دین پر ہین اور نبی کے پیرو نہین ہین اور اُنسے مطلب بھی اُنکا
یہی تھا کہ پیروی رسولخدا کا شبہہ اور اس امر کی تہمت اُنکی ذات پر عائد
نہو سکے تا کہ اُنکی حمایت ونصرت جاری رہے - اسکے بعد علامہ برزنجی نے
اختلاف علماء کو اس بارے مین بیان کیا ہے کہ آیا اقرار شہادتین جزو ایمان ہے
یا محض اجرائے احکام دنیا کے لئے شرط ہے پھر اُنہون نے اسے دو
طرح پر ترتیب دیا ہے کہ بعض کے نزدیک وہ جزو ایمان ہے اور اُس کا
تارک باوجود قدرت رکھنے کے کافر ہے اور ابدالاباد جہنم مین جلیگا او

بعض کے نزدیک محض اجرارِ احکام دنیا کے لئے شرط ہے اور اس حالت مین تارکِ ہمیشہ جہنم مین نہین رہنے کا - یہان سے مختلف اقوال بیان کئے ہین سفاقسی نے شرح تمہید مین امامِ ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایمان فقط تصدیق کا نام ہے اور یہہ روایت نہایت صحیح ہے علامہ عینی نے شرح بخاری مین بیان کیا ہے کہ اقرارِ زبانی اجرارِ احکام کے لیے شرط ہے حتی کہ اگر کوئی شخص رسول کی اور جو کچھ خدا کی طرف سے اُترا اُسکی تصدیق کرتا ہو تو وہ خدا کے نزدیک مومن ہے گو زبان سے اقرار نہ کرے - اور حافظ الدین النسفی کا قول ہے کہ مذکورہ بالا امام ابوحنیفہ رضہ کی روایت ہے اور دو معتبر روایتون مین یہی مذہب امام ابوالحسن اشعری کا ہے اور یہی ابوالمنصور ماتریدی کا قول ہے اور امامِ عضد الدین کا مواقف الایمان یہہ قول ہے کہ ہمارے نزدیک ایمان یہ ہے کہ جس امر مین یہہ شخص علم رکھتا ہو کہ رسول کا آنا ضرور تھا اُسی مین رسول کی تصدیق کرے - اور مواقف الایمان کے شارح سید الشریف کا قول ہے کہ ہم امام ابوالحسن اشعری کے پیرو ہین اور غزالی رح نے احیاء علوم الدین مین اسی مذہب کو تسلیم کیا ہے بلکہ کچھ طول دیکر بیان

کیا ہے اور یہی قول ہے **امام الحرمین** کا اور بڑے بڑے علما کا اور قاضی **باقلانی** کا اور اُستاد **ابو اسحاق** اسفراینی کا اور **تفتازانی** نے اسے جمہور محققین کی طرف منسوب کیا ہے اور اکثر احادیث سے استدلال کیا ہے ازانجملہ یہ ہے کہ فرمایا جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص دل سے یہ جانتا ہو کہ اللہ اُسکا پروردگار ہے اور مین اُسکا سچا نبی ہون تو اُسکا گوشت پوست آتش دوزخ پر حرام ہے اس حدیث کو طبرانی نے کبیر مین عمران بن حصین سے روایت کیا ہے۔ اور بخاری و مسلم نے عثمانؓ بن عفان سے روایت کی ہے کہ فرمایا جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے کہ جو شخص مر گیا اور یہہ جانتا تھا کہ سوائے خدا کے کوئی اُسکا معبود نہین ہے وہ داخل جنّت ہوگا۔ اور طبرانی نے سلمہ بن نعیم الاشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص مُلاقات کریگا اپنے پروردگار سے اس حال مین کہ کبھی شرک نہ کیا ہو وہ داخل جنت ہوگا سلمہ کہتے ہین کہ مینے عرض کی یا رسول اللہ اگر اُس نے زنا اور چوری کی ہو آپنے فرمایا کہ گو اُس نے زنا اور چوری بھی کی ہو **علّامہ برزنجی** لکھتے ہین کہ احادیث شفاعت مین اس قبیل کی بہت سی

چیزین مین یہانتک کہ بیان کیا گیاہے کہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کے دل مین چھوٹے سے چھوٹے سے چھوٹے رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہوگا وہ آتشِ دوزخ سے نکالا جائیگا اور آپ نے لفظ ادنی کو سہ کرر فرمایا اور **علامہ برزنجی** نے ایک فصل کامل مین ایسی ہی حدیثین بیان کی ہین جنسے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ جس شخص کے دل مین چھوٹے سے چھوٹے رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہوگا وہ ہمیشہ آتشِ جہنم مین نہین رہیگا۔ اور **تفتازانی** نے شرح المقاصد مین اور کمال **ابن الہمام** نے المسایرہ مین اور **ابن حجر** نے شرح الاربعین مین نقل کیا ہے کہ تصدیقِ دلی شرطِ نجات ہے آخرت مین بشرطیکہ مطالبہ اقرار شہادتین نہ کیا گیا ہو اور اگر اُس سے مطالبہ کیا گیا اور وہ از روے بغض عناد یا از روے کراہت وانکارِ اسلام اقرارِ لسانی سے باز رہا تو نجات نہین پا سکتا۔ اس قید سے ہم یہ سمجھ سکتے ہین کہ اگر بعد مطالبہ کے اقرارِ لسانی بسبب کسی عذر صحیح کے نہ کرے اور عناد و انکار نہو اور اقرار نہ کرنیوالے کا دل ایمان سے مطمئن ہو تو وہ شخص خدا کے نزدیک کافر نہین ہے گو کلماتِ کفر بھی زبان سے نکالے اور اُسکی یہہ

حالت اُسکے لئے مُضر نہین ہے کہ فرمایا رب العزت نے اِلَّا مَنْ اُکْرِہَ وَقَلْبُہٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِیْمَانِ پس یہہ سب نصوص اس امر پر دلالت کرتی ہین کہ ایمان فقط تصدیق کا نام ہے - اب اسکے مقابلہ مین وہ اقوال ہین کہ نری تصدیق کافی نہین ہے بلکہ تصدیق کے ساتھ اقرار زبانی بھی شرط ہے اور جو شخص با وجود قدرت رکھنے کے اقرارِ لسانی نہ کرے تو وہ ہمیشہ آتشِ جہنم مین جلیگا اور یہہ اکثر کا قول ہے اور **نووی** نے شرحِ مسلم مین نقل کیا ہے کہ اہلسنّت کے محدثین و متکلمین و فقہا کا اسپر اتفاق ہے اور بہتیرون نے اُسکے لفظ اتفاق لکھنے پر اعتراض بھی کیا ہے **ابن حجر** شرح الاربعین مین بیان کرتا ہے کہ ائمہ اربعہ مین سے ہر ایک کا قول ہے کہ تارکِ اقرارِ شہادتین مومنِ عاصی ہے اور یہی قول ہے بہت سے علما کا اور بعض محققینِ حنفیہ کا جیسا کہ محقق کمال ابن الہمام وغیرہ نے بیان کیا کہ اقرارِ زبانی فقط اجرا احکام دنیوی کے لئے شرط ہے پس کافی ہے یہ قول یہان سے **علّامہ برزنجی** نے اختلافِ علمار اس بارہ مین بیان کیا ہے کہ آیا اقرارِ شہادتین الفاظِ مقررہ ہی مین ہونا شرط ہے یا ایسے غیر مقررہ الفاظ مین بھی کافی ہو سکتا ہے جو ایمان پر دلالت کرتے ہون اور اسمین علما کے دو قول بیان کئے ہین بعض تو یہہ کہتے

ہین کہ الفاظِ مقررہ مین اقرار شرط ہے اور سوائے اُسکے اور مین کافی نہین ہی
مگر غالب قول دوسرا ہے کہ الفاظِ معروف کی خصوصیت شرط نہین ہے
اور ایمان الفاظِ غیر معروف سے بھی صحیح ہوسکتا ہے **عبارت علّامہ**
برزنجی کی اسطرح ہے پھر جاننا چاہئے کہ مراد اقرارِ شہادتین
سے اقرار الفاظ مخصوص مین نہین ہے برخلاف غزالی کے جیسا **نووی نے**
روضہ مین لکھا ہے اور اُسے سب کی طرف منسوب کیا ہے اور **حلیمی نے**
اپنی منہاج مین نقل کیا ہے کہ اسمین کوئی فرق نہین ہے کہ ایمان بغیر الفاظ
مخصوصہ کے منعقد ہوسکتا ہے اور وہ الفاظ کلمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہین
یہانتک کہ اگر کوئی کہدے لَآ اِلٰهَ غَیْرُ اللّٰهِ یا لَآ اِلٰهَ مَاعَدَا اللّٰهُ یا لَآ اِلٰهَ سِوَی
اللّٰهِ یا مَامِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ یا لَآ اِلٰهَ اِلَّا الرَّحْمٰنُ یا لَا رَحْمٰنَ اِلَّا اللّٰهُ یا لَا رَحْمٰنَ
اِلَّا الْبَارِیْ پس یہ سب لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے برابر ہی ہین اور اسی طرح اگر کہے
مُحَمَّدٌ نَّبِیُّ اللّٰهِ یا مَبْعُوْثُهٗ یا اَحْمَدُ یا الْمَاحِیْ یا اور اسی طرح کے الفاظ یا ادا
کردے اس کو لغات عجمی مین تو اسلام اُسکا صحیح ہے اور حکم مسلم کا اُسکے
لئے ہوسکتا ہے اب **علّامہ برزنجی لکھتے ہین** کہ جب تم
یہانتک معلوم کرچکے تو اب ہم متواتر اخبار سے بیان کرتے ہین کہ حضرت

ابوطالب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے تھے آپکی مدد واعانت
وحفاظت کرتے تھے کہ آپ احکام دین پہنچاوین اور آپکے قول کی
تصدیق کرتے تھے اور اپنی اولاد مثلاً حضرت علیؓ وحضرت جعفرؓ کو آپ کے
اتباع کی اور نصرت کی تاکید کرتے تھے اور اشعار مین آپکی تعریف بیان
کرتے تھے جنسے تصدیق ثابت ہوتی ہے اور یہانتک فرماتے تھے کہ
انکا دین حق ہے چنانچہ یہہ شعر مشہور ہے ؎ وَلَقَدْ عَلِمْتُ بِاَنَّ دِیْنَ مُحَمَّدٍ
مِنْ خَیْرِ اَدْیَانِ الْبَرِیَّۃِ دِیْنًا **ترجمہ** تحقیق مین جانتا ہون کہ محمدؐ کا دین
دنیا کے اور سب دینون سے بہتر ہے ۔ اور ایک اور شعر آپکے قول مین سے
یہہ ہے ؎ اَلَمْ تَعْلَمُوْا اَنَّا وَجَدْنَا مُحَمَّدًا رَسُوْلًا کَمُوْسٰی خُطَّ ذٰلِکَ
فِی الْکُتُبِ **ترجمہ** کیا تم نہین جانتے کہ ہمنے پایا ہے محمدؐ کو موسیٰ جیسا
رسول اور یہہ بات کتاب ہائے خدا سے ثابت ہے ۔ اور آپنے قریش کو
بھی اتباعِ رسول کی وصیت کی اور فرمایا کہ واللہ مجھے یہ معلوم ہوتا ہے
کہ گویا محمدؐ غالب آگیا اور عرب وعجم اسکے آگے ذلیل ہوگئے پس ایسا
نہو کہ کل عرب والے تم سے سبقت لیجاوین اور اس طرح تم سے سعید تر
ہوجاوین اور یہہ وصیت آپنے بارہا کی ہے کبھی تو بنی ہاشم کو اور کبھی

کل قریش کو۔ اور اپنی وفات کے قریب قریش کو ایک بڑی لمبی چوڑی وصیت کی جسکے الفاظ یہ تھے کہ اے گروہ قریش خدا نے اپنی مخلوق مین سے تمکو برگزیدہ کیا ہے تم عرب کے دل ہو سردار ہمیشہ تم مین سے ہوتا ہے دلاور و فراخ سینہ بھی تم ہی مین سے ہوتا ہے اور یہہ بھی تم جانتے ہو کہ عرب کی کل خوبیان تم مین جمع ہین اور سب بزرگیان تم نے حاصل کر لی ہین اسی سبب سے تم لوگون پر فضیلت رکھتے ہو اور وہ تمہارا وسیلہ ڈھونڈھتے ہین اور تمہاری پناہ لیتے ہین اور تمہارے لئے لڑنے مرنے کو مستعد ہوتے ہین اور میری یہہ وصیت ہے کہ اس مکان کی یعنی کعبہ کی تعظیم کرنا کہ خدا اس مین خوش ہوتا ہے اور معاش کا سہارا اسی پر ہے اور اسی کے ثبات سے تمکو قیام ہے اور اپنے اقربا سے نیکی کرنا کیونکہ اقربا سے نیکی کرنے مین عمر کی زیادتی اور اولاد کی کثرت ہوتی ہے اور بغاوت و عقوق سے باز آنا کیونکہ انہین دو باتون کے سبب بہت سے تم سے پہلے برباد ہو چکے ہین اور اللہ کی طرف سے جو دعوت و منادی کرے اسکی بات قبول کرنا اور سائل کا سوال رد نہ کرنا کیونکہ ان دونو باتون مین شرف حیات و ممات ہے اور صدق مقال و ادائے امانت کو

لازم جاننا کہ اُنسے خاص لوگون سے محبت پیدا ہوتی ہے اور عوام مین
عزت بڑھتی ہے اور مین محمدؐ کے بارےمین تمکو نیکی کرنیکی وصیت کرتا ہون
کہ وہ امین قریش ہے اور عرب مین سبسے زیادہ سچّا ہے اور جو کچھ مینے تمہین
وصیت کی ہے وہ ان سب خوبیون کا جامع ہے اور ایسی چیز لیکر آیا ہے جسے
دل تو قبول کرتا ہے مگر زبان بخوف اعدا اُسکا انکار کرتی ہے اور خدا کی قسم
ہے مجھے یہہ دکھائی دیتا ہے کہ فقراِ عرب اور اطراف وجوانب کے باشندے
اور کمزور لوگون نے اُسکی دعوت قبول کرلی ہے اور اُسکے قول کو سچ جان لیا
ہے اور اُسکے امر کو عظیم سمجھ لیا ہے اور وہ اُنکو ہمراہ لیکر موت کے بھنور مین
کود پڑا ہے پس وہ لوگ قریش کے سردار ہوگئے اور قریش کے سردار ذلیل و
خوار ہوگئے اُنکے گھر برباد ہوگئے اور جو کمزور تھے وہ مالک بن بیٹھے۔ اور
جو اپنے تیئن اُس سے بڑا سمجھتے تھے وہ اُسکے محتاج ہوگئے اور جو اُس سے
بہت بعید تھے وہ زیادہ فائدہ اُٹھانیوالے بن گئے۔ اہلِ عرب نے اُسکی
دوستی خالص دل سے قبول کرلی اور اپنے تیئن اُسکے حوالے کردیا۔ اے
گروہ قریش تم اُسکے ساتھی بنجاؤ اور اُسکے گروہ کے حامی ہوجاؤ۔ اور ایک
روایت مین یون آیا ہے۔ کہ تمہین اور تمہارے بھائیون کو لازم ہے کہ

اُسکے ساتھی نبجاؤ اور اُسکے گروہ کے حامی ہوجاؤ خدا کی قسم جو اُسکے رستہ پر
چلیگا رشید ہوگا اور جو اُسکا ہدیہ قبول کریگا سعید ہوجائیگا اور اگر میری
زندگی باقی رہی ہوتی تو مین اُسکی تکالیف کو اور مصائب کو رفع و دفع
کرتا پس جو صاحب اس وصیت کو پڑھین غور سے دیکھین کہ جو کچھ حضرت
ابوطالبنے فراستِ صادقہ سے فرمایا تھا جو دلالت کرتی ہے تصدیق نبی
صلی اللہ علیہ وسلم پر وہ سب کا سب کیا جون کا تون واقع ہوا اور ایک
دفعہ اُنسے یہہ فرمایا کہ جبتک تم محمدؐ کا کہنا سنوگے اور اُسکے حکم کی متابعت
کروگے نیک بنے رہوگے پس اُسکی اطاعت سے نیکی حاصل کرو اور حضرت
ابوطالبنے قبل بعثت کے بھی حضرت کی نبوت کی خبر دی تھی اور یہہ بات
اُس خطبہ مین فرمائی تھی جو اُنھون نے حضرت خدیجہ و جناب پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح کیوقت پڑھا تھا اور وہ خطبہ یہہ تھا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ
الَّذِیْ جَعَلَنَا مِنْ ذُرِّیَّۃِ اِبْرَاھِیْمَ وَزَرْعِ اِسْمٰعِیْلَ وَضِئْضِئِ مَعَدٍّ وَّ
عُنْصُرِ مُضَرَ وَجَعَلَنَا حَضَنَۃَ بَیْتِہٖ وَسُوَّاسَ حَرَمِہٖ وَجَعَلَ لَنَا بَیْتًا مَّحْجُوْجًا وَّحَرَمًا
اٰمِنًا وَّجَعَلَنَا الْحُکَّامَ عَلَی النَّاسِ ثُمَّ اِنَّ ابْنَ اَخِیْ ھٰذَا مُحَمَّدَ ابْنَ عَبْدِاللّٰہِ لَا یُوْزَنُ
بِرَجُلٍ اِلَّا رَجَحَ شَرَفًا وَّنُبْلًا وَّفَضْلًا وَّعَقْلًا وَّھُوَ وَاللّٰہِ بَعْدَ ھٰذَا لَہٗ نَبَاٌ عَظِیْمٌ وَّخَطَرٌ جَسِیْمٌ

ترجمہ سب تعریف اُس خدائے لایزال کی ہے جس نے ہمین آل ابراہیمؑ واولاد اسمٰعیلؑ ونسل **معد بن عدنان** وصلب **مضر** سے پیدا کیا اور ہمین اپنے گھر کا چوکیدار اور اپنی متبرک جگہہ کا محافظ مقرر کیا اور ہمارے لئے ایسا مقام بنایا جسکا لوگ حج کرتے ہین اور جس سے ہم امن پاتے ہین اور ہمکو لوگون پر حاکم بنایا **اما بعد** یہہ میرا بھتیجا محمدؐ ابن عبد اللہ ہی جسکا موازنہ اگر کسی شخص سے کیا جائے تو یہ ازروئے شرافت ودانائی و فضیلت وعقل گرامی تر نکلیگا اور یہہ وہ شخص ہے کہ خدا کی قسم اسکے لئے اسکے بعد کوئی خبر بزرگ اور نصیب عظیم ہے۔ یہ خطبہ حضرتؐ کی بعثت سے پندرہ برس پہلے کا ہے پس خیال کرلو کہ حضرت ابو طالبؑ نے آنحضرتؐ کی بعثت سے پہلے ہی فراست سے سارا مضمون کیونکر دریافت کرلیا تھا اور جس طرح انہون نے فرمایا تھا ہوا بھی اُسی طرح پس یہ تو ی تر دلیل اس امر کی ہے کہ جب آنحضرتؐ کی بعثت ہوئی تو وہ ایمان لائے اور آپکی تصدیق کی + اور بخاری نے اپنی تاریخ مین عقیل ابن ابیطالب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ قریش نے حضرت ابو طالبؑ سے کہا کہ تیرے اس بھتیجے نے توہمین بڑا ستایا پس آپنے آنحضرتؐ سے عرض کی کہ یہ تمہارے چچیرے بھائی گمان کرتے ہین کہ تم

انہین ستاتے ہو آپنے فرمایا کہ اگر تم سورج میری داہنی بغل مین دیدو اور چاند بائین مین اس شرط پر کہ مین اس امر کو چھوڑ دون تو مین اس کو نہ چھوڑونگا جبتک کہ اللہ تعالیٰ اس کو ظاہر نہ کرے یا کہ مین خود سمین کام نہ آؤن پھر آنحضرت رونے لگے تو حضرت ابو طالب نے کہا کہ لے میرے بھتیجے جو بات کہ تو پسند کرتا ہے کہے جا خدا کی قسم ہے کہ مین کبھی تجھے انکے حوالے نہ کرونگا اور قریش سے فرمادیا کہ خدا گواہ ہے میرے بھتیجے نے کبھی جھوٹ نہین بولا۔ پس غور کا مقام ہے کہ حضرت کے دشمنون یعنی قریش کے سامنے قسم کھائی کہ جھوٹ نہین بولا اور اس قول کو دھیان کرو کہ گمان کرتے ہین کہ تم انہین ستاتے ہو تا کہ بات کا اطلاق یون نہو جائے کہ تم انہین ستاتے ہی ہو بلکہ اُسے باعتبار انکے گمان کے بیان کیا اور انکا گمان یہہ تھا ہی کہ یہ محمدؐ کی اپنی طرف سے ہے خدا کی طرف سے نہین ہے پس یہہ بھی کہدیا کہ اگر موافق انکے زعم کے تم انہین ستاتے ہو تو اس ستانے سے باز آؤ۔ مگر جب آنحضرت نے فرمایا کہ اسکے خدا کی طرف سے ہونیکا ایسا ہی یقین کرو جیسا رویت شمس کا یقین کرتے ہو تو آپکی تصدیق کی اور آپسے نفی کذب کی اور فرمادیا کہ خدا گواہ ہے میرے بھتیجے نے کبھی جھوٹ نہین بولا۔ اور حضرت ابو طالب نے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ

علیہ وسلم سے احادیث اور ایسے کلمات روایت کئے ہین جنسے ثابت ہوتا ہی
کہ وہ مومن تھے اور انکا دل توحید باری تعالیٰ سے مملو تھا از آنجملہ وہ حدیث
ہے جو خطیب بغدادی نے بسند امام جعفر صادقؑ روایت کی ہے اور انھون نے
اپنے والد امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے اور انہون نے اپنے والد امام
زین العابدینؑ سے روایت کی ہے اور انہون نے اپنے والد امام حسینؑ سے
روایت کی ہے اور انہون نے اپنے والد حضرت علی ابن ابیطالب رضی اللہ عنہم
سے روایت کی ہے کہ انہون نے بیان کیا کہ مینے حضرت ابوطالب سے یہ ذکر سنا
کہ فرمایا مجھ سے میرے بھتیجے محمدؐ نے اور خدا کی قسم وہ بہت ہی بڑا سچا ہے
مینے پوچھا تھا کہ اے محمدؐ تیری بعثت کیون ہوئی فرمایا اسلئے کہ اقربا سے
نیکی کرو۔ نماز پڑھو۔ اور زکوٰۃ دو۔ اور مراد یہان نماز سے یا تو دو رکعتین
قبل طلوع آفتاب کی اور دو رکعتین قبل غروب کی ہین جو ابتداء اسلام مین
واجب تھین یا نماز تہجد مراد ہے کہ آنحضرتؐ بعثت سے پیشتر بھی یہ پڑھا
کرتے تھے ہان اس نماز سے پانچ وقت کی نماز سمجھ لینا ٹھیک نہین ہے کیونکہ وہ
شب معراج مین واجب ہوئی ہین اور معراج حضرت ابوطالب کی وفات
سے کوئی ڈیڑھ برس بعد ہوئی ہے اور حضرت ابوطالب کی وفات ۱۵ شوال

سنلہ بعثت مین ہوئی جبکہ اُنکی عمر تقریبًا اسّی برس کی تھی؛ اور مراد زکوٰۃ سے مطلق صدقہ اور مہمان نوازی اور ہر امر کا برداشت کر لینا اور اور صدقاتِ مالیہ ہے اور حضرت ابوطالب ان کے معدن و مخزن تھے البتہ مراد زکوٰۃِ شرعیہ معروفہ و موجودہ سے یا زکوٰۃِ فطر سے نہین ہے کیونکہ یہ بعد ہجرت کے مدینہ منورہ مین واجب ہوئین اور ہجرت حضرت ابوطالب کی وفات کے بعد ہوی + اور **خطیب** نے بسند ابورافع غلامِ ام ہانی بنتِ ابیطالب روایت کی ہے کہ مینے حضرت ابوطالب سے سُنا کہ میرے بھتیجے محمد نے مجھسے ذکر کیا کہ اللہ جلشانہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ اقارب سے بہ نیکی پیش آؤ اور سوائے میری ذات کے دوسرے کی پرستش نہ کرو اور حضرت ابوطالب نے یہ بھی فرمایا کہ محمد میرے نزدیک نہایت سچا اور بڑا امین ہے دوسری روایت مین یون آیا ہے کہ مینے اپنے بھتیجے کو یہہ کہتے سُنا اُشْکُرْ تُرْزَقْ وَلَا تَکْفُرْ تُعَذَّبْ یعنی شکر کرو رزق ملیگا اور کفر نہ کرو کہ عذاب ہوگا + ابن سعد و خطیب و ابن عساکر نے عمرو بن سعید سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوطالب نے بیان کیا کہ مین **ذو المجاز** مین تھا اور میرا بھتیجا میرے ساتھ تھا کہ مجھے پیاس لگی مینے اُس سے شکایت کی اور

یہ دیکھ رہا تھا کہ اسکے پاس کچھ نہین ہے پس وہ ایک طرف کو ٹانگین کر کے
اونٹ پر سے کود پڑا اور اپنی ایڑی سے زمین کو اشارہ کیا ناگہان پانی
نمودار ہوا فرمایا لو چچا پی لو مینے پیا۔ یہان **علامہ برزنجی** کہتے ہین
کہ اگر حضرت ابوطالب موحد نہوتے تو اللہ تعالی وہ پانی اُنہین نہ دیتا
جو اُس نے اپنے نبی کے لیے جاری کیا تھا اور جو آب کوثر و آبِ زمزم سے
بھی زیادہ متبرک تھا۔ نیز یہ کہ جو شخص ایسے بدیہی معجزات دیکھے کبھی ایسا
ہو سکتا ہے کہ وہ تصدیق نہ کرے حالانکہ قرائن تصدیق پر دلالت کرنیوالے
اس کثرت سے موجود ہین ✤ ابن عدی نے انس بن مالک رض سے روایت
کی ہے کہ حضرت ابوطالب بیمار ہوئے اور جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم
انکی عیادت کو تشریف لیگئے تو آپنے فرمایا کہ اے بھتیجے اللہ سے دعا کر
کہ مجھے شفا دے آپنے فرمایا اَللّٰھُمَّ اشْفِ عَمِّی بارِ خدایا میرے چچا کو شفا دے
معاً حضرت ابوطالب اس طرح کھڑے ہوگئے جیسے کوئی بند سے چھوٹ
جاتا ہے ✤ ابونعیم نے ابوبکر ابن عبداللہ ابن الجہم سے روایت کی ہے
اور ابوبکر نے اپنے باپ سے اور اُسکے باپنے اپنے باپ سے کہ مینے حضرت ابوطالب کو
یہ بیان کرتے سُنا کہ مجھ سے حضرت عبدالمطلب نے ذکر کیا تھا کہ خواب مین

دیکھتا کیا ہون کہ ایک درخت میری پشت سے اُگا جسکی پھننگ آسمان تک
پہنچی ہے اور جسکی شاخین مشرق و مغرب مین پھیل گئیں ہین روشنی ایسی تھی
کہ سورج کی روشنی سے بھی ستر گنی عرب و عجم نے اُسکو سجدہ کیا اور اُسکی روشنی
و عظمت و بلندی ساعت بساعت بڑھتی جاتی تھی کبھی غائب ہوجاتا تھا
اور کبھی نمودار - ایک گروہ قریش تو اُسکی ٹہنیون مین چمٹ گیا تھا اور
دوسرا گروہ اُسکے کاٹنے پر آمادہ تھا مگر جب اُسکے قریب پہنچا تو ایک جوان
تھے جس سے زیادہ حسین و ملیح مینے اپنی ساری عمر مین کبھی نہین دیکھا انہین پکڑا
اور اُنکی کمرین توڑ دین اور آنکھین نکال ڈالین اُسوقت مینے اپنا ہاتھ بلند
کیا کہ کچھ حصہ لون مگر نہ ملا تو مینے کہا کہ اسمین حصہ کسکا ہے کہا فقط اُنکا جو
اس سے چمٹ گئے ہین جب مین بیدار ہوا تو بہت گھبرایا اور قریش مین ایک
کاہنہ تھی اُسکے پاس آیا خواب سنکر کاہنہ کا رنگ فق ہوگیا بولی کہ خواب
نہایت صحیح ہے تمہاری صلب سے ایسا شخص پیدا ہوگا جو مشرق و مغرب کا
مالک ہوجائیگا اور جسکا دین خلق اللہ قبول کریگی - حضرت ابوطالب سے
عبد المطلب نے اس بیان کے بعد کہا کہ شاید وہ لڑکا تو ہی ہو اور لطف یہ

مترجم کہتا ہے کہ اس جوان سے مراد جناب امیر ہین اور اس خواب کی تعبیر جنگ احد و جنگ خندق ہین

ہوا کہ جس وقت حضرتِ ابوطالب یہ قصہ یہان خود بیان کر رہے تھے وہان جناب
رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے فوراً حضرت ابوطالب بول اُٹھے
کہ خدا کی قسم وہ درخت حضرت محمدؐ ابوالقاسم الامین ہے۔ لوگ بھی ہر طرح کے
لگے رہتے ہین کوئی بولا پھر تم ایمان کیون نہین لاتے کہا کیا کرون بدگویونکی
زبان سے ڈر لگتا ہے اور شرم آتی ہے اور یہ بات محض تقیہ اور تعمیہ سے
کہی تھی اور قریش کو یہ جتانا تھا کہ مین تمہارے دین پر ہون تاکہ نصرت و
حمایت نبیؐ مین سرگرم رہین اور یہ انہین خوب معلوم تھا کہ قریش کو جبتک
یہ علم ہے کہ مین اُنکے دین و ملت پر ہون میری حمایت مانین گے اگر اسکے
خلاف خبر ہوگئی تو پھر ایک نہین سنینگے لہذا اُنکے قول و فعل کے لئے یہ عذر
قوی تھا ؛ ابن سعد نے عبداللہ بن ثعلب بن صعیر العذری سے روایت
کی ہے کہ حضرت ابوطالب نے اپنی وفات کے وقت اولاد عبدالمطلب کو
بلایا اور فرمایا کہ دیکھو جبتک تم محمدؐ کی سنو گے اور اُسکے احکام کی پیروی
کرو گے تم نیک و پاک رہو گے تمہین لازم ہے کہ اُسکی متابعت کرو اُسکے
مددگار بنو کہ جملہ خوبی اسی مین ہے **علامہ برزنجی** کا بیان ہے کہ یہ
بات بعید از عقل ہے کہ جو شخص یہ جانتا ہو کہ رسول کی پیروی مین خوبی

اور نیکی ہے اور اونکو اسکا حکم بھی دیتا ہو وہ خود اسکو چھوڑ دے ۔

حافظ ابن حجر نے الاصابۃ مین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے

روایت کی ہے کہ جب مین ایمان لایا تھا تو حضرت ابوطالب نے فرما دیا تھا

کہ اپنے چچیرے بھائی کی محبت اپنے اوپر لازم جاننا اسی طرح کی روایت

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے کی گئی ہے کہ حضرت ابوطالب نے اپنے بیٹے

حضرت جعفر طیار رض سے فرمایا کہ اپنے چچیرے بھائی کے پیچھے نماز پڑھو پس

حضرت نے موافق ارشاد کے جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز

پڑھی جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پڑھا کرتے تھے[1] یہان **علامہ برزنجی**

لکھتے ہین کہ اگر حضرت ابوطالب تصدیق دین نبی نہ کرتے ہوتے تو اس

بات پر اپنی رضا کیون دیتے کہ دو دو بیٹے اسکے ساتھ ہو جائین اور ساتھ

نماز پڑھین بلکہ انہین نماز کا بھی حکم نہ دیتے کہ عداوت مذہبی سب عداوتون

سے بڑھکر ہے جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے کُلُّ الْعَدَاوَتِ قَدْ تُرْجٰی اِمَاتَتُھَا

اِلَّا عَدَاوَۃُ مَنْ عَادَاکَ فِی الدِّیْنِ ہر دشمنی کے کبھی نہ کبھی زائل ہو جانیکی امید

ہو سکتی ہے مگر مذہبی عداوت کبھی نہین جا سکتی ۔ پس یہ سب اخبار مصرح

---

[1] حضرت علی اول اسلام لانیوالے اور سب سے پہلے نماز پڑھنیوالے اور یہی سب سے افضل ترین ۔

ہین کہ اُنکا دل ایمان جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے مملو تھا ؛ منجملہ اخبارات یہ بھی ہے کہ جب جناب رسالتآب صلی اللہ علیہ وسلم کا سن مبارک کوئی نو برس کا تھا تو حضرت ابوطالبؑ نے شام کا سفر کیا اور آنحضرت کو اُس سفر مین ہمراہ لیگئے راستہ مین بحیرا راہب سے ملاقات ہوئی اُس نے آنحضرت مین علامات نبوت مشاہدہ کرکے حضرت ابوطالب سے کہا کہ قوم یہود کی دشمنی سے ڈرو اور انہین واپس مکہ معظمہ بھیجدو چنانچہ ایسا ہی کیا گیا ؛ حضرت ابوطالبؑ نے زمانہ حضرت عبدالمطلب مین یہ بھی مشاہدہ کیا تھا کہ بوسیلہ جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پانی طلب کیا گیا تھا چنانچہ **الخطابی** سے مروی ہے کہ زمانہ حضرت عبدالمطلب مین قریش پر کئی سال متواتر قحط کے آئے پس اکثر قریش نے آکر شکایت کی حضرت عبدالمطلب اُنکو لیکر خانہ کعبہ مین داخل ہوئے اور رکن البیت کو بوسہ دیکر جبل ابوقبیس پر چڑھ گئے جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کا جو بچہ سے تھے بازو پکڑ کے اپنے کندھے پر سوار کیا اور جناب باری سے دعا کی اسی دم بارش ہوئی۔ اسی طرح بعد وفات جناب عبدالمطلب کے حضرت ابوطالبؑ نے بھی بوسیلہ آنحضرتؐ کے پانی طلب کیا تھا کیونکہ اہل مکہ پر قحط شدید تھا وہ حضرت ابوطالب کے پاس آئے تھے

اور شکایت کی تھی کہ جنگل وپہاڑ خشک ہوگئے اہل وعیال پیاس سے مرتے ہین للہ پانی طلب کرو۔ پس حضرت ابوطالب آنجنابؐ کو ہمراہ لیکر نکلے حضرت بچے ہی سے تھے آپکو کعبہ سے چمٹا دیا اور آپنے آسمان کی طرف اُنگلی سے مثل ملتجی کے اشارہ کیا گو اُسوقت بادل کا ٹکڑا تک آسمان پر نہ تھا مگر اشارہ کے ساتھ ہی ادھر اُدھر سے گھٹا آگئی اور آسمان سے ایسا موسلا دھار مینہہ برسا کہ میدان بھر گئے اور جنگل اور باغ سرسبز و شاداب ہو گئے۔ اسی کے بارےمین حضرت ابوطالبؓ بعد بعثت جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمایا ہے اور قریش کو آنحضرت کی مدد اور برکت جو بچپن مین اُن پر ہوئی یاد دلائی ہے ؎

وَاَبْیَضُ یُسْتَسْقَی الْغَمَامُ بِوَجْہِہٖ	ثِمَالُ الْیَتَامٰی عِصْمَۃٌ لِّلْاَرَامِلِ
یَلُوْذُ بِہِ الْھُلَّاکُ مِنْ اٰلِ ھَاشِمٍ	فَھُمْ عِنْدَہٗ فِیْ نِعْمَۃٍ وَّفَوَاضِلِ

اور یہہ وہ ماہرو ہے جسکے چہرہ کے وسیلہ سے بادلون سے پانی طلب کیا گیا اور یتیمون کی پناہ اور بیوہ ونکا ٹھکانا ہے + آلؐ ہاشم مین سے ہلاک ہونیوالون نے اسکی پناہ پکڑی پس اُنہین اسکے باعث نعمتین اور خوبیان ملگئین + ان آثار واخبار سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوطالب

وہ آیات و معجزات و خوارق عادات مشاہدہ فرماتے تھے جو جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب سے ہوتے تھے اسی سے لازم آتا ہے کہ وہ آنحضرت کی تصدیق کرتے تھے اور آپ پر ایسا ایمان لائے تھے جسمین نہ شک تھا نہ تردد اور نیز حضرت ابو طالبنے علاوہ انکے بچپن مین بھی آنحضرت کی آیات و خوارق عادات دیکھی تھین وہ یہ کہ حضرت ابو طالب کی آمد کم تھی اور کنبہ بڑا۔ نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ اُنکے بچے بغیر جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سب ملکر کھاتے تو اور ایک ایک کر کے کھاتے تو سیر نہوتے ہان جب آنحضرت اُنکے ساتھ نوش فرماتے تو سب سیر ہو جاتے تھے اسی لئے حضرت ابو طالب صبح و شام دونو وقت اُنسے کہدیتے تھے کہ جبتک میرا بیٹا نہ آلے تم جیسے ہو ویسے بیٹھے رہو۔ چنانچہ جب آنحضرت تشریف لے آتے تو سب کے ساتھ نوش فرماتے اور سب سیر ہو جاتے اور کھانا الگ بچ رہتا۔ اور اگر کبھی فقط دودھ ہی ہوتا تو اوّل آنحضرت تناول فرما لیتے پھر وہ قعب اور ونکو دیدیتے کیفیت یہ ہوتی تھی کہ جتنے موجود ہوتے سب اُسی قعب سے سیر ہو جاتے خواہ ایک ہوتا خواہ زیادہ حضرت ابو طالب فرمایا کرتے تھے کہ بتحقیق تم

مبارک ہو ۔ ابو نعیم وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت
کی ہے کہ حضرت ابو طالب آنحضرت سے بہت ہی محبت کرتے تھے حد
یہ ہے کہ اپنی کسی اولاد سے اتنی نہ تھی حتےٰ کہ آپکو اپنے پہلو مین سُلاتے
اور جہان آنحضرت تشریف لیجاتے سایہ کی مانند ساتھ رہتے ۔ ادھر
آنحضرت بھی اُنسے بہت ہی محبت رکھتے تھے کہ اُنھین کے پاس رہتے
اور بے اُنکے چین نہ پڑتا ۔ اور بعد وفات حضرت ابو طالب کے آنحضرت
فرمایا کرتے تھے کہ قریش سے مجھے وہ اذیت پہنچی ہے جسکا حیات ابو طالب
مین گمان بھی نہ تھا ۔ اور یہ بھی فرماتے تھے کہ جو کچھ ابو طالب کی
وفات کے بعد قریش کے ہاتھون مجھ پر گزری اس سے بدتر کبھی نہ
گزری تھی ۔ اور جب قریش کو آپنے ایذا رسانی کے لئے تیار پایا تو
فرمایا کہ اے چچا تمہارے بعد جو کچھ مجھ پر آنیوالا تھا کیا جلد آیا ہے
حضرت ابو طالب و حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی وفات
ایک ہی سال مین ہوئی پس جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم
نے اُس سال کا نام عام الحزن یعنی سالِ غم رکھا ۔ آگے ہمین یہ بیان
کرنا ہے کہ جب امر نبوت کا اظہار ہو گیا اور لوگ دین خدا مین بہت سے

داخل ہونے لگے تو کفار قریش جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل پر
مستعد ہوئے اور آپسمین کہا کہ اس نے تو ہمارے بیویون اور بچون تک کو
بگاڑا ہے اور بنی ہاشم سے کہا کہ دگنی دیت لیلو اور اجازت دیدو کہ
قریش مین سے ایک شخص اسے مار ڈالے کہ ہمین اور تمہین دونو کو چین
پڑے۔ بنی ہاشم نے اسکا انکار کیا تو قریش کی یہہ رائے قرار پائی کہ
بنی ہاشم و بنی عبد المطلب سے جھگڑا کرو۔ انہین شعب ابو طالب کی طرف
نکال دو اور طرح طرح سے انہین ستاؤ مثلاً کہدو کہ جبتک رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو قتل کے لئے حوالہ نہ کرو گے نہ تمہین بازارون مین گھسنا
ملیگا نہ کوئی تم سے مناکحت کریگا نہ کبھی تمہاری صلح قبول ہوگی اور نہ
تمپر رحم کیا جائیگا ان سب امور کا کاغذ لکھکے کعبۃ اللہ مین لٹکا دیا
بیان کرتے ہین کہ حضرت ابو طالب نے جب قریش کو قتل نبیؐ پر آمادہ پایا
تو بنی ہاشم و بنی عبد المطلب کے کیا مومن کیا کافر سب کو اکٹھا کیا اور
حکم دیدیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شعب مین داخل ہوجاؤ
اور انہین بچاؤ۔ انہون نے فوراً تعمیل کی اور سوائے ابو لہب لعین
کے کوئی پیچھے نہ رہا۔ قریش کو جب یہ حال معلوم ہوا تو اُنکے سردار

جمع ہوئے اور رائے یہ قرار پائی کہ آپسمین عہد وپیمان کرلین کہ نہ ان لوگون سے مناکحت ہو نہ مجالست نہ مصالحت چنانچہ اس امر کا کاغذ لکھ کر بیت اللہ مین لٹکایا گیا۔ اودھر بچارے بنی ہاشم اس غارمین بروایتے تین سال اور بروایت دیگر دو سال رہے اور اُنکی تنگی بھی اس درجہ کو پہنچ گئی تھی کہ درختون کے پتّے کھاکر گزارا کرتے تھے۔ حضرت ابوطالبنے اس زمانہ مین جناب رسولخدا کی بڑی حفاظت کی ہے مثلاً جب رات ہوتی اور حضرت سونے کا ارادہ کرتے تو وہین بچھونا کردیتے جہان سب کو معلوم تھا کہ نبیؐ سوتے ہین پس حضرتؐ وہان آرام فرماتے مگر آپکے چچا اُس معلومہ جگہہ سے پھر آپکو اُٹھاتے اور اپنے بیٹون مین سے کسی نہ کسی کو اُس جگہہ سونیکا حکم دیتے۔ اور آنحضرت کے لئے ایسی جگہہ بچھونا کرتے جہان دوست ودشمن کسی کو خبر نہوتی اور وہان بلاکر سلاتے یہ سب جد وجہد آنحضرتؐ کی حفاظت ونگہبانی کے لئے تھی۔ اُدھر قریش کے کاغذ لکھنے والے کا ہاتھ شل ہوگیا تھا اور باریتعالی نے اپنے نبیؐ کو وحی بھیجی کہ ہمنے دیمک کو اُس کاغذ پر مسلط کردیا جو اُنہون نے لکھ کر کعبۃ اللہ

مین لٹکایا تھا پس وہ سب عہد و پیمان وایذا رسانی اقربا وغیرہ کو
چٹ کر گئی اور کاغذ مین سوائے خدائے بزرگ و برتر کے نام کے کچھ بھی
نہین بچا ہے۔ اور قریش ابتدا مین یہ لکھا کرتے تھے بِاسمِکَ اللّٰھُمَّ پس
حضرتؐ نے اپنے چچا حضرت ابوطالب کو اس امر کی خبر دیدی حضرت
ابوطالب شعب سے نکلے اور مسجد مین تشریف لائے۔ قریش جوق در
جوق اکٹھے ہوگئے یہ گمان کر کے کہ انکا ارادہ ہوگیا کہ نبیؐ کو قتل کے
لئے ہمارے حوالہ کردین اور از روئے طعن اُنسے اور اُنکے ساتھیونسے
بولے ہان اب سوجھی ہے تمہین کہ جو بدعت ہمارے لئے اور اپنے لئے
پھیلا رکھی ہے اُس سے باز آؤ۔ حضرت ابوطالب نے فرمایا کہ نہین مین تو
ایسی بات لیکر آیا ہون جسمین ہر دو کے لئے انصاف ہو یعنی ایسا
ٹھیک ٹھیک مضمون ہے جسمین نہ ہمپر کوئی دباؤ رہے نہ تمپر میرے
بھتیجے نے مجھے خبر دی ہے اور اُس نے کبھی مجھسے جھوٹ نہین
بولا کہ خدائے تعالی نے تمہارے کاغذ پر جو تم نے لکھا تھا دیمک کو
مسلط کر دیا پس اُسمین جور و ظلم و تعدی و ایذا اقربا کا جو بیان
تھا وہ سب کو چاٹ گئی فقط وہی الفاظ باقی رہ گئے ہین جن سے

باری تعالی کا نذکور ہوا ہے اگر یہہ بات اُسکے کہنے کے مطابق نکلی تو
تم ہماری موافقت کرو اور ایک روایت مین آیا ہے کہ اپنی بدی سی
باز آؤ اور اگر تم باز نہ آئے تو ہم مین سے جبتک ایک ایک نہ مرلیگا
رسول کو تو ہم تمہارے حوالے کرتے نہین ہان اگر اُسکا قول انکا جھوٹا
تو ہم اُسے تمہارے حوالے کئے دیتے ہین خواہ تم اُسے مارنا یا جیتا
چھوڑنا - سب بولے کہ ہمین تمہاری بات منظور ہے اور ایک روایت
مین یون آیا ہے کہ تم نے انصاف کی بات کہی - غرض وہ کاغذ نکالا
تو جسطرح مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی اُسی طرح
نکلا قریش نے جب حضرت ابوطالب کی بات سچی پائی تو اکثر بولے
کہ یہہ تو تمہارے بھتیجے کا جادو ہے انکا تو بغض و عداوت اور
زیادہ ہو گیا مگر اکثر پچتائے اور کہنے لگے کہ یہ تو ہمارا ہی ظلم و تعدی
اپنے بھائیون کے حق مین ہے حضرت ابوطالب نے جب یہ بات
موافق خبر آنحضرتؐ پائی تو اُنسے مخاطب ہوئے کہ اے گروہ قریش
اب کس بات پر تم ہمین محصور و محبوس رکھتے ہو یہ امر تو کھل گیا
اور ادھر یہ بھی معلوم ہو گیا کہ ظلم و برائی و ایذا تمہاری جانب ہی

پھر حضرت ابو طالب اور اُنکے ساتھی غلاف کعبہ کے نیچے آئے اور دعا
مانگی اللّٰھمّ انصرنا علی من ظلمنا و قطع ارحامنا و استحلّ ما یحرم
علیہ منّا ترجمہ اے اللہ نصرت دے ہمین اُن لوگون پر جنھون نے
ہمپر ظلم کیا ہمین ایذا پہنچائی اور جو نہ کرنی تھی وہ ہمارے ساتھ کی پھر
وہ جانب غار گئے اور تھوڑی دیر مین کچھ لوگ قریش مین سے گئے کہ اُس
کاغذ کی شرط توڑ دین اور حصار موقوف کرین اکابر نے بڑا طویل قصہ بیان
کیا ہے مگر ارادہ اس بیان سے یہی ہے کہ اللہ تعالی نے جن آیات
و معجزات و خوارق عادات سے اپنے نبی کو مخصوص فرمایا تھا بچپن مین
یا جوانی مین اُنمین سے اکثر سے حضرت ابو طالب آگاہ تھے اور اُس آگاہی
کے سبب حضرت ابو طالب کا دل ایمان و تصدیق جناب رسالتمآب صلی اللہ
علیہ وسلم سے پُر تھا اور وہ ایمان ایسا ایمان تھا جسمین شک و شبہ کا دخل
نہین مگر وہ ظاہر نہوا کیونکہ وہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی
حفاظت و حمایت و صیانت مین کوشش کرتے تھے کہ آپکو تکلیف نہ پہنچے
اور قریش کو یہ جتاتے تھے کہ مین تمہارے دین و ملت پر ہون اسی
سبب سے وہ آپکی مخالفت نہ کرسکتے تھے۔ اب جو شخص یہ دیکھ چکا وہ

حقیقت حال سے آگاہ ہو گیا اُسے حضرت ابوطالب کے ایمان مین کوئی

شک باقی نہین رہیگا۔ حضرت ابوطالب قریش کو نصرت جناب رسالتمآب

صلے اللہ علیہ وسلم مین ایسے ہی دھوکے دیتے تھے جیسا کہ سپاہ لڑائی

مین ایک دوسرے کو دیتے ہین یہانتک کہ کار نبوت کو فروغ ہوا اور

آنحضرتؐ علانیہ دعوت اسلام فرمانے لگے اور حضرت ابوطالب نے بہت سے

اشعار مین تصدیق نبوت کی تصریح کی ہے اُن اشعار مین سے بعض مین ایسے

الفاظ ہین جنسے قریش کو گمان ہوتا تھا کہ یہ ہمارے ہی ساتھ ہین اور

ہمارے دین پر ہین یہ سب قریش کو دھوکا دینا تھا اور حفاظت و حمایت

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسکی غرض و غایت تھی اور از الجملہ اُن اشعار کے

جو تصدیق جناب رسالتمآب پر دلالت کرتے تھے وہی ہے جو پیشتر آچکا

شعر الم تعلموا انا وجدنا محمدا ۞ رسولا کموسی خط فی الکتب و ریت

ایک بڑے لمبے قصیدے مین کی ہے جو حضرت ابوطالب نے اُس زمانہ مین

کہا تھا جب قریش نے اُنہین غار مین محصور کر رکھا تھا اور یہ قصیدہ

نہایت فصیح و بلیغ ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حضرت کو

بہت دوست رکھتے تھے اور آپکی نبوت کی تصدیق کرتے تھے اور

آپکی بہت بڑی حمایت کرتے تھے اُسکا مطلع یہ ہے **شعر** اَلَا اَبلِغَا عَنّی عَلٰی ذَاتِ بَینِنَا ✤ لُوَیًّا وَخُصًّا مِن لُؤَیٍّ بَنِی کَعبٍ ✤ اَلَم تَعلَمُوا اَنَّا وَجَدنَا مُحَمَّدًا ✤ رَسُولًا کَمُوسٰی خُطَّ ذٰلِکَ فِی الکُتُبِ **ترجمہ** - جو ہماری حالت ہے ہمین میری طرف سے لوئی کو اور خاصکر اُس لوی کو جو قبیلہ بنی کعب سے ہے یہ خبر پہنچا دے ✤ کہ کیا تم نہین جانتے کہ ہمنے محمدؐ کو ویسا ہی رسول پایا ہے جیسا موسیٰؑ تھا اور یہہ بات کتابون سے ثابت ہے اور ایک روایت مین یون آیا ہے نَبِیًّا کَمُوسٰی خُطَّ ذٰلِکَ فِی الکُتُبِ اور ایک شعر اُسی مین سے ہے - وَاِنَّ عَلَیہِ فِی العِبَادِ مَوَدَّۃً ✤ وَلَا خَیرَ مِمَّن خَصَّہُ اللّٰہُ بِالحُبِّ اور بندون پر اسکی محبت لازم ہے کیونکہ جسے خدا نے اپنا محبوب بنایا اُس سے بہتر اور کون ہوگا؟ اور بھی اُنہین سے ہے فَلَسنَا وَرَبِّ البَیتِ نُسلِمُ اَحمَدًا ✤ لِعَرَّاءٍ مِن عَضِّ الزَّمَانِ وَلَا کَربٍ **ترجمہ** قسم ہے ہمین خداے کعبہ کی کہ زمانہ کی کسی مصیبت و تکلیف سے گھبرا کر احمدؐ کو ہم حوالہ نہ کرین گے - اور ایک شعر آپکے قول مین سے یہ ہے **شعر** وَشَقَّ لَہٗ مِنِ اسمِہٖ لِیُجِلَّہٗ ✤ فَذُو العَرشِ مَحمُودٌ وَّھٰذَا مُحَمَّدٌ ✤ **ترجمہ** اُسکا نام اپنے نام مین سے مشتق کیا تاکہ اسکی بزرگی زیادہ ہو پس صاحب

عرش محمود ہے اور یہ محمد ہے + حافظ ابن حجر نے اصابہ مین اس
شعر کو حضرت ابو طالب کی طرف منسوب کیا ہے مگر ایک قول ہے کہ
یہ حسان بن ثابت کا ہے برزنجی کہتا ہے کہ اسمین کوئی حرج نہین کہ
یہ حضرت ابو طالب کا ہو اور حسان نے لیکر اپنے اشعار اسمین تضمین کئے
ہون + اور ایک دفعہ کا ذکر سُنئے کہ کفار قریش جمع ہو کر حضرت ابو طالب کے
پاس آئے اور عمارہ ابن ولید مغیرہ کو ساتھ لائے جو قریش کے خوبصورت
سے خوبصورت جوانون مین سے تھا اور کہنے لگے کہ تم اسے محمد کے
بدلے مین لیکر اپنا بیٹا بنا لو اور محمد کو ہمارے حوالہ کر دو کہ اُسے
قتل کر ڈالین آپنے جواب مین فرمایا کہ اے گروہ قریش تم کیسے منصف
لوگ ہو تمہارے بیٹے کو تو پالنے کے لئے لیلون اور اپنے بیٹے کو
قتل کرنے کے لئے دیدون پھر فرمانے لگے۔ اشعار وَاللهِ لَن یَّصِلُوا
اِلَیکَ بِجَمعِهِم + حَتّٰی اُوَسَّدَ فِی التُّرَابِ دَفِینًا + فَاصدَع بِاَمرِكَ مَا عَلَیكَ
غَضَاضَةٌ + وَابشِر بِذَاكَ وَقَرَّ مِنكَ عُیُونًا + وَدَعَوتَنِی وَعَلِمتُ اَنَّكَ
صَادِقٌ + وَلَقَد صَدَقتَ وَكُنتَ ثَمَّ اَمِینًا + وَلَقَد عَلِمتُ بِاَنَّ دِینَ مُحَمَّدٍ مِن خَیرِ
اَدیَانِ البَرِیَّةِ دِینًا + **ترجمہ** خدا کی قسم اے محمد یہ لوگ باوجود اپنی

کثرت کے تجھ تک نہ پہنچیں گے جبتک کہ مجھے زمین میں نہ گاڑ دیں ٭
پس جسمیں تیری خوشی ہو جاری رکھ اور اپنے دل کو ٹھنڈک اور آنکھونکو
سکھ پہنچا ٭ تو نے مجھے بھی دعوت کی تھی اور میں جانتا ہون کہ تو
صادق ہے اور ہمیشہ سچ بولتا ہے اور امین ہے ٭ اور میں یہ بھی
بخوبی جانتا ہون کہ محمد کا دین دنیا کے اور سب دینون سے بہتر ہے
اسکے بعد بعض نے یہ شعر اور بڑھایا ہے ؎ لَوْلَا الْمَسَبَّةُ اَوْحِذَارُ مَلَامَةٍ
لَوَجَدْتَنِیْ سَمْحًا بِذَاکَ مُبِیْنًا **ترجمہ** اور اگر ملامت و برا بھلا
کہنے کا ڈر نہوتا تو تو دیکھ لیتا کہ میں کھلم کھلا اسے قبول کرتا ٭ ایک
قول یہ بھی ہے کہ یہ شعر حضرت ابو طالب کے قول سے نہیں ہے بلکہ
موضوع ہے اور انکے کلام میں داخل کر دیا گیا ہے اور ایک قول
یہ بھی ہے کہ یہ معمے کے طور پر لائے ہیں کہ قریش کو یہ گمان ہو کہ
ابو طالب ہمارے ساتھ ہیں اور ہمارے دین و ملت پر ہیں اور محمد
کے تابعین میں سے نہیں ہیں تاکہ وہ میری حمایت قبول کرتے رہیں
اور اسکا کام جاری رہے اور حضرت رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم
کے بارے میں یہ بھی قول ہے ؎ وَاَبْیَضَ یُسْتَسْقَی الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ

ثمال الیتمیٰ عصمۃ للارامل ٭ یلوذ بہ الھلاک من اٰل ہاشم ٭ فہم عندہ فی رحمۃ
وّ فواضل ٭ اور یہ دونو بیتین بھی ایک قصیدہ طویل مین سے ہین جو حضرت
ابوطالب نے کہا ہے اسمین اسّی کے قریب اشعار ہین اور علمانے اسکی کامل
شرح لکھی ہے۔ بعض کا بیان ہے کہ اسمین سو سے زیادہ بیتین ہین اور
حضرت ابوطالب نے یہ قصیدہ اسی وقت مین کہا ہے جب قریش نے
محصور کر رکھا تھا اور قریش کو جتایا ہے کہ جبتک مر نہ جاؤنگا محمد کو ہرگز
ہرگز حوالے نہ کرونگا اور حضرت کی پوری پوری مدح بیان کی ہے
اور وہ کلام صاف ظاہر کرتا ہے کہ آپ نبوّت کی تصدیق کرتے
تھے اور آنحضرت پر ایمان لائے تھے پس وہ پہلی دونو بیتین بھی
اسی مین سے ہین اور اسمین سے یہ قول ہے ؎ لعمری لقد کلفت وجداً
باحمد ٭ واحببتہ حبّ المحبّ المواصل ٭ وقد علموا ان ابننا لا مکذب ٭
لدینا ولا یعنی بقول الاباطل ٭ فمن مثلہ فی النّاس ای مؤمّل ٭ اذا قاسہ
الحکام عند التفاضل ٭ حلیم رشید عاقل غیر طائش ٭ یوالی الٰہا لیس عنہ بغافل ٭
واصبح فینا احمد فی اَرُومۃ ٭ تقصر عنہا سورۃ المتطاول ٭ حدبت بنفسی دونہ وحمیتہ ٭
ودافعت عنہ بالذّرٰی والکلاکل ٭ **ترجمہ** قسم ہے مجھے اپنی جان کی مینے بہ سبب

احمد کے رنج و تکلیف اٹھائی اور اس سے سچے دوستونکا سا برتاؤ کیا جو
جدائی گوارا نہین کرتے ۞ انہین یہ بھی معلوم ہے کہ ہمارے بچہ کی اجتک تکذیب
نہین ہوئی اور نہ کسی نے اسے جھوٹ بولتے سنا ۞ جب جانچنے والون نے
فضیلت مین جانچا تو بنی آدم مین سے ایک بھی اسکا مثل ولیا دور
اندیش نہین نکلا ۞ وہ بردبار۔ نیک۔ دانا اور فہیم ہے اور جس ذات
سے محبت رکھتا ہے وہ ہر وقت اسکا حامی وحافظ ہے ۞ احمدؐ ہم مین
سے ایسا نکلا ہے جسکے باعث قبائل و سرداران عرب کی جاہ وحشم
مین فرق آگیا ہے ۞ مین اپنی جان اسکی حمایت مین دینے کو مستعد ہون
اور اس سے آلام و مصائب دفع کرنے کو تیار ہون ۞ اور اس قصیدہ
مین انہین معنی اور یہی فصاحت و بلاغت کی بہت سی بیتین ہین
ابن کثیر کا بیان ہے کہ یہ قصیدہ نہایت بلیغ ہے اور یہ کسی شاعر کی
مجال نہین معلوم ہوتی کہ ایسا ادر کہدے اور یہ سبعہ معلقہ سے بلیغ و
فصیح تر ہے۔ بیہقی نے انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ ایک دن
ایک اعرابی جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر
ہوا اور خشک سالی و قحط کی شکایت اور مدح آنحضرتؐ مین کچھ بیتین

پڑھین جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر منبر پر تشریف
لیگئے اور سوئے آسمان ہاتھ پھیلا کر دعا مانگی ابھی حضرت دست
بدعا ہی تھے کہ لگا مینہہ موسلا دھار پڑنے اور وہ لوگ گھبرا اور لوٹ کھلا کر
شکایت کثرت بارش کرنے لگے کہ کہین ڈوب جائین آنحضرتؐ نے
اُسیوقت یہ دعا مانگی اللّٰھم حوالینا ولا علینا اور خندان ہوئے
اور فرمایا للہ در ابیطالب اور اگر وہ زندہ ہوتے تو اسوقت بہت
مسرور ہوتے تم مین سے کوئی ایسا ہے جو اُنکا قول ہمین سنائے
پس جناب حضرت علی رضی اللہ عنہ کرم وجہہ نے فرمایا کہ آپ کی مراد
شاید اُنکے اس قول سے ہے ؎ وابیض یستسقی الغمام بوجھہ ثمال
الیتامی عصمۃ للارامل آنحضرت نے فرمایا کہ نعم **برزنجی** کا قول ہے
کہ آنحضرت کا یہ فرمانا للہ در ابیطالب اس بات کا شاہد ہے کہ اگر
وہ آنحضرتؐ کو منبر پر بیٹھے طالب باران دیکھتے تو بیشک وہ خوش ہوتے
اور گویا آنحضرت بعد اُنکی وفات کے اُنکی خوشی کی گواہی دیتے ہین
اور وہ خوشی اُس روز نتیجہ تھا تصدیق قلبی کمالات ومعجزات نبیؐ کا
پھر برزنجی کہتا ہے کہ اس باریک مضمون کو سوچو اور اس دلیل کو

بوجہ حقارت قائل کے حقیر مت سمجھو وَفَوۡقَ کُلِّ ذِی عِلۡمٍ عَلِیۡمٌ ۝ اور ہر
علم والے سے بڑھکر علیم موجود ہے۔ اور حضرت ابوطالبؑ نے جو
آنحضرتؐ کی بہت سی مدح کی ہے اور وہ دلالت کرتی ہے تصدیق
آنحضرتؐ پر ازانجملہ یہ اشعار ہین ؎ اِذَا اجۡتَمَعَتۡ یَوۡمًا قُرَیۡشٌ لِمَفۡخَرٍ ٭
فَعَبۡدُ مَنَافٍ سِرُّہَا وَصَمِیۡمُہَا ٭ فَاِنۡ حُصِّلَتۡ اَنۡسَابُ عَبۡدِ مَنَافِہَا ٭ فَفِیۡ
ہَاشِمٍ اَشۡرَافُہَا وَقَدِیۡمُہَا ٭ وَاِنۡ فَخَرَتۡ یَوۡمًا فَاِنَّ مُحَمَّدًا ٭ ہُوَ الۡمُصۡطَفٰی مِنۡ سِرِّہَا وَکَرِیۡمِہَا ترجمہ
جس دن قریش فخر خاندان کی تلاش کے لئے جمع ہونگے تو انہین
معلوم ہوگا کہ عبد مناف سارے خاندان کی ناک ہے ٭ اور جب
عبد مناف کی اولاد مین سے دیکھین گے تو آل ہاشم مین شریف تر
اور بزرگ تر پائین گے ٭ اور جس دن آلِ ہاشم فخر کرین گے تو فقط
محمدؐ کے باعث جسے خدا نے اُنکے برگزیدگان سے برگزیدہ کرلیا ہے ٭
اور یہ بات قول آنحضرتؐ سے بھی موافقت رکھتی ہے کہ آنحضرتؐ نے
فرمایا وَاصۡطَفَانِیۡ مِنۡ بَنِیۡ ہَاشِمٍ اور برگزیدہ کرلیا ہے مجھے بنی ہاشم
مین سے۔ برزنجی کہتا ہے کہ حضرتِ ابوطالبؑ نے یہ بات نبی صلعم کے
فرمانے سے پہلے از روئے الہام کے فرمائی ہے کیونکہ جناب پیغمبر خدا

صلعم نے قول حضرت ابوطالب سے بہت پیچھے یہ ارشاد کیا ہے اور آنحضرت کا فرمانا خود خدا کا فرمانا ہے پس ان اخبار سے اور شعار سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پُہنچ گئی کہ حضرت ابوطالب رسالت بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے قائل تھے اور یہی اُنکی نجات کے لئے کافی ہے *

قرافی نے شرح التنقیح مین حضرت ابوطالب کے اس قول کے بارہ مین کہ وَقَدْ عَلِمُوْا اَنَّ ابْنَنَا لَا مُکَذَّبٌ * لَدَیْنَا وَلَا یُعْزٰی لِقَوْلِ الْاَبَاطِلِ یعنی بالتحقیق اُنہین معلوم ہوگیا ہے کہ ہمارا بچہ دین کے بارہ مین جھوٹ بولنے والا نہین اور نہ کبھی اُس پر دروغ گوئی کا الزام لگا سکتے ہین کہ اقرار زبانی بھی ہے اور اعتقاد دلی بھی اور حضرت ابوطالب اُن لوگون مین سے تھے جو ایمان ظاہری بھی رکھتے تھے اور باطنی بھی فرق اتنا ہی تھا کہ ظاہر مین منکر تھے اور فروعات کی پیروی نہین کرتے تھے اور یہہ بھی کہتے تھے کہ مین خوب جانتا ہون کہ میرے بھتیجے کی بات بات حق ہے اور مین عورات قریش کی عیب جوئی سے نہ ڈرتا ہوتا تو اُس کا اتباع کرتا پر کرتا اور جیسا کہ اوپر آچکا ہے مین جواب دیتا ہون کہ اُنکا ظاہری اتباع نہ کرنا اُسی خیال سے تھا

کہ قریش پھر میری حمایت نہ مانینگے اور یہ جو کہتے تھے کہ عوراتِ قریش
کی عیب جوئی کا خیال ہے یہ قریش کے لئے بناوٹ کی تھی تاکہ اُنکا اپنا
وہی خیال رہے کہ یہ ہمارے دین پر ہین اور یہ عذر ایسا صحیح عذر ہے
کہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوطالب جناب رسولخدا صلی اللہ
علیہ وسلم کی نبوت ودعوت کو حق سمجھتے تھے۔ صحیح مسلم مین آیا ہے کہ
قیامت کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا جائیگا کہ جس شخص کے
دل مین رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہو اُسے دوزخ سے نکال لو
پس اس قسم کی احادیث سے ظاہرا اس امر پر دلالت ہوتی ہے
کہ اقرار زبانی شرطِ نجات نہین ہے بلکہ اُسکا کچھ بھی اسمین دخل
نہین اُلٹا نفاق کے ساتھ کلمہ طیبہ کا ادا کرنے والا دوزخ کے
طبقہ زیرین مین رہیگا۔ پھر برزنجی کہتا ہے کہ مسلم کے نزدیک
چونکہ تصدیق قلبی نجات آخرت کے لئے کافی ہے یہی بات ہمنے
نجات حضرت ابوطالب کے بارہ مین اختیار کی ہے اور یہی طریقہ ہمارے
بڑے بڑے اماموں کا رہا ہے جو متکلمین گزرے ہین اور احادیث
شفاعت بھی اسی پر دلالت کرتی ہین اور وہ شمار مین بہت ہین

اور سب کی سب بالصراحتہ اس امر پر دلالت کرتی ہین کہ مشرک نجات
نہین پاسکتا اور سہین شک نہین ہے کہ حضرت ابوطالب نے نجات پائی
اس بات کا بیان انشاء اللہ تعالی ابھی آتا ہے پس یہ دلالت کرتا ہے
اس امر پر کہ وہ مشرک نہ تھے۔ اسکے بعد برزنجی نے اُن دیلون کا ذکر
کیا ہے جو وہ لوگ پیش کرتے ہین جو عدم نجات کے قائل ہین اور نہین
کافی ثبوت کے ساتھ اُلٹ کر انہین سے نجات ثابت کی ہے۔ از انجملہ
وہ حدیث ہے جسے بخاری و مسلم نے عباسؓ بن عبد المطلب عم رسول
اصلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ پوچھا حضرت عباسؓ نے
جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ ابوطالب تمہاری محافظت
ونصرت مین ثابت قدم تھے اور تمہارے لئے تکلیفین اُٹھاتے تھے
آیا اس سے کچھ انہین نفع ہوگا۔ آپنے فرمایا بلاشک ہوگا مینے
پایا ہوتا اُنکو قعر جہنم مین یعنی وہ جانیوالے تھے جہنم مین جیسا کہ آگے
اسکی تفسیر آتی ہے اور ایک روایت مین یون آیا ہے کہ کَانَ فِی
غَمَرَاتٍ مِنَ النَّارِ فَاَخْرَجْتُہُ اِلٰی ضَحْضَاحٍ وَلَوْلَا اَنَا لَکَانَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ
وہ قعر جہنم مین تھے اور مین انہین اُبھار لایا کنارے تک اگر مین نہوتا

تو آتش جہنم کے گہراں مین بیٹھ جاتے۔ ضحضاح ساحل کا وہ ڈھلوان
حصہ ہوتا ہے جسپہ ٹخنے ٹخنے پانی ہوا اور یہان استعارے کے طور پر
آگ کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ نیز بخاری و مسلم نے حضرت ابو سعید
خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کے سامنے اُنکے چچا حضرت ابو طالب کا ذکر آیا تو آپنے فرمایا
کہ شاید اُنہین روزِ قیامت کو میری شفاعت نصیب ہو جائے اور
وہ کنارِ آتش پر آجائین جو محض اُنکے پاؤن کو چھوئے مگر اُس سے
بھی اُنکا دماغ پکنے لگے گا۔ اور مسلم وغیرہ نے جناب رسولِ خدا صلی اللہ
علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ ابو طالب کا عذاب تمام اہلِ دوزخ سے
سہل تر ہوگا وہ لوگ جو عدم نجات کے قائل ہین اسی سبب بیان
کرتے ہین کہ ان صحیح حدیثون سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ کافر تھے اور
دوزخ مین جائینگے پھر یہ کیونکہ ممکن ہو سکتا ہے کہ وہ نجات پائینگے
حالانکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُس معاملہ کی خبر دے چکے جو قیامت کے
دن خدا تعالیٰ اُنکے ساتھ برتیگا اور اسی سے ثابت ہوا کہ وہ تصدیق
قلبی نہ کرتے تھے اور یہ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت کی اس کا

سبب تھا غیرت حمیت - اپنی ناک رکھنا کہ اپنی اولاد ماری نہ جائے اور حضرت عبد المطلب نے بھی اُنہین اس بات کا تکلف کیا تھا - اب برزنجی کا قول ہے کہ مین جواب دیتا ہون کہ نفس احادیث مذکورہ سے نجات حضرت ابوطالب پر دلالت کرتی ہے کیونکہ خدائے تعالیٰ نے کفار کے حال سے یہ خبرین دی ہین کہ لَا یُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا اُنسے کسی طرح عذابِ دوزخ مین تخفیف نہوگی لَا یُفَتَّرُ عَنْهُمْ اُنسے کسیطرح عذاب جہنم کم نہ کیا جائیگا - مَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ وہ اسمین سے کبھی نہ نکالے جائین گے لَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِيْنَ اہلِ شفاعت کی شفاعت سے اُنہین کچھ فائدہ نہوگا وغیرہ وغیرہ اور حدیث صحیح سے ثابت ہو چکا ہے کہ جحیم وہ طبقہ ہے جسمین اس اُمّت کے گنہگاروں کو عذاب دیا جائیگا اور پھر وہ اس سے نکل آئین گے اور وہ طبقات دوزخ مین سب سے اوپر ہے اور گنہگار مومنین کا عذاب عذاب کفار سے کہین ہلکا ہوگا اور چونکہ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ جن پر عذاب نار کا اطلاق ہوسکتا ہے اُن سب سے حضرت ابوطالب کا عذاب خفیف تر ہوگا پس وہ گنہگار مومنین کے عذاب سے بھی ہلکا ہوگا اور ہم

یہ نہ کہیں تو گویا ہم قول جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق نہیں کرتے کہ جمیع اہل دوزخ سے حضرت ابوطالب کا عذاب خفیف تر ہوگا اور اچھا اگر ہم یہ فرض بھی کرلیں کہ وہ کافر تھے اور ابدالآباد جہنّم میں رہیں گے اور عذاب اُنکا اہلِ دوزخ سے خفیف تر ہوگا تو معلوم ہوا کہ کفر کا عذاب بعض گنہگار مومنین کے عذاب سے ہلکا ہوگا اب یہ ایسا قول ہے کہ اسکا قائل ہمیں ابتک ایک بھی نہ ملا پس یہ ثابت ہے کہ حضرت ابوطالب کا عذاب گنہگار مومنین کے عذاب سے ہلکا ہوگا اور اِنہیں شفاعت بنی صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی نفع پُہنچیگا اور اسی سبب سے اُنکا عذاب ہلکا ہوجائیگا اور اُنہیں ایسی جگہہ ملیگی جہاں سب اہل دوزخ سے اُنکا عذاب ہلکا ہو یعنی بنی صلی اللہ علیہ وسلم نہوتے تو وہ قعر جہنم میں پُہنچتے اور اب قعر سے کنارہ پر آجائیں گے اور فقط آگ کی جوتیاں پہنائی جائیں گی جن سے پاؤں کا اوپر کا حصہ بھی نہیں ڈھکنے کا اور آتش دوزخ کا یہ حصہ سب سے بالا ہے اس سے بالاتر ایک بھی سمجھ میں نہیں آتا کہ آگ محض تلووں کو چھوئے یہ بات محض طبقہ بالا میں ہے جو گنہگاران اُمّت کا

مقام ہے اور یہ امر احادیث سے پایۂ ثبوت کو پہنچ گیا ہے کہ جن لوگونکے
دلون مین چھوٹے سے چھوٹے رائی کے دانہ برابر
بھی ایمان باقی ہوگا وہ آگ مین سے نکلین گے پر نکلین گے علاوہ
برین یہ بھی ثابت ہوگیا ہے کہ اس طبقہ سے گنہگاران امت
کے نکل آنے کے بعد اسکی آگ بجھ جائیگی ہوا اسکے دروازونکو کھٹکھٹا
ڈالیگی اور اسمین ساگ اگ آئیگا اور یہ ہو نہین سکتا کہ جبتک ایسی
آگ تہ مین رہے جو قدمونکو چھو سکتی ہو تو ساگ اگ سکے پس ان
صحیح دلیلون سے لازم آیا کہ ابوطالب اس مین سے نکل آئین گے
پھر علامہ برزنجی کہتا ہے کہ حدیث صحیح مین وارد ہوا ہے کہ جناب
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شَفَاعَتِیْ لِاَھْلِ الْکَبَائِرِ
میری شفاعت گناہ کبیرہ کرنیوالون کے لئے ہوگی اور ایک جگہہ
یون آیا ہے شَفَاعَتِیْ لِمَنْ لَّمْ یُشْرِكْ بِاللّٰہِ شَیْئًا یعنی میری شفاعت
ان لوگون کے لئے ہوگی جنہون نے خدا کا کسی طرح شریک نہین
گردانا اور اس حدیث مین لام خصوصیت آیا مثل اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کے اور
اسکے معنی یہ ہین کہ میری شفاعت کبیرہ گناہ کرنیوالون سے مخصوص ہے

اور چونکہ وہ کبیرہ گناہ کرنیوالون سے مخصوص ہوگئی وہ شرک
کے لئے ہو ہی نہین سکتی اور مطلب اسکا صاف ہے کہ مغفرت
معاصی کی شفاعت کبیرہ گناہ کرنیوالون سے مخصوص ہے کیونکہ
صغیرہ گناہونکا کفارہ یہی ہے کہ کبیرہ سے اجتناب کیا جائے
اور کفار کے لئے کسی شفاعت کرنیوالے کی شفاعت کارگر نہوگی
کیونکہ اللہ تعالیٰ یہ بات کبھی نہ بخشیگا کہ اُس کے ساتھ شرک
کیا جائے اور جو بخشا نہ جائے گا وہ داخل شفاعت ہو نہین سکتا
کیونکہ ہر ایک عذاب ایک گناہ کے مقابلہ مین ہے جبتک وہ
گناہ نہ بخشا جائیگا وہ عذاب بھی جو اُسکے مقابل مین ہے نہین
اُٹھ سکتا اور جب شرک نہین بخشا جائیگا تو یہ حق ہے کہ لَا تَنْفَعُهُمْ
شَفَاعَةُ الشَّافِعِيْنَ اور لفظ شافعین جمع ہے جسپر اَل تعریفی
داخل ہوا ہے پس یہ سب شافعین کے لئے عموم کا فائدہ دیتا ہے
اس سبب سے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت بھی اِسمین
داخل ہے کہ وہ کفار کو کوئی نفع نہین پہنچائیگی جیسے کسی غیر کی شفاعت
اور حضرت ابو طالب کو پیغمبر خدا صلعم کی شفاعت نفع پہنچائیگی جس سے

کہ اُنکا عذاب دھیما ہوجائیگا اور آنحضرت کی شفاعت کی بدولت
وہ قعرِ جہنم سے کنارِ جہنم پر آجائینگے پس یہان سے لازم آیا
کہ حضرت ابوطالب کبیرہ گناہ کرنیوالون مین سے ہون نہ کہ کفار
مین سے اور یہ بھی لازم ہے کہ وہ اس امت کے گناہ گارون مین
سے ہون جو طبقۂ بالا مین رہینگے اور جو اس حالت مین ہوگا
وہ نکلیگا اور داخلِ جنت ہوگا اور یہی اُس قول جناب رسالتمآب
صلعم کے معنی ہین کہ اَرْجُوا لَهٗ مِنْ رَّبِّيْ كُلَّ خَيْرٍ مین اپنے رب سے اپنے
چچا کے بارےمین ہر ایک خیر کا امیدوار ہون اور یہہ وہ حدیث
ہے جسے ابنِ سعد اور ابنِ عساکر نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ
عنہما سے روایت کیا ہے کہ اُنہون نے جناب رسولخدا صلی اللہ
علیہ وسلم سے پوچھا تھا کہ آپ حضرت ابوطالب کے لئے کیا اُمید
رکھتے ہین آپنے جواب دیا کہ جملہ خوبیان جنکی مین اپنے خالق سے
اُمید کرسکتا ہون اور ہر ایک خوبی کی اُمید محض مومن کے لئے
کی جاسکتی ہے اور یہ نہین ہوسکتا کہ اس سے مراد محض تخفیفِ
عذاب ہو کیونکہ یہ خوبی جملہ خوبیون سے افضل نہین ہوسکتی

بلکہ وہ محض ایک خرابی کی کمی ہے اور بعض خرابی بعض سے گھٹکی
ہوتی ہے اور سب خوبیون سے بڑھکی خوبی یہی ہے کہ داخل
جنت ہو جائے اور تمام الرازی نے اپنے فوائد مین ایسے سند سے
جو مناقب مین سے شمار کیجا سکتی ہے روایت کیا ہے ابنِ عمر
رضی اللہ عنہما سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
قیامت کے دن مین اپنے باپ۔ مان۔ چچا اور ایک بھائی کے
لئے جو زمانہ جاہلیت مین تھا شفاعت کرونگا اور محب الطبری
نے اپنی کتاب ذخائر العقبیٰ فی مناقب ذوی القربےٰ مین اسے روایت
کیا ہے اور ابو نعیم نے بھی روایت کیا ہے بلکہ بالتصریح لکھا
ہے کہ وہ بھائی رضاعی تھا۔ علامہ برزنجی کہتا ہے کہ نار اسم
عام ہے کُل طبقات جہنم کے لئے اور جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ
وسلم نے خبر دی ہے کہ حضرت ابو طالب کا عذاب جمیع اہلِ جہنم
سے کہ جنپر عذاب کا اطلاق ہو سکے خفیف تر ہوگا اور اسکی وجہ یہ
بیان کی ہے کہ آگ فقط اُنکے تلوونکو چھوئیگی پس یہ نہین ہو سکتا
کہ وہ کافر ہون کیونکہ صحیح اخبار مین وارد ہے کہ خود مومنین کو

ایک گناہ کے عوض مین مثلاً غنیمت مین خیانت کرنے کے یا عاق
ہو جانے کے یا نبی کو ستانے کے یا ناز و انداز سے چلنے کے بدلے
مین اس سے کہین بڑا عذاب ہو گا - اُس شخص کے بارہ مین جو مال
غنیمت مین سے ایک چھوٹا سا عمامہ براہ خیانت لیلے یہ وارد
ہوا ہے کہ آگ کے شعلے اُسکے لئے بلند ہونگے اور اُس شخص کے
بارہ مین جو اُن کی ایک عبا چُرا لے یہ آیا ہے کہ اُسی کے برابر
آگ کی زرہ اُسکے لئے تیار ہوگی اور یہ بھی وارد ہوا ہے کہ جو
شخص خیانتِ غنیمت سے بری ہو جائیگا وہ داخل جنت ہو گا
اور یہ بھی آیا ہے کہ والدین کا عاق کرنا سب کبیرہ گناہون سے
بڑہ کر ہے - اور بعض احادیث مین شرک کے بعد دوسرا نمبر اسی کا
ہے اور قرآن شریف مین باری تعالیٰ فرماتا ہے وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا
تُشْرِكُوا بِهٖ شَيْئًا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا یعنی خدا تعالیٰ
کی پرستش کرو کسیکو اُسکا شریک نہ گردانو اور والدین کے ساتھ بہ
نیکی پیش آؤ - حدیث صحیح مین یہ بھی وارد ہوا ہے کہ تین چیزون کے
ساتھ عمل بیکار ہے شرک کے - عاق ہونیکے اور جہاد سے بھاگ

جانیکے۔ اور نیز یہ کہ روز قیامت باری تعالیٰ اُس شخص کی طرف
نظر نہ فرمائیگا جسے والدین نے عاق کر دیا ہوا ور بہت سی احادیث
صحیحہ اس بارے مین آچکی ہین کہ عاق والدین کو عذاب شدید ہو گا اور
گنہگاران امت مین سے سب سے پیچھے وہ آتش جہنم سے نکلیگا۔ اور
حدیث صحیح مین وارد ہوا ہے کہ ایک عورت بہ سبب بلّی کے آگ
مین جائیگی یعنی بلّی کو روک رکھنے کے سبب سے اور بہت سی حدیثین
اس بارے مین وارد ہوئی ہین کہ نازو انداز سے نہ چلو اور اکثر
اُس عذاب شدید کے بارے مین آئی ہین جو اس طرح چلنے والونکو
ہو گا۔ اور اگر ابو طالب کافر ہوتے تو اُن پر عذاب کفر ہوتا نہ کہ عذاب
گناہان کبیرہ اور یہ یاد رہے کہ کفر کا عذاب کبیرہ گناہون کے
عذاب سے کہین زیادہ ہے۔ اور اس مین کوئی شک ہے ہی نہین
کہ کفر سب کبیرہ گناہون سے بڑھکر ہے اور مثل اور کبیرہ گناہونکے
بخشا جانے ہی کا نہین۔ اور اگر کوئی مومن ایسا مل بھی جائے جسپر
ابو طالب سے ہلکا عذاب ہو تو مخبر صادق کے قول مین غلطی لازم آئیگی
کیونکہ آپنے عام طور پر ابو طالب کا عذاب سب سے ہلکا بیان کیا ہے

نتیجہ ضروری یہی ہے کہ ابو طالب کا عذاب مثل عذاب گنہگاران
اُمت بلکہ اُنسے کہین ہلکا ہو- اور یہ عذاب اُسی کبیرہ گناہ کے
عوض مین ہے کہ اُنھون نے شہادتین کا زبان سے اقرار نہ کیا
بشرطیکہ ہم یہ کہہ سکین اور ثبوت دے سکین کہ اُنھون نے یہ اقرار
نہ کیا- اور اقرار نہ کرنا گناہ ہاے کبیرہ مین داخل ہے- اور اسمین
تو کلام ہی نہین کہ اُنکا عذر اقرار شہادتین نہ کرنے کے بارہ مین اتنا
صحیح ہے کہ ایمان کو تو کوئی زلل پہنچتا ہی نہین مگر ہان ایسا نہ کرنا
گناہ ضرور ہے- ایک امکان اور بھی ہے کہ ابو طالب نے اقرار کیا ہو
اور پیغمبر خدا نے نہ سُنا ہو اور محسوب نہ کیا ہو- اور یہ ایسا ہی ہے
گویا اُنھون نے کیا ہی نہین- قصہ یہ ہے کہ پیغمبر خدا وقت وفات
حضرت ابو طالب کے پاس تشریف لے گئے وہان ابو جہل اور
عبد اللہ ابن ابی امیہ مخزومی بھی موجود تھے- حضرت نے فرمایا کہ
چچا تم فقط لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہدو کہ مین خدا کے سامنے اسے حجت
گردانون اور تمہین بخشوا لون- یہ سنکر کفار کے کان کھڑے ہوئے
اور ابو جہل و عبد اللہ بولے کہ ابو طالب کیا تم عبد المطلب کے مذہب سے

پھرتے ہو اور یہی کہے چلے گئے یہانتک کہ ابوطالب نے تنگ آکر
اُنسے گفتگو کرنے مین آخری بات اپنی زبان سے یہی نکالی کہ مین
ملت عبدالمطلب پر ثابت قدم ہون اور لا الٰہ الا اللہ کہنے سے
انکار کردیا۔ اور ایک روایت مین یون آیا ہے کہ جب ابوطالب نے
دیکھا کہ پیغمبر میرے ایمان کے بارے مین بہت اصرار کرتے ہین تو
کہا کہ اے جانِ عم اگر مجھے قریش سے تیرے بارے مین خیال و خوف
نہ ہوتا تو مین یہ کلمہ کہدیتا پر کہدیتا اپنی جان پر کھیل جانا کچھ بڑی
بات نہ تھی کہ مین خود یا درگور ہون ۔ اور ایک روایت مین یون
آیا ہے کہ جب حضرت ابوطالب کی موت قریب پہنچی تو حضرت عباس نے
اُنکے ہونٹ ہلتے دیکھے اور کان جو پاس لائے تو کیا سُنتے ہین
کہ وہ اقرار شہادتین کر رہے ہین ۔ پیغمبر خدا سے بولے کہ اے بھتیجے
خدا کی قسم میرے بھائی نے وہ کلمہ کہدیا جسکا تمنے انہین حکم دیا تھا
حضرت عباس نے مارے ڈر کے کہ کہین مین بھی نہ مسلمان ہوجاؤن
یہ الفاظ اپنی زبان سے نہ نکالے ۔ پیغمبر خدا نے یہ سنکر فرمایا کہ مینے
نہین سُنا ۔ اور محدثین جو کہتے ہین کہ پیغمبر خدا نے اُنکا اقرار محسوب

نہین کیا اُسکے یہی معنی ہین - اور جو لوگ عدم نجات کے قائل
ہین وہ اس حدیث کو تسلیم نہین کرتے کیونکہ یہ حضرت عباس نے
حالتِ کفر مین ایمان لانے سے پہلے بیان کی ہے - اور بعض کے
نزدیک یہ حدیث ضعیف ہے - بہرحال ہم یہ تسلیم کرتے ہین کہ حضرت
عباس کا اُسوقت کا قول اسی لائق تھا کہ محسوب نہ کیا جائے اور
یہ حدیث بھی ضعیف ہے - اور احکام دنیا کے اعتبار سے ابوطالب کو
کافر بھی کہہ سکتے ہین مگر خدائے تعالے کے نزدیک وہ مومن
ناجی ہین اور پہلے جو دلیلین آچکین ہین اُنسے صریح ظاہر ہے
کہ اُنکا دِل نورِ ایمان سے منور تھا - کیا یہ ممکن نہین ہے کہ ابوجہل
و عبداللہ بن اُمیہ کے سامنے حضرت ابوطالب نے محض اس لالچ سے
انکار کیا ہو کہ حفاظت نبی مین خلل نہ آئے اور بعد میرے مرجانے
کے اُنہین کوئی آزار نہ پہنچا سکے اُنہین خوب معلوم تھا کہ قریش
کے دلون مین میری قدر و منزلت بعد وفات اُسی صورت مین
رہ سکتی ہے جب وہ یہ جانین کہ وہ ہمارے دین پر ثابت قدم
رہا اور اِسی حرمت و تعظیم کے باعث ممکن ہے کہ نبی کو آزار

نہ پہنچے - اگر انکا قصد یہی تھا تو ہوسکتا ہے کہ انہیں معذور نہ
سمجھا جائے؟ بیشک جو جواب اُنہیں دیا تھا محض اُنکی خاطر کے
طور پر دیا تھا کہ اُنہیں نفرت نہ پیدا ہوا اور خدشہ وہی لگا ہوا
تھا کہ بعد میری وفات کے جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کو
آزار نہ پہنچائیں - اب یہاں اجتماع ضدین ہوگیا یعنی اقرار شہادتین
کرنا - اور نہ کرنا کیونکہ اُنکے سامنے تو اُنکی خاطر سے اقرار کیا نہیں او
جب وہ چل دئے تو کیا اور اُسوقت حضرت عباسؓ نے جو کان
لگا کر سُنا تو انکا اقرار سُن ہی لیا - اور اسی سببسے پہلی حدیث
مین یہ الفاظ آئے ہین کہ اٰخِرُ مَا کَلَّمَھُمْ بِہٖ یعنی آخری بات
جو اُنسے کہی تھی یعنی ابوجہل اور اُسکے ساتھیون سے اور یہ نہین
کہا گیا کہ اٰخِرُ مَا تَکَلَّمَ بِہٖ کہ مطلق آخری الفاظ جو اُنکی زبان
سے نکلے کیونکہ آخری الفاظ جو زبان سے نکلے موافق قول
عباسؓ اقرار شہادتین تھے اور اُنکا یہ کہنا کہ مین ملت عبدالمطلب پر
ہون اس بات کی دلیل ہے کہ وہ توحید پر تھے کیونکہ حضرت
عبدالمطلب بلکہ اور آبا و اجداد جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم

توحید پر قائم تھے جیسا کہ علامہ جلال الدین سیوطی نے بہت
سے رسالو نمین تحقیق کر کے لکھا ہے پس حضرت ابوطالب کا
جواب یہ اس لئے تھا کہ وہ ظاہرا رضامند ہوجائین اور انہین
خود علم تھا ہی کہ حضرت عبدالمطلب توحید پر قائم تھے - اور ابن
عساکر عمرو بن العاص رض سے روایت کی ہے کہ مینے جناب رسولخدا
صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے سُنا کہ میرے پاس حضرت ابوطالب
کے لئے ایک رحمت خاص ہے جس سے وہ صلۂ رحم کے سبب فائدہ
اُٹھائینگے اور عدم نجات کے جو قائل ہین اُنکے اُس قول کا
جواب ہے کہ حضرت ابوطالب کے بارےمین جو دو صحیح حدیثین
آچکی ہین کہ وہ قعر جہنم مین تھے یہ دافع ایمان ہین اور یہ اُس
شخص کی کیفیت ظاہر کرتی ہین جو حالت کفر مین مرگیا ہے
علامہ برزنجی کہتا ہے کہ ہم انکا جواب دیتے ہین
کہ حالت کفر مین مرجانیوالونکی یہ کیفیت نہین ہوتی کہ وہ
کنار جہنم پر آجائے بلکہ اُسکی کیفیت تو یہ ہونی چاہیے کہ وہ
طبقۂ زیرین جہنم مین رہے - پس کسی شخص کے بارے مین شفاعت کا

قبول ہو جانا اور ایسا کہ وہ قعر جہنم سے کنارِ جہنم پر آجائے الٹی
عدم کفر کی دلیل ہے کیونکہ کافر کے بارےمین تو جملہ شفاعت
کرنیوالونکی شفاعت قبول ہونے ہی کی نہین - اور جناب
رسولخدا کے اُس قول کے کہ لَوْلَا اَنَا لَکَانَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ
یعنی اگر مین نہوتا تو جہنم کے طبقۂ زیرین مین ہوتے - یہی معنی
ہین کہ اگر خداوند کریم میرے سببسے اُنہین ایمان کی ہدایت نہ
کرتا تو وہ کافر مرجاتے اور جہنم کے طبقۂ زیرین مین پہنچتے
اور یہ قول آنحضرتؐ کے اُسی قول کی نظیر ہے جو آپنے ایک یہودی
کے لڑکے کے بارےمین فرمایا تھا جو بیمار تھا اور بیماری مین جب
آنحضرتؐ اُسکی عیادت کو گئے تھے اُسے اسلام کی دعوت کی تھی او
وہ اسلام لاکر مرگیا تھا تو آپنے فرمایا تھا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَنْقَذَهٗ بِیْ
مِنَ النَّارِ شکرِ خدا ہے کہ اُس نے اس شخص کو میرے سبب
آتش جہنم سے نجات دی - اور یہان سے پچھلی حدیث کے
باریک معنی بھی ہمارے لئے ظاہر ہو گئے کہ حضرت ابوطالب
قعر جہنم مین ہوتے پس رسول نے اُنکے لئے شفاعت کی اور وہ

کنارِ جہنم پر نکل آئے۔ اسکے معنے پھر سمجھ لو کہ اقرار شہادتین کے
انکار کے سبب سے قعر جہنم مین داخل ہونیوالے تھے مگر رسولخدا
نے شفاعت کی اللہ تعالی نے ایمان کی ہدایت کردی اور
جناب رسولخدا کا وہ قول کہ مینے نہین سنا اس بات کا منافی
نہین ہے کیونکہ اللہ تعالی نے اسکے بعد اسکی خبر دیدی قولہ
تعالے اِنَّکَ لَا تَھْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَاءُ ترجمہ
اے محمد جس سے تو محبت رکھتا ہے اُسے تو ہدایت نہین کرتا
ہے۔ بلکہ اللہ جسے چاہے اُسے ہدایت کردیتا ہے۔ یہ آیت
حضرت ابوطالب کے بارہ مین نازل ہوئی ہے اور اس کا
اُنکے بارہ مین نازل ہونا اس بات کی نفی نہین کرتا کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کی ناامید ہوجانے کے بعد خدا نے اُنہین ہدایت
کردی۔ ابن سعد و ابن عساکر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ
سے روایت کی ہے کہ مینے رسولخدا کو حضرت ابوطالب
کی وفات کی خبر دی تو آپ رو دئیے اور فرمایا کہ جاؤ اُنہین
غسل و کفن دیکر دفن کرو اللہ تعالی اُنکی بخشش کرے اور اُنپر

رحم کرے - پس مینے ایسا ہی کیا - اور جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم اُنکے جنازہ پر سفہاء قریش کے شر کے خوف سے تشریف نہ لیگئے اور نماز نہ پڑھنے کا سبب یہ تھا کہ جنازہ کی نماز اُس زمانہ مین واجب نہوئی تھی - اور اہل سیر و تاریخ بیان کرتے ہین کہ جب حضرت ابوطالب نے وفات پائی تو جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش سے وہ ایذائین پہنچین کہ حینحیات حضرت ابوطالب مین گمان بھی نہ تھا چنانچہ جہال قریش مین سے ایک ملعون حضرتؐ سے بحث کرنے کو آموجود ہوا اور آخر مین حضرتؐ کے سر مبارک پر مٹی ڈال کر چلتا بنا حضرتؐ اپنے مکانکو تشریف لیگئے گھر مین پہنچے تو دختر رسولؐ خدا اٹھکر آئین - آپ روتی جاتی تھین اور مٹی جھاڑتی جاتی تھین - آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اے لختِ جگر آزردہ نہو خدا تیرے باپ کا محافظ ہے اور یہ بھی فرمایا کہ حضرت ابوطالب کی وفات سے پہلے پہلے قریش سے مجھے کوئی ایذا نہ پہنچی اور کفار قریش حضرتؐ کو ایذا پہنچانے مین جلدی

گو اصل کتاب مین لفظ اخلتمبانات آیا ہے مگر تواریخ سے ثابت ہے کہ ایسے موقعون پر امداد مردون مین سے حضرت امیرؑ کیا کرتے تھے اور عورتون مین سے حضرت خدیجہؑ یا حضرت سیدہؑ ۱۲

جو کی اسکا سبب یہ تھا کہ انہوں نے حضرتؐ کو جناب ابو طالب سے بار بار
اقرار شہادتین طلب کرتے دیکھا تھا اور انکے پاس سے لال پیلے
ہو کر اُٹھے تھے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دیکھا کہ قریش
مجھے ایذا دینے کے لئے مجتمع ہو گئے ہین تو فرمایا یا عمّ ما اسرع ما
وجدت فقدک یعنی آپکے بعد جو مجھ پر پڑنیوالی تھی کیسی جلد آن پڑی
بیہقی سے روایت ہے کہ جب حضرت ابو طالب کا انتقال ہو گیا
تو حضرت علیؓ آئے اور عرض کی یارسول اللہ ان عمّک الشیخ الضال
قد مات قال اذھب فوارہ قلت انہ مات مشرکا قال
اذھب فوارہ یعنی اے رسولخدا آپکے بڈھے گمراہ چچا کا انتقال ہو گیا
آپنے فرمایا جاؤ اور انکی تجہیز و تکفین کرو۔ حضرت علیؓ کہتے ہین مینے
عرض کی یارسول اللہ وہ تو مشرک مرے ہین۔ فرمایا جاؤ اور تجہیز و
تکفین کرو۔ جب مین کفن و دفن سے فارغ ہو کر حضرتؐ کی خدمت
مین واپس آیا تو فرمایا کہ غسل کر لو پس حضرت علیؓ کا یہ قول ان
عمّک الشیخ الضال قد مات پہلی حدیث کے مخالف ہے۔ اور
مین یہ جواب دیتا ہون کہ حضرت علیؓ کا یہ قول انکی ظاہری دنیاوی

حالت کی نظر سے تھا۔ اور شاید حضرت علیؓ نے یہ بات مشرکین کے
سامنے انکی خاطر سے کہی ہو اور اس طرح سے یہ پہلی حدیث کی منافی
نہین ہو سکتی جسمین انکا باطنی حال اور حقیقت امر مد نظر ہے اور وہ
امر انکا ایمان و تصدیق ہے۔ علّامہ برزنجی کہتے ہین کہ طریق اول
سے جو ہم نے نجات ثابت کی ہے وہ کافی و وافی ہے اور ہمین
زیادہ بیان کرنے کی احتیاج نہین لیکن اور جو کچھ بیان کیا گیا
کہ مدعی کے لئے اور زیادہ تاکید ہو جائے۔ اور نجات کے لئے ہمنے
کلام خدا سے بھی استدلال کیا ہے کہ فرمایا باری تعالیٰ نے فَالَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا بِہٖ وَعَزَّرُوْہُ وَنَصَرُوْہُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَہٗٓ
اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ **ترجمہ** وہ لوگ جو رسول پر ایمان
لائے اور جنہون نے اسکی مدد و نصرت کی اور اس نور کے پیرو ہو گئے
جو اسکے ساتھ نازل کیا گیا وہی لوگ فلاح پانیوالے ہین۔ حضرت
ابو طالب نے جناب رسولخدا کی تصدیق کی جیسا کہ مشہور و معروف
ہے آپکی نصرت کی اور آپکے سبب قریش سے لڑے اور یہ ایسی بدیہی
باتین ہین کہ ناقلین اخبار مین سے ایک بھی انکا منکر نہین تو ضرور

وہ فلاح پانیوالون مین سے ہوئے - اور جو لوگ عدم نجات کے
قائل ہوئے ہین وہ کہتے ہین کہ انہون نے نصرت تو کی مگر اُس نور کا
اتباع نہ کیا جو آنحضرت پر نازل ہوا اور وہ کتاب خدا ہے جو توحید
باری تعالیٰ کی دعوت کرتی ہے اسی سبب سے فلاح نہین پاسکتے کیونکہ
فلاح پانے کے لئے یہہ صفات مذکورہ موصوف ہونا چاہئے ؛
علاّمہ برزنجی کہتے ہین کہ اگر فلاح سے مراد ہے آتشِ جہنم سے نجات
پانا تو وہ تو ایمان پر موقوف ہے اور ایمان محققین کے نزدیک تصدیق کو
کہتے ہین اور تصدیق حضرت ابوطالب کو حاصل تھی - اور اگر فلاح سے
مراد ہے پوری پوری نجات یعنی داخل جہنم ہی نہو تو ایسی فلاح
کے پانے کی صورت مین کفر لازم آ نہین سکتا کیونکہ ہمارا یہ دعوی
ہے کہ وہ نبیؐ کا اتباع خود کرتے تھے اور اورونکو بھی آپکے اتباع کا
حکم دیتے تھے - اب ذرا دیکھئے حروف عاطفہ کی طرف جو قول باریتعالے
مین آئے ہین اٰمَنُوا بِهٖ وَاتَّبَعُوا اس سے ثابت ہے کہ ایمان و اتباع
دو مختلف چیزین ہین اور جب مختلف ہوئین تو ایمان تصدیق پر
محمول ہوسکتا ہے اور تصدیق حضرت ابوطالب کی ثابت ہے

رہا اتباع وہ انہین چیزون مین ہوگا جنکا اسوقت تک شرعاً حکم دیا گیا تھا - اور وہ یہ تھین - توحید - صلہ رحم - ترک پرستش اصنام جیسا کہ حضرت ابوطالب سے اوپر کی روایت مین منقول ہو چکا ہے کہ آپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آپکی بعثت کیون ہوئی آپنے فرمایا اسلئے کہ تم اقارب سے بہ نیکی پیش آؤ اللہ تعالی کی عبادت کرو اور سوائے خدا کے کسی اور کی بندگی نہ کرو - اور اسوقت تک نماز - زکوٰۃ - روزہ - حج - اور جہاد فرض نہین ہوا تھا پس سوائے کلمۂ لا الٰہ الا اللہ کے باقی ہی کیا تھا جس سے توحید کی ادائگی معتبر سمجھی جاتی - اسکا ذکر آہی چکا ہے کہ حضرت ابوطالبؓ اپنے اشعار مین خدا کی وحدانیت رسالت کی حقیقت اور رسولخدا کی تصدیق بیان کی ہے - رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو وفات کے وقت انسے اقرار شہادتین طلب کیا اسمین یہ حکمت تھی کہ وفات کے وقت کا ایمان زیادہ معتبر ہوتا ہے اسی کو انجام بخیر سے موسوم کرتے ہین اور گو وہ وقت وفات محسوب نہ کیا گیا تاہم قرائن اس امر پر دلالت کرتے تھے کہ وہ دل سے تصدیق

کرتے تھے ہان اس خوف سے اقرار لسانی سے باز رہے کہ کفار قریش
یہ کہدینگے کہ موت سے ڈرگیا اور موت سے ڈرجانا اُنکے ہان
بڑی شرم اور ذلت کی بات تھی وہ لوگ فخر حاصل کرنیمین اور
سردار ہونے مین بڑے حریص تھے بڑے ناک والے تھے وہ یہ
کبھی گوارا نہین کرسکتے تھے کہ ذراسی بات بھی اُنکے خلاف شان
اُنسے منسوب کیجائے تو یہ کوئی بعید از عقل بات نہین ہے کہ وہ
اسے عظیم الشان سمجھتے۔ وجوہات ظاہری مین تو یہ عذر تھا۔ رہا
باطن سو اصلی سبب اُن لوگون کے سامنے اقرار نہ کرنیکا یہی تھا
کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت و نصرت و محافظت
حتی الامکان کرین۔ وہ جانتے تھے کہ جسوقت مینے اقرار شہادتین
کیا اور اِن لوگون پر کھلا کہ یہ نبیؐ کا پیرو ہوگیا پھر نہ میری
توقیر و تعظیم انکے دلونمین رہیگی نہ میری حمایت کی اصل سمجھینگے
بلکہ اُلٹے میری وصیت کی تو حقارت کرینگے۔ اور میری
حرمت برباد کرینگے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا اب سے
کہین زیادہ پہنچاوینگے حضرت ابو طالب کو حرص تھی تو یہی تھی

کہ میرے مرجانے کے بعد جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم
کہین خلقت کو خدا کیطرف بُلائے جائین اسی لئے وہ چاہتے تھے
کہ قریش کے دلوںمین میری حرمت باقی رہے پس اگر وہ اقرار
شہادتین کر دیتے اور قریش کو معلوم ہو جاتا تو حمایت و نصرت
کی غرض اصلی فوت ہو جاتی ۔ یہان سے علاّمہ برزنجی نے سوائے
اقرار شہادتین کے اور احتمالات بیان کئے ہین جنکے باعث حضرت
ابو طالب کو گنہگاران امت کے ساتھ عذاب دیا جائیگا ۔ وہ
کہتے ہین کہ شاید یہ عذاب اس سبب سے ہو کہ وہ نماز نہین بجالائے
جو ابتدائے اسلام مین واجب تھی اور وہ چار رکعتین تھین
دو قبل طلوع آفتاب اور دو بعد غروب ۔ پس جب حضرت ابو طالب
سے ان نمازون کے پڑھنے کے لئے کہا گیا اُنھون نے نہ پڑھی
اور اسی طرح تہجد بھی نہ پڑھی جو جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ
وسلم ابتدائے اسلام مین پڑھا کرتے تھے ۔ اُنکا نماز نہ پڑھنا ممکن
ہے کہ اس سبب سے ہو کہ کہین قریش کو یہ معلوم ہو جائے کہ یہ نبی کا
پیرو ہے اور وہ میری حمایت قبول کرنا اور اُس پر عمل کرنا ترک

کردین - پس اسلیئے نماز سے باز رہنا کہ قریش کو زیادہ دھوکہ رہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت و نصرت زیادہ ہوسکے بجائے خود ایک عذر ہے تاہم نماز ادا نہ کرنا معصیت ضرور ہے اور معصیت بھی ایسی جسپر عذاب ہوگا - اور بظاہر وہ ایک بہانہ اور بھی کیا کرتے تھے کہ جب اُنسے نماز کو کہا جاتا یہ کہدیا کرتے تھے کہ میرے چوتڑ اونچے نہ کراؤ - ایسا باز رہنا بظاہر یا تو عناد کی رو سے تھا یا تکبر کی رو سے اور اسی سبب سے زمرۂ گنہگاران مومنین مین معذب کئے جائینگے خواہ وہ قریش کو یہ جتانے کے لئے کہ مین تمہارے مذہب پر اور تمہارے ہمراہ ہون دھوکہ ہی کیون نہ دیتے ہون - ایک احتمال آتش جہنم مین جانیکے بارے مین یہ بھی ہوسکتا ہے کہ بعد بعثت اُنپر بعض بندون کے حقوق بھی رہ گئے تھے * علامہ برزنجی نے اپنے رسالہ کے اول مین والدین جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی نجات کے ذیل مین آپکے جمیع آبا و اجداد کی نجات ثابت کی ہے کیونکہ وہ سب مُوحّد تھے پھر حضرت ابوطالب کی نجات کے ذکر مین یہ بیان کیا ہے

کہ کسی کتاب مین یہ نہین آیا کہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کے
چچاؤن مین سے ایک نے بھی یہ کہا ہو کہ تو کیون ہمارے آبا و اجداد کو
برا کہتا ہے؟ کسلئے ہمارے خداؤن کی مذمت کرتا ہے کیون ہمین
احمق بتاتا ہے جیسا کہ اور قریش کہتے تھے اسکا سبب یہ تھا کہ اگر
وہ چچا یہ کہتے کہ یہ ہمارے بزرگون کی مذمت کرتا ہے تو کہتے ہی
کہتے کہ اپنے بزرگونکی مذمت سے دست بردار ہو۔ رہی آگے
ابولہب کی دشمنی وہ میان ابوسفیان سے سسرال کا رشتہ رکھنے
کے سبب سے تھی کیونکہ ابولہب کی شادی ابوسفیان کی بہن ام جمیل
سے ہوئی تھی جسکا نام اسلام مین ام قبیح ہے اور حمالۃ الحطب بھی
اُسی کو کہتے ہین۔ سو ابولہب اُن لوگون کے سکھائے مین تھا۔
یہان سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت ابوطالب اپنے بزرگون کے
طریقے پر تھے اور اگر حضرت ابوطالب نے بت پرستی کی تو یہ لازم
آئیگا کہ اس سلسلۂ طاہرہ مین وہ اول مشرک ہوئے اور یہ کسی طرح
ثابت نہین ہوتا کہ اس مبارک خاندان و پاک نسل مین سے حضرت
ابوطالب شرک و بت پرستی کے بانی ہوئے ہون۔ فی الحقیقت

وہ ہر معاملہ مین مثلاً اخلاق کی خوبیون مین - اپنی خاندانی بزرگی
ونام آوری کی حمایت مین - رئیس ہونے مین مرتے دم تک حضرت
عبدالمطلب کے قدم بقدم رہے اور انہین کی ملت پر تھے اور جب
کفار قریش سے انہون نے یہ کہا تھا کہ مین ملت عبدالمطلب پر
ہون تو اسی امر کی طرف اشارہ کیا تھا اور اسطرح اُنسے بات کی تھی
کہ وہ تو اپنی سمجھے اور معنی اسکے ایسے جنسے خود شرک سے خارج
اور زمرۂ موحدین مین داخل ہوئے - اور ساتھ ہی ساتھ حضرت
عبدالمطلب کی بھی تعریف کردی کہ وہ موحد تھے - اور بات کفار سے
بھی پوشیدہ رکھی کہ اُنکے دلونمین انکا مرتبہ اور انکی حمایت کا
خیال باقی رہے ٭ رہا اُن حدیثون کا ماحصل جنمین حضرت ابوطالب
کے کفر کا اور اُنکے آتش جہنم مین داخل ہونیکا ذکر آیا - وہ یہ ہے کہ
اُنمین دنیوی احکام کا ذکر ہے جو ظاہری شرع کی نظر سے کیے گئے
ہین - اور آتش جہنم مین داخل ہونیکا سبب یا تو ترک اقرار شہادتین
ہے - یا یہ کہ بعض واجبات ادا نہ کیے - یا یہ کہ حقوق بندگانِ خدا
اُنکے ذمہ رہے مگر یہ کسیطرح لازم نہین آتا کہ وہ آتش جہنم مین داخل

ہونگے تو اُسمین ہمیشہ رہین گے۔ اور نہ اُن حدیثون مین کوئی
ایسی حدیث آئی جس سے یہ ثابت ہو کہ وہ آتش جہنم مین ہمیشہ رہینگے
یہ ثابت ہی ہے کہ جناب پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت
سے وہ طبقۂ بالا مین رہین گے۔ اگر وہ کافر ہوتے تو حضرت کی
شفاعت اُنکے حق مین قبول ہی کیون ہوتی۔ اور یہ صحیح حدیث
مین آچکا ہے کہ گنہگاران امت کا عذاب سب سے ہلکا ہوگا اور حضرت
ابو طالب کا عذاب جملہ اہل جہنم کے عذاب سے زیادہ ہلکا ہوگا تو ثابت
ہے کہ انکا عذاب گنہگار مومنون کے عذاب سے بھی ہلکا ہوگا۔ اور یہ حدیث
بھی صحیح ہے کہ گنہگارانِ امت طبقۂ جحیم سے نکل آیئن گے۔ ہوا
اُسکے دروازونکو کھٹکھٹا ڈالیگی۔ اور اُسمین ساگ اُگ آئیگا۔
پس حضرت ابو طالب بھی اُنہیں نکلنے والون مین سے ہوئے
بلکہ اُنمین سب سے اوّل ہوئے کیونکہ اُنکا عذاب سب سے ہلکا ہوگا اور
کافر تو اُسمین سے کبھی نکلنے ہی کے نہین۔ ان دلیلون سے ثابت
ہے کہ گو اُنہین عذاب جہنم بھی ہو وہ ضرور بالضرور آتش جہنم سے
نکلین گے اور جنت مین داخل ہونگے کیونکہ ان دونو کے بیچمین

تیسری جگہہ تو اور ہے ہی نہین - پھر علامہ برزنجی کہتے ہین کہ
اگر تم یہ کہو کہ علمار نے جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کے
لئے ایک اور قسم کی شفاعت ثابت کی ہے، جو کفار کے لئے ہو گی
اور یہ بیان کیا ہے کہ یہ ہمارے حضرتؐ سے خصوصیت رکھتی ہے
اور اسکی مثال مین حضرتِ ابوطالب کی شفاعت بیان کی ہے کہ
اُنسے عذاب کی تخفیف ہو گی - مین یہ جواب دیتا ہون کہ یہہ
اس بات پر مبنی ہے کہ ابوطالب کافر ہون اور ہم پہلے ہی اُنکا
ایمان ثابت کر چکے ہین اور یہ بھی ثابت کر چکے ہین کہ اُنکے بارہ مین
شفاعت جو ہو گی وہ باعتبار اُنکے کبیرہ گناہ ہونکے ہو گی جو
اُنسے سرزد ہوئے ہین جیساکہ آنحضرتؐ کے قول سے ظاہر ہے
کہ شَفَاعَتِی لِاَھْلِ الْکَبَائِرِ اور یہ خدائیتعالےٰ کے قول سے بھی
مستثنےٰ نہین کہ اُس نے فرمایا فَمَا تَنْفَعُھُمْ شَفَاعَۃُ الشَّافِعِیْنَ اور
کوئی خاص آیت اس آیت کے عموم کے خلاف نہین آئی - اِس
سبب اسکا عموم برقرار ہے - اور نہ وہ علما سوائے حضرتِ ابوطالب
کے کسی کافر کی مثال دے سکتے ہین جسکے بارہ مین حضرتؐ کی

شفاعت آئی ہو اگر اُنکے پاس کوئی اور مثال ہے تو لائین
ہمین دکھائین کہ ہم بھی اُنہین غور کرین ہان اگر اُنکی مراد ظاہر
شریعت کے کافرون سے ہے تو پھر اختلاف لفظی باقی رہجائیگا
اگر اس تحقیقات مین شبہ نہ کرین تو اُن عالمونکو اسکا ثبوت دینا
پڑیگا کہ خدا ئیتعالی کا یہ قول اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ اور وُنسے
خصوصیت رکھتا ہے اور حضرت ابو طالب اس سے مستثنیٰ ہین یہ
ایک بھی نہین کہتا ۔ اسکے بعد علامہ برزنجی نے اُن آیات کا
ذکر کیا ہے جنکی نسبت یہ کہا جاتا ہے کہ حضرت ابو طالب کے بارے مین
نازل ہوئی ہین مثلاً خدا ئیتعالی نے فرمایا مَا کَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا اَنْ یَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِکِیْنَ وَلَوْ کَانُوْا اُوْلِیْ قُرْبٰی مِنْ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ
لَھُمْ اَنَّھُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِیْمِ **ترجمہ** یہ بنی کا اور مومنین کا کام نہین
ہے کہ مشرکون کے لئے طلب مغفرت کرین چاہے وہ رشتہ دار
ہی کیون نہون جب اُن پر یہ ظاہر ہو چکا کہ وہ دوزخی ہین
برزنجی کہتے ہین کہ جتنی حدیثین اس آیت کے نزول مین وارد
ہوئی ہین مینے سب دیکھین اور اُنہین تین وجہون پر منقسم پایا

اوّل یہ کہ یہ آیت حضرت ابو طالب کے بارہ مین نازل ہوئی ہے
دوم یہ کہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ کے
بارہ مین آئی ہے۔ سوم یہ کہ اور لوگونکے آباؤ اجداد کے بارہ مین
آئی ہے جو حالت کفر مین مر گئے تھے اور انکی اولاد انکے
لئے طلب مغفرت کیا کرتی تھی۔ سو وجہ دوم یعنی یہ کہ آیت
مذکور جناب پیغمبر صلعم کی والدہ کے بارہ مین آئی ہے بہت ہی
ضعیف ہے۔ اور وجہ اوّل کہ یہ آیت حضرت ابو طالب کے بارہ مین
آئی ہے اسکے راویون نے اُسے پورا بیان نہین کیا۔ پس صحیح
یہی ہے کہ اسکے نزول کا سبب وہی تیسری وجہ ہے اور اس
امر کا استدلال اس سے کیا گیا ہے کہ یہ آیت مدینہ طیبہ مین
نازل ہوئی ہے اور ساری سورۃ بھی مدنی ہے اور بعد
غزوۂ تبوک کے نازل ہوئی ہے اور حضرت ابو طالب کی وفات
مکہ معظمہ مین اس آیت کے نازل ہونے سے کوئی بارہ برس
پہلے ہو چکی تھی۔ پھر ہم یہ دیکھتے ہین کہ حضرت علی رضی اللہ
عنہ سے نہایت صحیح طریقون سے روایت کی گئی ہے۔ اور

راوی بھی اُسکے امام احمد - ترمذی - طیالسی - ابن ابی شیبہ نسائی
ابو یعلی - ابن جریر - ابن منذر - ابن ابی حاتم - ابو الشیخ - حاکم ہین
اور یہ سب اسکو صحیح جانتے ہین اور ابن مردویہ اور بیہقی بھی اسکے
راوی ہین کہ سبب اس آیت کے نازل ہونیکا یہ تھا کہ لوگ اپنے
آباؤ اجداد مشرکین کے لئے مغفرت طلب کیا کرتے تھے - حضرت
علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ مینے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ اپنے
والدین کے لئے مغفرت طلب کر رہا ہے حالانکہ وہ دونو مشرک
تھے مینے اُس سے دریافت کیا کہ تو اپنے ماباپ کے لئے مغفرت
طلب کرتا ہے درآنحالیکہ وہ مشرک ہین - بولا کیون کیا حضرت
ابراہیم نے اپنے باپ کے لئے مغفرت طلب نہین کی ؟ مینے آکر
اسکا ذکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا اور یہ آیت نازل ہوئی
مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الخ یہ روایت نہایت صحیح ہے
اِس روایت صحیحہ کا ایک گواہ بھی ملگیا ہے وہ بھی صحیح ہے اور
وہ حدیث حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے اور اُسکے راوی ابن
جریر اور ابن ابی حاتم ہین - حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے

ہین کہ لوگ اپنے آباؤ اجداد کے لئے مغفرت طلب کیا کرتے
تھے یہانتک کہ یہ آیت نازل ہوئی اور جب یہ نازل ہوئی تو
وہ اپنے مردونکے لئے استغفار کرنے سے باز آئے اور اس بات
سے اُنہین منع نہین کیا گیا کہ مرنے سے پہلے زندون کے لئے
طلب مغفرت نہ کرین۔ پھر خدائے تعالےٰ نے یہ آیت نازل
کی وَمَاکَانَ اسۡتِغۡفَارُ اِبۡرَاھِیۡمَ لِاَبِیۡہِ الخ یعنی جبتک وہ زندہ
تھا اُسکے لئے مغفرت طلب کیا کرتے تھے جب مر گیا ترک کر دیا
یہ روایت سچی گواہ ہے۔ اب چونکہ یہ روایت زیادہ صحیح ہے
اس پر عمل کرنا ترجیح رکھتا ہے تو اب ترجیح اسی بات کو رہی کہ
یہ ان لوگون کے بارےمین نازل ہوئی ہے جو اپنے آباء مشرکین
کے لئے طلب مغفرت کیا کرتے تھے نہ حضرت ابو طالب کے
بارے مین ۔ پھر علامہ برزنجی یہ ذکر کرتے ہین کہ یہ بھی ممکن ہی
کہ اس صحیح روایت مین اور اُس روایت مین کہ یہ حضرت
ابوطالبکے بارےمین نازل ہوئی اجتماع ہو جائے اور پھر بھی ہمارا
مطلب حاصل ہو۔ کیونکہ وہ روایت جسمین یہ آیا ہے کہ یہ حضرت

ابو طالب کے بارے مین نازل ہوئی ہے پوری نہین بیان کی گئی
کیونکہ اُسکے راوی نے آخر مین کہا ہے لَاَستَغفِرَنَّ لَکَ مَالَم اُنہَ
عَنکَ فَنَزَلَت مَا کَانَ لِلنَّبِیِّ الاٰیَۃ یعنی اے چچا مین تمہارے لئے
استغفار کئے جاؤن گا جبتک کہ مجھے اس بارے مین پروردگار
منع نہ کردے پس یہ آیت نازل ہوئی مَا کَانَ لِلنَّبِیِّ الخ اور راوی
نے یہ نہین کہا کہ فَقَالَ المُسلِمُونَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ
یَستَغفِرُ لِعَمِّہٖ لَنَستَغفِرَنَّ لِاٰبَائِنَا فَاستَغفِرُوا لِاٰبَائِہِم فَنَزَلَت فِی
حَقِّہِمُ الاٰیَۃ کہ مسلمانون نے کہا کہ رسولخدا اپنے چچا کے لئے
طلب مغفرت کرتے ہین تو ہمین چاہیے کہ اپنے آبا و اجداد کے
لئے طلب مغفرت کرین پس یہ آیت اُنکے حق مین نازل ہوئی
چونکہ یہ جملہ محذوف ہوگیا تھا راوی نے گمان کیا کہ یہ آیت
حضرت ابو طالب کے حق مین نازل ہوئی ہے - اگر یہ جملہ مذکور ہوتا
تو برابر یہ کہتا کہ یہ آیت اُن لوگون کے بارےمین نازل ہوئی جو
اپنے بزرگونکے لئے طلب مغفرت کیا کرتے تھے ۞ کیفیت اُس کی
یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت ابو طالب سے

یہ کہا کہ ابوجہل کے اور عبداللہ بن امیۃ المخزومی کے سامنے
لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہدو تو حضرت ابوطالب نے انکار کیا پھر نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہا کہ تحقیق مین تمہارے لئے طلب مغفرت کئے جاؤنگا
یہانتک کہ مجھکو منع کردیا جائے۔ مسلمانون نے کہا کہ رسولخدا
اپنے چچا کے لئے طلب مغفرت کرتے ہین لاؤ ہم اپنے آباؤ اجداد
کے لئے طلب مغفرت کرین۔ پس اُنہون نے اپنے بزرگون
کے لئے طلب مغفرت کی پس یہ آیت اُنکے حق مین نازل ہوئی
راوی نے اختصار کردیا اور اُسمین سے یہ آخری جملہ حذف
کردیا۔ اور ان روایتون کے اجتماع پر ایسی حدیثین دلالت
کرتی ہین جن سے انکا اجتماع ثابت ہوتا ہے۔ ازانجملہ وہ
حدیث ہے جو ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے محمد ابن کعب القرظی
سے روایت کی ہے کہ جب حضرت ابوطالب بیمار ہوئے پیغمبر خدا صلعم
اُنکے پاس تشریف لائے اور اُنسے کہا کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہو
حضرت ابوطالب نے انکار کیا تو آنحضرت نے فرمایا کہ مین تمہارے
لئے طلب مغفرت کرونگا یہانتک کہ باری تعالیٰ مجھے اس امر مین

منع کر دے۔ مسلمان بولے یہ محمدؐ اپنے چچا کے لئے طلب مغفرت
کرتا ہے اور ابراہیم نے اپنے چچا کے لئے طلب مغفرت
کی تھی وہ بھی لگے اپنے مشرکین رشتہ دارون کے لئے طلب
مغفرت کرنے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی مَا کَانَ لِلنَّبِیِّ وَ
الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الخ پھر یہ نازل کی وَمَا کَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِیْمَ لِاَبِیْهِ الخ
ابن جریر نے بطریق شبل عمرو بن دینار سے روایت کی ہے
کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابراہیم نے اپنے
چچا کے لئے درآنحالیکہ وہ مشرک تھا مغفرت طلب کی۔ مین
بھی حضرت ابوطالب کے لئے مغفرت طلب کئے جاؤنگا تا آنکہ
خداوند کریم مجھے اس سے منع کر دے۔ اصحاب رسول بولے
کہ جسطرح پیغمبر اپنے چچا کے لئے مغفرت طلب کرتے ہین ہم
بھی ضرور اپنے آباؤ اجداد کے لئے مغفرت طلب کرین گے
پس خدا نے یہ آیت نازل کی مَا کَانَ لِلنَّبِیِّ الخ ان اخبار
واحادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ آیت اس سبب سے نازل
ہوئی کہ مسلمان اپنے مشرک رشتہ دارون کے لئے استغفار

کرتے تھے اور یہ بھی ظاہر ہوا ہے کہ اُس روایت مین جس مین
یہ آیا ہے کہ یہ حضرت ابو طالب کے بارےمین نازل ہوئی بسبب
اختصار یا حذف کے شبہ پڑگیا تا آنکہ راویون نے گمان کیا کہ
وہ حضرت ابو طالب کے ہی بارےمین نازل ہوئی ہے اور اصل مین
یون نہین ہے + اِس اجتماع کے متعین ہونے کی تائید اس سے
بھی ہوتی ہے کہ وہ ساری کی ساری سورۃ مدنی ہے اور بعد
غزوۂ تبوک نازل ہوئی ہے اور اسمین اور وفات حضرت
ابو طالب مین کوئی بارہ برس کا فرق ہے رجب اس کے
ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پہلی صحیح حدیث ملائی جائے
اور وہ دلیلین ملائی جائین جو اسکی گواہ ہین اور یہ بات دیکھی
جائے کہ یہ آیت مدنی ہے تو یہ نہین چاہئے کہ ان دلیلون کو
لغو سمجھ لیا جائے اور اسی بات کو ترجیح دیجائے کہ وہ حضرت
ابو طالب ہی کے بارےمین نازل ہوئی ہے خواہ صحیحین ہی
مین کیون نہ مذکور ہو۔ یہ بات اصول حدیث مین بالتصریح آچکی
ہے کہ حدیث غیر صحیحین کو ترجیح ہو سکتی ہے جب ایسی باتین

پائی جائیں جو اسکی مقتضی ہوں۔ محدثین کا قول ہے کہ حدیث
صحیحین کا یا ائین ایک کی حدیث کا تقدم مطلق نہین ہے ❊
اس اجتماع کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ حضرت
ابراہیمؑ کے باپ سے مراد اُنکے چچا ہین جیسا کہ نجات والدین
رسولخدا کے بارہ مین تحقیق کیا ہے اس امر پر اہل صُحُف اہل
توریت و اہل انجیل کا بھی اجماع ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کا چچا
وہ آزر تھا جو بتونکو اپنا خدا مانتا تھا جیسا کہ خداوند کریم
نے اُسکا قصہ بیان کیا ہے اور وہ حضرت ابراہیمؑ سے کہا
کرتا تھا کہ اے ابراہیمؑ کیا تو میرے خداؤن سے متنفر ہے
اب خیال کرو کہ حضرت ابو طالب کے بارہ مین کسی صحیح طریقے سے
یہ بات نقل نہین کی گئی کہ اُنھون نے کسی بت کو اپنا خدا مانا ہو
یا پتھر کی پرستش کی ہو یا پیغمبرِ خدا کو خدا کی عبادت سے منع کیا ہو
اُنکے جو بڑی سے بڑی بات سرزد ہوئی وہ یہی تھی کہ اقرار
شہادتین زبان سے نہ کیا یا بعض واجبات ترک کیے حالانکہ
اُنکا دل جناب رسولخدا کی تصدیق اور اوراس قسم کی باتونسے

پر تھا لیس ہمارے دین کے مقتضا کے مطابق وہ ضرور آخرت
مین نجات پائینگے اور یہ بات نہ عقل و حکمت کے مطابق ہے
نہ اس شریعت غرا کی خوبیون سے پائی جاتی ہے نہ ائمہ اہل کلام
کے قواعد سے ملتی ہے کہ معاذ اللہ حضرت ابوطالب و
آزر کو ایک درجہ مین سمجھا جائے۔ حسان رضی اللہ عنہ فرماتے
ہین **شعر** اَمَن یَّہْجُو رَسُولَ اللّٰہِ مِنکُم ٭ وَیَمدَحُہٗ وَیَنصُرُہٗ سَوَاءٌ ٭
ترجمہ کیا وہ شخص جو تم مین سے رسول کی ہجو کرتا ہے اور وہ
جو رسول کی مدح اور نصرت کرتا ہے برابر ہین۔ حضرت ابوطالب
نے بچپن مین پیغمبر خدا کو پرورش کیا بڑے پن مین آپکو اپنے
ہان رکھا آپکی مدد کی آپکی توقیر کی ہر قسم کی تکلیف آپسے دفع
کرتے رہے اور قصائد غرا مین آپکی تعریف و توصیف بیان
کرتے رہے اور آپکے اتباع سے خوش رہے ٭ عمرو بن دینار
سے جو حدیث ابھی بیان کی گئی ہے وہ اُنکے شرک پر دلالت
نہین کرتی۔ یہ جو قول رسولخدا آیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام
نے اپنے چچا کے واسطے استغفار کیا حالانکہ وہ مشرک تھا پس

مین بھی حضرت ابوطالب کے لئے استغفار کئے جاؤنگا۔ ممکن ہے کہ
اسکے یہ معنی ہون کہ ابراہیمؑ نے اپنے عم کے واسطے باوجود اُنکے
شرک کے طلب مغفرت کی تو مین حضرت ابوطالب کے لئے
کیون طلب مغفرت نہ کرون جس حال مین کہ اُنکی خطا مین سوائے
شرک کے اور اور ہین پس مین اُنکے لئے استغفار کئے جاؤنگا
تاآنکہ میرا خدا مجھکو منع کردے اور خدا نے منع نہ فرمایا ہان
منع فرمایا مشرکین کے لئے استغفار کرنے سے نہ خاص اُنکے
چچا کے لئے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو یون کہا جاتا مَا کَانَ لِلنَّبِیِّ وَ
الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْ یَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِکِیْنَ وَاَنْ یَّسْتَغْفِرَ النَّبِیُّ لِعَمِّہٖ
ترجمہ نہین مناسب ہے نبی کے لئے اور مومنین کے لئے کہ مشرکونکے
لئے طلب مغفرت کرین اور یہ کہ نبی اپنے چچا کے لئے مغفرت
طلب کرے اور یہ ظاہر ہے کہ یون نہ کہا گیا اور اسکی تصریح
اُس سے بھی ہوتی ہے جو دُرِّ منثور مین بطریق ابن جریر قتادہ
سے وارد ہوا ہے کہ صحابہ مین سے بعض نے رسولخدا صلی اللہ
علیہ وسلم سے اپنے والدین کے بارے مین استغفار کے لئے

پوچھا - آپنے فرمایا قسم بخدا مین اپنے عم کے لئے استغفار کئے جاؤنگا
جسطرح کہ ابراہیمؑ اپنے عم کے لئے استغفار کرتے تھے تو خدا نے
یہ آیت نازل کی مَا کَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْ یَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِکِیْنَ الخ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس ایسے کلمات بذریعہ
وحی کے پہنچے ہین جو میرے کانون مین پڑکر میرے دل مین
کھب گئے یعنی مجھے حکم دیا گیا کہ جو شخص مشرک مرے مین اُسکے
لئے استغفار نہ کرون - پس جناب پیغمبر خدا صلعم نے اول تو یہ
فرمایا تھا کہ مین اپنے باپ یعنی چچا کے لئے استغفار کئے جاؤنگا
اور پھر بجواب اپنے اصحاب کے یہ نہ فرمایا کہ مجھے اُنکے بارے مین استغفار
کرنے سے منع کیا گیا بلکہ یہ فرمایا کہ جو شخص مشرک مرا ہو اُسکے
بارے مین استغفار کرنے سے منع کیا گیا ہے اسمین اشارۂ خفی اپنے
عم بزرگوار کے بارے مین یہ بھی تھا کہ وہ مشرک نہ تھے یہان سے
ثابت ہے کہ احادیث شفاعت اس امر پر دلالت کرتی ہین
کہ آنحضرت اُن لوگونکی بھی شفاعت فرماوینگے جنکے دل مین
ادنے سے ادنے رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان

ہو گا - اور یہ اشارۂ خفی جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے
اکثر واقع ہوتا تھا اس سبب سے کہ آپ سچ بولنا از حد پسند فرماتے
تھے اور یہ چاہتے تھے کہ کوئی لفظ میرے کلام مین خلاف واقع
نہ آنے پائے کیونکہ آپ معصوم تھے اور معصوم کی شان سے
جھوٹ وغیرہ کبائر محال ہین پس آپکا طرز بیان ایسا تھا کہ ایسے
عام لفظ سے مضمون ادا فرماتے تھے جسمین اشارۂ خفیہ بھی ہوتا تھا
اور سائل کا جواب بھی پورا پورا مل جاتا تھا جس سے اُسکا دل
بھی خوش اور مطمئن ہو جاتا تھا - اسی قبیل سے ہے وہ روایت
جو ابن ماجہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے لکھی ہے کہ ایک اعرابی
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور دریافت کرنے لگا کہ میرا
باپ صلۂ رحم کرتا تھا اور یہ کرتا تھا اور وہ کرتا تھا اُسکا کیا حشر
ہوُا وہ کہان ہو گا ؟ حضرت نے فرمایا دوزخ مین - اس بات
سے تو گویا اُسکے تن بدن مین آگ ہی لگ اُٹھی جھلّا کے پوچھا
تو پھر آپکے چچا کہان ہونگے ؟ حضرتؐ نے جواب دیا جس وقت
تو کسی کافر کی قبر کے پاس سے ہو کر نکلے اُسے آتش جہنم کی بشارت

دیا کہ وہ اعرابی اسلام لے آیا اور کہا کرتا تھا کہ جناب رسالتمآب
صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بہت تکلف کیا ہے اور اُسوقت سے
مین جس کافر کی قبر کے پاس سے ہو کر گزرا اُسی کو آتش جہنم کی
بشارت دی ہے۔ رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب مجمل
دیا تھا جب یہ فرمایا کہ جسوقت تو کسی کافر کی قبر کے پاس سے
ہو کر گزرے اُسے آتش جہنم کی بشارت دیجیو یہ حضرت نے اپنی
عادت کے موافق کیا تھا کیونکہ جب اعرابی نے آپ سے سؤال
کیا تھا تو آپ صاف جواب دینے سے خائف تھے اس سبب سے
کہ اُس مین فتنہ کا اندیشہ اور اُسکے دل کے مضطرب ہو کر پھر جانیکا
خوف تھا لہذا ایسا جواب دیا جسمین توریہ تھا ابہام تھا اور ساتھ
ہی اسکے راستی کا ولولہ بھی تھا۔ حقیقت حال تو صاف صاف
بیان نہ کی اور اُسکے باپ کے لئے اور اپنے عم بزرگوار کے لئے جدا جدا
حکم نہ دیے کیونکہ جس حالت مین وہ شخص تھا اُسکے مرتد ہو جانیکا
اندیشہ تھا اور یہ جبلی اور فطرتی بات ہے کہ نفوس اپنے برخلاف
سے نفرت کرتے ہین اور عرب کے تو خمیر مین ظلم اور گھٹی مین سخت دلی

پڑہی ہوئی تھی اسی سبب سے آنحضرت نے اُسے ایسا جواب دیا کہ اُسکا
دل بھی خوش ہوگیا اور وہ وہم مین بھی رہا اور اُس نے اس
لفظ پر اعتماد کرلیا۔ یہ روایت اس قبیل کی اور روایتون سے
مقدم ہے جنکو راویون نے معنی و مطلب کے لحاظ سے بدل دیا ہے
مثل روایت مسلم کے کہ ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ
میرا باپ کہان ہے فرمایا آتش جہنم مین پس جب وہ مُنہ پھیر کر
چلنے لگا تو اُسے بُلایا اور کہا کہ میرا عم اور تیرا باپ دونو جہنم مین
ہین یہ روایت مُنکر ہے اور علمائے اس مین بہت کچھ کلام کیا
ہے جسکا خلاصہ **زرقانی** نے شرح المواہب لکھا ہے
اور وہ کہتا ہے کہ یہ کہنا ٹھیک ہے کہ راویون نے اسمین تصرف
کیا ہے اور اُنکی روایتین مختلف ہوگئی ہین مگر صحیح وُہی پہلی
روایت ہے یعنی حیثما مررت بقبر کافر الخ کیونکہ یہ ہمین پورا پورا
یقین دلاتی ہے کہ یہ لفظ عام اعنی حیثما مررت بقبر کافر فبشرہ
بالنار آنحضرت سے صادر ہوا ہے اور گویا بعض راویون نے
اس قول جناب سالتمآب سے کہ حیثما مررت بقبر کافر یہ سمجھ لیا

کہ عم رسولخدا بھی اسمین شامل ہین اور وہ بھی کافر ہین پس اسے
بدل ڈالا اور ان معنی کے مطابق جو اُنکے خیال مین آئے تھے
اُسے روایت کردیا اور یہ کہدیا اِنَّ اَبِیْ وَاَبَاکَ فِی النَّارِ یعنی میرا
عم اور تیرا باپ دونو جہنم مین ہین۔ اور اوپر یہ جو آیا ہے کہ
آزر عم ابراہیمؑ تھا اور ان کا باپ نہ تھا نہایت صحیح قول ہے
علامہ ابن حجر الہیثمی کہتا ہے کہ تمام اہلِ کتاب نے اس
بات پر اجماع کیا ہے کہ آزر حقیقت مین حضرت ابراہیمؑ کا باپ
نہ تھا بلکہ چچا تھا اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید مین اُسکو باپ
کہا ہے کیونکہ عرب چچا کو باپ کہا کرتے تھے اور فخر رازی
نے بھی اسکا یقین کیا ہے اور کہا ہے کہ قرآن مجید مین چچا کے
لئے باپ کا لفظ آیا ہے جیسا کہ باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا
اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ باوجود اسکے کہ یہان
کلام اولادِ یعقوبؑ سے تھا اور حضرت اسمٰعیل چچا تھے حضرت یعقوبؑ
کے اور رازی سے پہلے ایک جماعت سلف نے اس معاملہ کو
بیان کیا ہے ازانجملہ ابن عباس اور مجاہد اور ابن جریر اور سدی

ہین ان سب نے صاف لکھدیا ہے کہ آزر حضرت ابراھیمؑ کا باپ نہ تھا
بلکہ چچا تھا کیونکہ حضرت ابراہیمؑ کا باپ **تارخ** تھا۔ اور منجملہ
اُنکے جو **رازی** سے موافقت رکھتے ہین امام **وردی** ہے
ائمہ شافعیہ مین سے اور اُس نے قول باری تعالیٰ مین وَتَقَلُّبَکَ
فِی السَّاجِدِیْنَ وہی کہا ہے جو کچھ رازی نے کہا کہ مراد تقلب سے
یہان نقل کرنا ہے اصلاب طاہرہ سے ارحام زاکیہ کی طرف
اور اس آیہ کی تفسیر کی وجوہات مین سے ایک وجہ یہ بھی ہے
مگر اس پر حصر نہین کیا گیا ہے بلکہ قبولیت کیواسطے یہ وجہ اولیٰ
و افضل ہے روایت کی ہے **ابن سعد**۔ بزار۔ طبرانی اور
ابونعیم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ اس قول باری تعالیٰ
مین وَتَقَلُّبَکَ فِی السَّاجِدِیْنَ اُنہون نے فرمایا ہے کہ نبی سے نبی کیطرف
اور نبی سے نبی کیطرف حتیٰ کہ تجھکو نبی بنا کر پیدا کیا تو یہان تفسیر کی
ہے تَقَلُّبَکَ فِی السَّاجِدِیْنَ کی نقل کرنا اصلاب انبیا مین گو
بیچ مین کچھ واسطے ہون مگر آیت کا مطلب اس سے زیادہ عام
ہے اور اس سے مراد وہ نمازی لوگ ہین جو ذریت حضرت ابراہیمؑ

ہین برابر رہے اور یہ معانی زیادہ تر واضح ہین کیونکہ اسمین غیر انبیا
بھی شامل ہین روایت کی ہے ابن المنذر نے ابن جریج سے
کہ وہ کہتا ہے کہ اس قول باری تعالی کے مطابق کہ رَبِّ اجْعَلْنِی
مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِی ترجمہ خداوندا گردان مجھکو اور میری
اولاد مین سے بعض کو قائم کرنیوالا نماز کا ٭ کچھ لوگ فطرت پر
قائم رہے اور فقط اللہ تعالی کی پرستش کرتے رہے روایت
ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور مجاہد سے اس قول باریتعالی
مین وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهٖ ترجمہ اور گردانا ہمنے
اُسکو ایک کلمہ باقی بعد مین اُس کے۔ کہ لا اِلٰہ اِلّا اللہ باقی
رہا ہے عقب حضرت ابراہیم مین اور قتادہ سے اس آیت
کے بارہ مین یہ روایت ہے کہ اس کلمہ باقی سے مراد ہے شہادت
لا اِلٰہ اِلّا اللّٰہ ہے اور توحید کیونکہ قائل توحید بعد حضرت
ابراہیم کے ذریت حضرت ابراہیم مین باقی رہے طرق
صحیحہ سے یہ امر یقیناً صحت کے درجہ کو پہنچگیا ہے کہ زمین سات
مسلمین سے ہرگز خالی نہ رہیگی۔ ازانجملہ عبد الرزاق وابن المنذر نے

سند صحیح سے مطابق قواعد مقررہ شیخین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے قَالَ لَا یَزَالُ عَلٰی وَجْہِ الْاَرْضِ سَبْعَۃٌ مُسْلِمُوْنَ فَصَاعِدًا وَلَوْلَا ذٰلِکَ لَہَلَکَتِ الْاَرْضُ وَمَنْ عَلَیْہَا **ترجمہ** فرمایا ہمیشہ رہتے ہین روئے زمین پر سات مسلمان یا زیادہ اور اگر ایسا نہ ہوتا تو غارت ہو جاتی زمین اور اہل زمین **روایت** کی ہے امام احمد نے سند صحیح سے مطابق شرط شیخین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے قَالَ مَا خَلَتِ الْاَرْضُ مِنْ بَعْدِ نُوْحٍ مِنْ سَبْعَۃٍ یَدْفَعُ اللہُ بِہِمْ عَنْ اَہْلِ الْاَرْضِ **ترجمہ** فرمایا نہین خالی رہیگی زمین بعد حضرت نوح علیہ السلام کے ایسے سات سے جنکے سبب سے دفع کیا کرے خداوند کریم بلائین اہل زمین کی اور بخاری نے یہ حدیث روایت کی ہے کہ بُعِثْتُ مِنْ خَیْرِ قُرُوْنِ بَنِیْ اٰدَمَ قَرْنًا فَقَرْنًا حَتّٰی بُعِثْتُ مِنَ الْقَرْنِ الَّذِیْ کُنْتُ فِیْہِ **ترجمہ** مبعوث کیا گیا ہون ہر صدی مین بنی آدم کی بہترین صدیون سے یہانتک کہ پیدا کیا گیا مین اس صدی مین جسمین کہ مین موجود ہون اب جبان دونو ماسبق حدیثون کو اعنی بُعِثْتُ مِنْ خَیْرِ

قُرُونِ بَنِی آدَمَ الخ وَاِنَّ الْاَرْضَ لَوْ تَخْلُ مِنْ سَبْعَۃٍ مُسْلِمِیْنَ الخ
ملایا جائے تو وہی نتیجہ نکلتا ہے جو امام فخر الدین رازی نے
فرمایا کہ جناب پیغمبر خدا صلعم کے **آباؤ و اجداد و اُمہات**
کُل کے کُل مُوحّد تھے کیونکہ اگر آنحضرتؐ کے اجداد اپنے اپنے
زمانہ مین اُن سات اشخاص مذکورین سے ہوتے تھے **تو** ہمارا
مقصد حاصل ہوگیا اور اگر اُنکے علاوہ ہوتا تھا تو دو صورتون سے
خالی نہیں کہ یا تو وہ ملّت حنیفیہ ابراہیم علیہ السّلام پر ہون
تو بھی مقصد ہمارا حاصل ہے یا مُشرک ہون اور مُشرک ہونیکی
صورت مین دو باتون مین سے ایک لازم آئیگی یعنی **یا تو**
غیر اُنکا اُنسے بہتر ہو اور یہ بات حدیث صحیح کے مخالف ہے
اور اسی سبب باطل ہے کیونکہ حضرتؐ نے فرمایا کہ وہ بنی آدم
کی صدیون مین سے بہترین صدی مین ہوتے تھے اور اُس
صدی کے بہترین ہوتے تھے **یا یون** ہو کہ وہ بہتر ہون
مگر مُشرک ہون اور یہ بالاجماع باطل ہے کیونکہ باری تعالیٰ ارشاد
فرماتا ہے وَلَعَبْدٌ مُؤْمِنٌ خَیْرٌ مِّنْ مُّشْرِکٍ **ترجمہ اور تحقیق**

بندۂ مومن بہتر ہے بندۂ مشرک سے۔ یہان سے ثابت ہوگیا
کہ وہ موحد ہوتے تھے اور اپنے زمانہ کے تمام اہل ارض سے
بہترین ہوتے تھے **بعد ازآن** علامۂ برزنجی نے یہ بیان کیا
ہے کہ جلال الدین سیوطی اور اور علمانے جو تالیفین آباؤ امہات
بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی نجات کے بارےمین اور اس بارےمین کی
ہین کہ اُنمین سے ہر ایک موحّد تھا اُنمین اس امر کی نہایت پختہ
دلیلین اور حجتین بھی لکھی ہین اور آبا رسولخدا مین سے ہر ایک
کی جداگانہ سوانح عمری بھی اور احادیث کثیرہ سے بھی یہ بات
پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا لَمْ اَزَلْ اُنْقَلُ مِنْ اَصْلَابِ الطَّاهِرِیْنَ اِلَی اَرْحَامِ الطَّاهِرَاتِ
ترجمہ مین ہمیشہ منتقل کیا گیا ہون پاکیزہ صلبون سے پاکیزہ
رحمون مین اور ایک روایت مین یون آیا ہے لَمْ یَزَلِ اللّٰهُ یَنْقُلُنِیْ
مِنَ الْاَصْلَابِ الْحَسِیْبَةِ اِلَی الْاَرْحَامِ الطَّاهِرَةِ
ترجمہ ہمیشہ منتقل کرتا رہا ہے مجھکو خدا اصلابِ پاکیزہ نسب
سے ارحام طاہرہ ومطہرہ مین۔ اسی معنی پر محمول کیا ہے

بعض نے اس قول باری تعالیٰ کو کہ وَتَقَلُّبَکَ فِی السّٰجِدِیْنَ
اور اس قول رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ مِنْ اَصْلَابِ
الطَّاہِرِیْنَ اِلٰی اَرْحَامِ الطَّاہِرَاتِ پس کیا آباؤ اجداد نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے اور کیا امہات آنحضرتؐ کی ایمین سے حضرت آدم
وحوا تک کوئی کافر نہ تھا کیونکہ کافر کی یہ صفت نہین بیان
کیجاتی کہ وہ طاہر ہے اور اسی بات کی طرف اشارہ کرکے
صاحبِ قصیدہ ہمزیہ ارشاد فرماتے ہین ؎

لَمْ تَزَلْ فِیْ ضَمَائِرِ الْکَوْنِ تُخْتَارُ لَکَ الْاُمَّھَاتُ وَالْاٰبَاءُ ط

ترجمہ ہمیشہ پسندیدہ اور برگزیدہ کیے گئے ہین آپ کے لئے
اہلِ زمانہ مین سے ماں اور باپ۔ اور فرمایا ہے جناب
رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مَا وَلَدَتْ مِنْ بَغِیٍّ قَطُّ
مُنْذُ خَرَجْتُ مِنْ صُلْبِ اٰدَمَ وَلَمْ تَزَلْ تَتَنَازَعُنِی الْاُمَمُ کَابِرًا
عَنْ کَابِرٍ حَتّٰی خَرَجْتُ مِنْ اَفْضَلِ حَیَّیْنِ مِنَ الْعَرَبِ
ھَاشِمٍ وَّزُھْرَۃَ لہ **ترجمہ** جسوقت سے کہ مین صلب آدمؑ
سے جدا ہوا کبھی کسی باغی اور سرکش کے ہاں پیدا نہین ہوا

لہ صفحہ ۴۵ دیکھو

اور ہمیشہ اُمتوں کے بزرگ اور فرقوں کے سرگروہ میرے بارےمیں جھگڑتے چلے آئے یہانتک کہ میں تمام عرب اور فضل و اعلے مرد و عورت یعنی حضرتِ ہاشم اور اُنکی زوجہ حضرت زہرہ سے پیدا ہوا۔ یہی سبب تھا کہ حضرت ابوطالبنے فرمایا کہ میں ملت عبد المُطّلب پر ہوں اب ہم کچھ حالات اُسمیں سے بیان کرتے ہیں جو کچھ ان فاضلوں نے حضرت عبد المطلب کے بارےمیں لکھا ہے تاکہ تمھیں یہ بات یقین کے ساتھ معلوم ہو جائے کہ وہ حضرت موحد تھے۔ ان فاضلوں نے جو کچھ حضرت عبد المطلب کے بارےمیں لکھا ہے اُسمیں اوّل یہ ہے کہ وہ حضرت صفات اخلاقیہ میں کامل و اکمل پیدا ہوئے تھے اور بعد اُنکے چچا مُطلب کے اُنکے امارت و سرداری ملی تھی۔ وہ حضرت اپنی اولاد کو ظلم اور بغاوت کے ترک کرنیکا حکم دیا کرتے تھے

مترجم۔ یہ تو سب جانتے ہیں کہ حضرتِ ہاشم و زہرہ سے حضرت عبد المطلب جد رسول پیدا ہوئے ہیں اور جناب پیغمبر خدا نے انکی پیدائش کو اپنی پیدائش فرمایا یہ نہ فرمایا کہ مجھے افضل جہین عرب یعنے حضرت عبد المطلب اور انکی زوجہ حضرت فاطمہ بنت عمرو سے پیدا کیا کیونکہ جب دادا کی پیدائش حضرت کی پیدائش تو باپ کی پیدائش بالا و لے حضرت کی پیدائش ہو گی مگر اس مین حکمت یہ تھی کہ حضرت عبد المطلب نور جناب پیغمبر خدا و نور حضرت علی مرتضی ملا ہوا تھا اسلئے حضرت نے وہین تک بیان کیا کہ علی مرتضی میرا ہم شان ہے پیدائش مین اور اسی نور کا شعبہ ہے مگر نبی نہین ہے تو حد و قرب نبی یہ ہے ؎

اور اُنکو مکارم اخلاق کی حرص دلایا کرتے تھے اور ذلیل کاموں سے
منع فرمایا کرتے تھے اور یہ ارشاد کیا کرتے تھے کہ ظالم اس دنیا
سے ہرگز نہ نکلیگا جبتک کہ اللہ اُس سے بدلا نہ لے اور اُسکو عذاب
نہ پہنچے یہانتک کہ ایک شخص ظالم ملک شام کا رہنے والا مرگیا
اور اُسکو عذاب نہ پہنچا یہ بات حضرت عبدالمطلب سے ذکر کی گئی تو
اُنہوں نے فکر کیا اور فرمایا کہ خدا کی قسم اس عالم کے بعد ایک
اور عالم ہے جسمین نیکی کرنے والیکو اُسکی نیکی کی جزا ملیگی اور بدی
کرنے والے کو اُسکی بدی کی سزا یعنی ظالم کو اُسکے ظلم کی عقوبت
ملیگی اور اگر وہ دنیا سے اس حالت مین چلا گیا کہ اُسے عقوبت
نہ پہنچی تو وہ اُسکے لئے آخرت مین تیار ہے۔ اس سے اُنکا ایمان
قیامت کے دن کا ثابت ہے یہ علم ہے جو فراست صادقہ سے
اُنہین حاصل ہوا تھا اور نور الہی ہے جو دل مین بطور الہام
کے واقع ہوا تھا۔ حضرت عبدالمطلب بتون کی عبادت کو بُرا
جانتے تھے اور خداوند تعالی کی وحدانیت کے قائل تھے اُنکے
زمانہ مین کوئی شریعت جاری نہ تھی اسی لئے اُنکی عبادت یہ

تھی کہ اللہ تعالیٰ کی نعمات مین فکر کرین اور اُسکی مخلوقات مین
غور کرین اقربا سے بہ نیکی پیش آئین۔ نیک کام کرین اور عمدہ ترین
اخلاق سے متصّف ہون۔ وہ اکثر غار حرا مین خلوت مین جاکر
بیٹھا کرتے تھے کہ قوت فکر مجتمع ہو اور وہ خداوند کریم کی صفات
مین اور اُن افعال مین جو اُسکی موجودگی پر دلالت کرتے ہین
پورا پورا غور و خوض کرین۔ سنت رسول مین اُن حضرت سے وہ
وہ باتین وارد ہوئی ہین جنسے کہ وہ متصّف تھے اور لوگون کو
اُنکے بجالانیکا حکم دیتے تھے منجملہ اُنکے یہ تعین مَنّت کا پورا کرنا جو
حرام نکاح ہین اُنسے روکنا چور کے ہاتھ کاٹنا۔ دختر کشی سے باز
رکھنا شراب و زنا کو حرام فرمانا اور بیت اللہ کا ننگے طواف کرنا
نیز حضرت عبد المطّلب اوّل شخص تھے جنہون نے سو اونٹ
خون بہا یا دیت کے مقرر فرمائے اور شریعت نے اس امر کی
تائید کی اور اسے جاری رکھا اور حضرت عبد المطلب مین سے خوشبو
مثل مشک کی خوشبو کے آتی تھی اور اُنکی پیشانی نورانی پر نور جناب
رسولِ مقبول چمکتا تھا اسی کے بارےمین شاعر کہتا ہے **شعر**

عَلَا شَيْبَةِ الْحَمْدِ الَّذِي كَانَ وَجْهُهُ ✦ يُضِيئُ ظَلَامَ اللَّيْلِ كَالْقَمَرِ الْبَدْرِ ✦

ترجمہ - بلند مرتبہ ہے شیبتہ الحمد **عبدالمطلب** جنکا چہرہ نورانی روشن کر دیتا ہے رات کے اندھیرے کو مثل چودھوین رات کے چاند کے ✦ قریش کا یہ حال تھا کہ جب قحط شدید ہوتا تھا تو وہ حضرت عبدالمطّلب کی خدمت مین حاضر ہو کر اُنکی توسّل سے پانی طلب کیا کرتے تھے اور اُنہین پانی ملجاتا تھا - اور جب اصحاب فیل کعبتہ اللہ کو منہدم کرنے کے ارادہ سے آئے تو انکی دعا سے بیت اللہ کے قریب ہلاک ہو گئے اور اُسدن کے جو اشعار آپسے نقل کئے گئے ہین اُنمین یہ بھی ہین ✦ لَاهُمَّ اِنَّ الْعَبْدَ يَمْنَعُ رِحْلَهُ فَامْنَعْ رِحَالَكَ ✦ وَانْصُرْ عَلٰى اٰلِ الصَّلِيْبِ وَعَابِدِيْهِ الْيَوْمَ اٰلَكَ ✦ **ترجمہ** اے بار الٰہا بندہ اپنے اسباب کی حفاظت کیا کرتا ہے تو اپنے مال کی حفاظت کر اور آج اپنے پرستش کرنیوالون کی بخلاف صلیب پرستون کے مدد فرما - اور یہ بھی فرمایا یَا رَبِّ لَا اَرْجُوْ لَهُمْ سِوَاكَا ✦ يَا رَبِّ فَامْنَعْ عَنْهُمْ حِمَاكَا ✦ اِنَّ عَدُوَّ الْبَيْتِ مَنْ عَادَاكَا ✦ فَامْنَعْهُمُوْا اَنْ يُّخَرِّبُوْا قُرَاكَا ✦

ترجمہ - اے رب میرے مین سوائے تیرے کسی سے قریش
کے لئے امید نہین رکھتا - اے رب میرے تو اپنی حمایت کو ان
لوگون سے باز رکھ ٭ بالتحقیق تیرے گھر کے دشمنون نے تیری
دشمنی پر کمر باندھی ہے - تو انکو اپنے لبیتون کے برباد کرنے سے
باز رکھ ٭ اصحاب فیل اُنکے اونٹون کا گلہ لے گئے اسلیے وہ
سردار ابرہہ کے پاس اپنے اونٹونکے چھڑانے کے لئے گئے - اُس نے
نہایت تعظیم و تکریم کی اور اپنے برابر تخت پر بٹھالیا - جب حضرت
عبد المطلب نے اپنے اونٹون کی رہائی کا سوال کیا تو ابرہہ بولا
کہ اسوقت آپ میری نظرون سے گر گئے مین اسلئے آیا تھا کہ
اس گھر کو جو تمہارا اور تمہارے آبا و اجداد کا دین ہے منہدم
کردون اور آپ اُن اونٹون کے خیال مین جو آپکے مین نے
پکڑ وائے ہین ایسے منہمک ہوئے کہ اُس گھر سے لاپرواہ ہوگئے
جواب مین یہ مختصر ارشاد کیا کہ اَنَا رَبُّ الْاِبِلِ وَلِلْبَیْتِ رَبٌّ یَمْنَعُہٗ ٭
ترجمہ مین تو اونٹون کا مالک ہون اور اس گھر کا بھی ایک
مالک ہے جو خود اسکی حفاظت کریگا اور صاف فرمادیا کہ اے

گروہِ قریش! اس گھر کے منہدم ہونیکی نوبت نہ آئیگی کیونکہ
اس گھر کا مالک ہے جو اسکی حمایت کریگا چنانچہ باری تعالیٰ
نے اُڑتی ابابیلین بھیجین جنہون نے اُنکو ہلاک کر دیا اور حضرت
عبدالمطلب کے ہان اونٹ بہت تھے جنکو موسم حج مین جمع کیا
کرتے تھے اور ایک چمڑے کے حوض مین اُنکا دودھ جمع کرکے
شہد اُسمین ملا لیا کرتے تھے یہ حوض قریب چاہِ زمزم ہوتا تھا
اِدھر کچھ کشمشین خرید کر اُنکو آبِ زمزم سے دھو دُھلا کر صاف
کر لیا کرتے تھے اور یہ سب حاجیون کو پلایا کرتے تھے جب
حضرت عبدالمطلب کا انتقال ہو چکا تو یہ کام سقایتِ حجاج کا[۱]
حضرت ابوطالب کیا کرتے تھے اور اُنکے بعد حضرت عباسؓ
عمِ رسولؐ حضرت عبدالمطلب کے کلام مین سے یہ بھی
ہے یَا رَبِّ اَنْتَ الْمَلِكُ الْمَحْمُوْدُ - وَاَنْتَ رَبِّي الْمَلِكُ الْمَعْبُوْدُ -
مِنْ عِنْدِكَ الطَّارِفُ وَالتَّلِيْدُ ؁ **ترجمہ** اے تو لائقِ تعریف
بادشاہ ہے اور تو میرا پروردگار بھی ہے حاکم بھی اور معبود

[۱] مترجم کہتا ہے کہ یہی سقایتِ حاج سبب حضرت عباسؓ کے جناب امیرؓ پر فخر کا تھا اور جسکے سبب سے آیت نازل ہوئی کہ اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ جو عمارت مسجد حرام کے سبب سے کمال شان جناب تفسیری ماجرا ہے

بھی - نئی اور پرانی سب اشیا تیرے ہی پاس سے پہنچتی ہین ؁

حضرت عبدالمطلب کا یہ حال تھا کہ بچپن ہی مین جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تکریم و تعظیم کیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ میرے اس بیٹے کے لیے کوئی شانِ عظیم ہی **اور ماقبل** و مابعدِ ولادت آنجناب راہبون اور کاہنون سے حضرت کی شان مین بہت کچھ سُنا تھا **حضرت** عبد المطلب قریش کے ایسے رئیس تھے کہ ہر کس و ناکس آپکی عظمت و بزرگی کو مانتا تھا چنانچہ قریب کعبۃ اللہ وہ آپکے لئے ایک مسند بچھا دیتے تھے آپ اُس کے اوپر رونق افروز ہوتے اور رؤسا قریش اُسکے گرد و پیش بیٹھ جاتے الّا یہ کیسکی مجال نہ ہوتی کہ حضرت کے مسند پر بیٹھے یا یہ کہ اُس پر اپنا پاؤن بھی رکھے - مگر جناب پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم بچپن ہی مین لوگونکو ہٹا کر تشریف لئے چلے آتے حتّے آنکہ اپنے جدِ امجد حضرت عبد المطلب کے پہلو مین رونق افروز ہوتے اور بارہا اپنے جدِ امجد کی تشریف آوری سے پیشتر ہی تشریف لے آتے اور حضرت کی مسند پر تشریف رکھتے اور اگر آپکے چچاؤن

مین سے کوئی آپکو منع کرنیکا ارادہ کرتا تو حضرت عبد المطلب
اسکو جھڑک دیتے اور یہ فرماتے کہ اس سے کچھ مت کہو اسکی شان
عظیم ہے پھر آنحضرتؐ کو اپنے برابر مسند پر بٹھا لیتے اور دستِ
شفقت پشتِ مبارک پر پھیرتے اور آنحضرتؐ کو جو کچھ کرتے دیکھتے
اُس سے برابر خوش ہوتے اور اظہارِ مسرت فرماتے۔ جب
حضرتِ عبد المطلب نے انتقال فرمایا تو جناب پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ
وسلم کا سنِ مبارک آٹھ برس کا تھا۔ حضرت نے آنحضرتؐ کے
بارے مین آپکے عمِ نامدار حضرت ابو طالب سے جو آپکے پدرِ بزرگوار
حضرت عبد اللہ کے حقیقی بھائی تھے وصیت فرمائی۔ حضرتِ
عبد اللہ و حضرتِ ابو طالب کی مادر گرامی کا اسمِ مبارک و نسب
حسبِ ذیل تھا فاطمہ بنت عمرو بن عائذ بن عمرو بن مخزوم حضرت
ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے وہ فرماتے مین کہ مینے
ابو العباس سے سُنا وہ بیان کرتے تھے کہ ایک پتھر پر حضرت
عبد المطلب کی نشستگاہ تھی جسپر وہی تشریف فرما ہوتے تھے
سوائے آنجناب کے اور کوئی نہ بیٹھتا تھا۔ حرب بن اُمیہ اور علاوہ

اُسکے اور جو سردارانِ قریش تھے وہ اُس نشست گاہ سے نیچے
حضرت کے اِردگرد بیٹھا کرتے تھے۔ ایک دن جنابِ پیغمبر خدا
بچے سے تو تھے ہی تشریف لائے اور اُس مسند پر بیٹھ گئے کسی
شخص نے آپکو کھینچ لیا آپ رونے لگے حضرت عبد المطّلب نے
استفسار فرمایا کہ میرے بچّے کو کیا ہوا کیون روتا ہے لوگون نے
عرض کیا کہ وہ مسند پر بیٹھنا چاہتا تھا اُسے منع کر دیا ہے حضرت
عبد المطلب نے فرمایا میرے بچّے کو چھوڑ دو اور بیٹھنے دو کیونکہ وہ اپنی
ذات سے یعنی خود بخود اپنے شرف کو پہچانتا ہے اور مجھے اُمید
ہے کہ وہ ایسا شرف حاصل کریگا کہ کسی عرب نے نہ اُس سے پہلے کبھی
حاصل کیا ہے نہ مابعد کوئی حاصل کرے اسکے بعد یہ ہو گیا تھا
کہ حضرت عبد المطّلب ہوتے یا نہوتے کوئی شخص جناب پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کو مانع نہ آتا ایک روایت مین یون آیا ہے
کہ حضرت عبد المطّلب نے فرمایا میرے بچے کو چھوڑ دو کہ وہ ملک کو
اپنی طرف راغب کریگا۔ اور ایک روایت مین ہے کہ اُسکا نفس
اُسے ملک عظیم کی خبر دیتا ہے اور قریب ہے کہ اُسکے لئے کوئی شان

ہے حضرت عبدالمطلب قوم قریش کے بہت بڑے عالم
اور حکیم تھے مستجاب الدعوات تھے اور شراب کو اپنے لئے حرام
جانتے تھے اور وہ اول شخص تھے جو غارِ حرا مین تحنث فرمایا کرتے
تھے (تحنث کے معنی ہین اکثر راتون کو عبادت الٰہی بجا لانا)
جب مہینہ رمضان المبارک کا آتا تو وہ غار حرا کی طرف صعود
فرماتے اور مسکینون کو کھانا کھلایا کرتے اور اس صعود سے
مراد یہ ہوتی تھی کہ لوگون سے خلوت کرکے اللہ تعالیٰ کے جلال
و عظمت مین فکر و غور کرین اور اُنکے دسترخوان سے طیور و
وحوش پہاڑ کی چوٹیون پر کے خوراک پاتے تھے اسی سبب سے
اُنکو مُطْعِمُ الطَّیرِ اور فیاض کہا کرتے جب پیدا ہوئے تھے
تو ان حضرت کے سر مین سفیدی تھی جسے عرب شیبہ کہتے ہین
اسی سبب سے اُنکا نام شَیْبَۃُ الْحَمْدِ رکھا اس اُمید پر کہ یہ سردار ہون
بوڑھے ہون اور خلق خدا اُنکی ثناخوان ہو چنانچہ اللہ تعالیٰ
ان سب باتونکو واقعی کردیا خلق خدا حضرت کی بڑی ثناخوان
تھی کیونکہ تمام قریش اپنا دکھڑا حضرت کے سامنے آکر رویا کرتے

تھے۔ اور تمام امور مین آپ ہی اُنکے ملجا و ماوے تھے آپ ہی
اُنکے سردار تھے اور آپ ہی اُنکے حاکم تھے سب طرح سے از روئے
کمالات و فضائل کے بھی اور از روئے اعمال و افعال کے بھی
آپنے ایک سو چالیس ۱۴۰ برس کی عمر پائی آپکے مناقب بکثرت
ہین از انجملہ چاہ زمزم کا کھودنا ہے جو بعد حضرت اسمٰعیل کے
لوٹ پھوٹ کر معدوم ہو گیا خواب مین آپکو اُسکے کھودنے کا
حکم دیا گیا اور خواب ہی مین اُسکا مقام بتلایا گیا اس بات کا
بہت بڑا قصہ کتب سیر و تواریخ ہین موجود ہے **سیرۃ الحلبیہ**
مین حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے
کہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یُبعث جَدِّی
یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فِی زِیِّ الْمُلُوْکِ وَاُبَّہَۃِ الْاَشْرَافِ **ترجمہ** میرے
جد بزرگوار حضرت عبدالمطلب قیامت کے دن بادشاہون
کے لباس اور حکام کی شان سے اُٹھائے جائینگے **علامہ**
برزنجی کہتے ہین کہ روایت مین وارد ہے کہ حضرت عبدالمطلب کو
انبیا کا نور اور بادشاہون کا حسن عنایت کیا جائیگا اور وہ

اپنی اُمت مین تن تنہا مبعوث ہونگے برزنجی کہتا ہے کہ اسکا
سبب یہ ہے کہ وہ حضرت موحد تھے اور یہ حالت مثل اُن اشخاص
کی حالت کے ہے جنکی نسبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی
ہے جیسے زید بن عمرو بن نفیل اور ورقہ بن نوفل کہ وہ اپنی اُمت
مین تن تنہا اُٹھائے جائینگے اور جو شخص اپنی اُمت مین تنہا
اُٹھایا جائے گا کچھ بعید نہین کہ اُسے انبیا کا نور عطا فرمایا جائے
کیونکہ وہ کیسکے تابع نہ تھا بلکہ بذاتِ خود مستقل تھا اب رہی یہہ
بات کہ اُنکو جمالِ ملوک عطا کیا جائیگا اسکا باعث یہ ہے کہ وہ اپنے
زمانہ مین قریش کے حاکم تھے اور خود اُن بادشاہون سے تعلقات
رکھتے تھے جو عدل سے معمور تھے اور ظلم سے محفوظ بیہقی اور
ابو نعیم نے کعب الاحبار سے جو روایت کی ہے وہ اس امر کی شاہد
ہے وہ کہتے ہین کہ توریت مین اُمت محمدیہ کی صفت کے بیان مین
یہ آیا ہے کہ اُنکو روز قیامت انبیا کا نور عطا ہوگا - خلاصہ یہ
ہے کہ جو شخص حضرت عبد المطلب کی سوانح عمری جو کچھ علما نے
لکھی ہے پڑھیگا وہ بالیقین اس امر کو جان لیگا کہ وہ موحد تھے

اور اسیطرح اُنکے باقی آباؤ اجداد حضرت آدم علیہ السلام تک
اور یہین سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابو طالب کا وہ قول کہ
مین ملت عبد المطلب پر ہون اشارہ تھا اس بات کی طرف کہ
مین موحد ہون اور صاحب اخلاق حسنہ اور اگر حضرت ابوطالب سے
سوائے اس قول کے کہ مین ملت عبد المطلب پر ہون اور اشارات
توحید پر دلالت کرنیوالے نہ بھی صادر ہوتے تو بھی کافی تھا
اللہ تعالی اجزائے خیر دے اس طبیب حاذق کو یہ وہ مسلک ہے جسے
علامہ السید محمد بن رسول البرزنجی نے نجات حضرت ابو طالب کے
بارہ مین اختیار کیا ہے اور کسی شخص نے انکے پہلے اسمین سبقت
نہین کی پس اللہ تعالی اُنکو بہترین جزا عنایت فرمائے یہ مسلک
ایسا ہے کہ مومنین مین سے جو شخص مُتّصف بصفت انصاف ہوگا
وہی اسکو پسند کریگا کیونکہ نصوص مین سے اسمین کسی چیز کو باطل
نہین کیا گیا ہے نہ کچھ بڑھایا گیا ہے بڑے سے بڑی یہ بات
ہوئی ہے کہ علامہ موصوف نے معانی مستحسن پر محمول کیا ہے بلکہ
ایسے معنی لئے ہین جس سے مشکلات رفع ہو جائین اور جھگڑا برطرف

اور نتیجہ یہ ہو کہ اُنکے ذریعہ سے خوشنودیٔ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم حاصل ہوا اور اُدھر حضرت ابو طالب کی مذمت کرنے سے اور اُنسے بغض رکھنے سے محفوظ رہا جائے کیونکہ اِس سے جناب رسالتمآب کو ایذا ہوتی ہے اور باری تعالےٰ ارشاد فرما ہی چکا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَہُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا **ترجمہ بالتحقیق** جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ کو اور اللہ کے رسول کو لعنت کریگا اُنپر اللہ دنیا میں اور آخرت میں اور تیار کریگا اُنکے لئے سخت سے سخت عذاب * اور یہ بھی ارشاد فرمایا ہے وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰہِ لَہُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ **ترجمہ** اور جو لوگ ایذا دیتے ہیں رسولخدا کو اُنکے لئے دُکھ کی مار ہے **امام احمد بن الحسین** الموصلی حنفی نے جو ابنِ وحشی کے نام سے مشہور ہیں اپنی شرح میں جو اُنہوں نے علامہ محمد ابن سلامۃ القضاعی کی کتاب مسمیٰ شہاب الاخبار پر لکھی ہے یہ صاف لکھدیا ہے کہ بغض حضرت ابیطالب کفر ہے (علامہ محمد ابن سلامہ کی وفات ۴۵۴ھ میں

ہوئی ہے) اور نص اس پر ائمہ مالکیہ کی بھی ہے علامہ علی الاجھوری نے اپنے فتاوی میں اور تلمسانی نے اپنے حاشیہ میں جو انہون نے شفا پر لکھا ہے ذکر ابیطالب کے بارہ مین لکھا ہے کہ انکا ذکر سوائے حمایت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور طرح مناسب نہین کیونکہ اُنہون نے حمایت کی آنحضرتؐ کی اور نصرت کی اپنے قول سے بھی اور فعل سے بھی اور انکا ذکر بے ادبی سے کرنا رسول مقبول کو ایذا دینا ہے اور نبیؐ کا ایذا دینے والا کافر ہے اور کافر مستحق ہے قتل کئے جانیکا اور یہی قول ہے ابو طاہر کا کہ مَنْ اَبْغَضَ اَبَا طَالِبٍ فَهُوَ كَافِرٌ یعنی جو شخص بغض رکھے حضرت ابوطالب سے وہ کافر ہے ماحصل سب کا یہ ہے کہ ایذاءِ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کفر ہے اور اسکا فاعل اگر توبہ نہ کرے قتل کیا جائے اور مالکیہ کے نزدیک توبہ بھی کرے تو بھی قتل کیا جائے طبرانی و بیہقی سے روایت کی گئی ہے کہ ابولہب کی بیٹی ہے جسکا نام بقولے سبیعہ تھا اور بقولے درہ اسلام لاکر اور ہجرت کرکے

مدینہ منورہ آئی تو لوگون نے کہا کہ تجھے تیری ہجرت سے کوئی
نفع نہین کیونکہ تو حطب النار کی بیٹی ہے اُسے اس بات سے
ایذا پہنچی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا آنحضرت کو غصہ
آیا ممبر پر تشریف فرما ہوئے اور یہ ارشاد فرمایا مَا بَالُ قَومٍ
یُؤْذُونَنِیْ فِی نَسَبِیْ وَذَوِیْ رَحِمِیْ فَمَنْ اٰذٰی نَسَبِیْ وَذَوِیْ
رَحِمِیْ فَقَدْ اٰذَانِیْ وَمَنْ اٰذَانِیْ فَقَدْ اٰذَی اللّٰہَ تَعَالٰی **ترجمہ**
کیا حال ہے اُس قوم کا جو ایذا دیتے ہین مجھکو بہ سبب میرے
نسب اور میرے اقربا کے اور جو ایذا دیتے ہین میرے نسب
اور اقربا کو وہ ایذا دیتے ہین مجھکو اور جو ایذا دیتے ہین مجھے وہ
ایذا دیتے ہین اللہ کو **اور** ابن عساکر نے حضرت علی رضی اللہ
عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا مَنْ اٰذٰی شَعْرَۃً مِّنِّیْ فَقَدْ اٰذَانِیْ وَمَنْ اٰذَانِیْ فَقَدْ اٰذَی
اللّٰہَ تَعَالٰی **ترجمہ** جو شخص میرے ایک رونگٹے کو تکلیف پہنچائے
تحقیق اُس نے مجھے ایذا پہنچائی اور جس نے مجھے ایذا دی
اُس نے خدائیتعالیٰ کو ایذا دی پس حضرت ابوطالب سے بغض رکھنا

اور اُنکے بارےمین سخت کلامی کرنا رسولخدا کو تو ادھر ایذا دیتا ہے
اور حضرت ابو طالب اور جناب رسولخدا کی اولاد موجودہ کو ہر زمانہ
مین ایذا پہنچاتا ہے اور جناب رسولخدا فرماچکے ہین کہ لَا تُؤذُوا
الْاَحْیَاءَ بِسَبَبِ الْاَمْوَاتِ ترجمہ مت تکلیف پہنچاؤ
زندون کو بسبب مردونکے یعنی مردون کی برائیان کرکے
زندون کا دل نہ دکھاؤ۔ اور اِس تحقیق کی تائید اُس سے ہوتی
ہے جو علامۂ برزنجی نے حضرت ابو طالب کی نجات کے بارےمین
تحقیق و تفتیش سے لکھا ہے کہ بہت سے علما محققین اور اولیائ
عارفین صاحبان کشف و کرامات حضرتِ ابو طالب کی نجات
کے قائل ہوئے ہین ازانجملہ قرطبی سبکی شعرانی اور اور بہت
سے ہین اور ان سبنے یہ لکھدیا ہے کہ یہ ہمارا اعتقاد ہے اور
ہم اس بات پر اللہ کے لئے ایمان لائے ہین اور اگر اُنکا ثبوت
اُس طریق سے نہین ہے جس طریق سے برزنجی چلے ہین تو بھی
اس بات مین برزنجی اُنسے متفق ہین کہ یہ بھی قائلِ نجات ہین
پس ان اماموںکا قول نجات حضرت ابوطالبکے بارےمین بندہ کے

لئے نزد باری تعالیٰ واجب التسلیم ہے خصوصًا اُس حالت
ہین کہ جب اتنی واضح اور روشن دلیلین جو علامۂ برزنجی نے
ثابت کی ہین موجود اور قائم ہون ✤ منکرین نجات کی
دلیلون مین سے ایک یہ بھی ہے کہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ
وسلم نے حضرت ابوطالب کا وارث نہ جعفرؓ کو کیا نہ علیؓ کو اور
وجہ اسکی اختلاف دین تھا۔ برزنجی نے اسکا جواب کئی طرح
سے دیا ہے اول تو یہ کہ میراث وفات حضرت ابیطالب تک
فرض نہین ہوئی تھی اور یہ معاملہ وصیت پر طے ہوا کرتا تھا
اور حضرت ابوطالب اپنے مال کے بارےمین حضرت عقیلؓ کے
وصیت کیا کرتے تھے۔ کیونکہ وہ اُنسے محبت بہت کرتے تھے
دوم اگر اس قول کو تسلیم بھی کرلین تو احتمال یہ پیدا ہوتا
ہے کہ حضرت عقیلؓ نے وہ میراث ہی مین لیا ہوا اور جناب
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم معاملہ حضرت ابوطالب و حضرت
عقیل مین بحسب احکام ظاہر جیسے معاملات دنیا کی روسے کفر کہ سکتے
ہین خاموش ہورہے ہون ✤ روایت مین وارد ہے کہ منجملہ

اُن آیات کے جو حضرت ابوطالب کے بارےمین آئی ہین یہ بھی ہے
اِنَّآ اَرۡسَلۡنٰکَ بِالۡحَقِّ بَشِیۡرًا وَّنَذِیۡرًا وَّلَا تُسۡئَلُ عَنۡ اَصۡحٰبِ الۡجَحِیۡمِ
ترجمہ تحقیق بھیجا ہے ہمنے تجھکو حق پر خوشخبری دینے والا اور
ڈرانے والا اور نہ سوال کیا جائیگا تجھ سے اصحاب جحیم کی بابت
یعنی تو انکا ذمہ دار نہین ہے۔ یہ قول مثل اُس قول کے بہت
ہی ضعیف ہے وہ جو کہا گیا ہے کہ یہ آیت جناب پیغمبر خدا کی
والدین کی شان مین آئی ہے اور وہ بھی ضعیف ہے بلکہ یہانتک
بیان کیا گیا ہے کہ یہ باطل ہے جسکی کوئی بھی اصل نہین اور یہ
آیت یہودیونکے بارےمین نازل ہوئی ہے ابوحیان نے البحر
مین صاف لکھا ہے کہ اس سے پہلے کی آیتین اور ما بعد کی اس
بات پر دلالت کرتی ہین کہ وہ سب کی سب یہود کے بارےمین نازل
ہوئی ہین اور جو قول اسکے خلاف ہے اُس سے لازم آتا ہے
کہ آیتونکا سلسلہ اور جوڑبند ٹوٹ جائے اور اُنکی خوبی جاتی
رہے جیسا کہ مولی ابوالسعود نے اپنی تفسیر مین اس امر کیطرف
اشارہ کیا ہے علامہ برزنجی نے بہت سی حدیثین نجات حضرت

ابوطالب پر دلالت کرنیوالی بیان کرکے یہ بھی کہدیا ہے کہ گو بعض انمین سے ضعیف ہین مگر بسبب اپنی کثرت کے وہ ایک دوسری کی تقویت کرتی ہین اور علی الخصوص اکثر تو انمین صحیح ہین جنمین ذرا بھی ضعف کا شائبہ نہین۔ منجملہ اُن صحیح حدیثون کے یہ ہے جو ابن سعد اور ابن عساکر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہین کہ مینے جناب پیغمبر خدا صلعم کو حضرت ابوطالب کی وفات کی خبر دی تو آپ رو دئے اور ارشاد فرمایا اِذْهَبْ فَغَسِّلْهُ وَكَفِّنْهُ وَوَارِهِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ وَرَحِمَهٗ ترجمہ جاؤ اُنکو غسل دو کفن دو اور دفن کرو۔ اللہ تعالیٰ اُنکو بخشے اور اُنپر رحم کرے۔ اور السیرة الحلبیۃ مین لکھا ہے کہ اس حدیث کو ابوداؤد و نسائی ابن جارود اور ابن خزیمہ نے بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہون نے فرمایا جو وقت حضرت ابوطالب کا انتقال ہوا مینے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو

مترجم کہتا ہے کہ بموجب ارشاد باری تعالیٰ لَا تَجْعَلُوْا دُعَاءَ الرَّسُوْلِ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ترجمہ مت گردانو رسول خدا کی دعا کو مثل بعض اپنون کے دعا کے۔ کیا ہم آنجناب کی دعا کو جو حضرت ابوطالب پر رحم کرنے اور اُنکی مغفرت کے لیے خدا سے کی ہے معاذ اللہ مستجاب نسمجھین بلکہ مسترد خیال کرین نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِ الْمُنْكِرِيْن +

اُنکی وفات کی خبر دی تو آپنے گریہ فرمایا پھر ارشاد کیا جاؤ اُنکو غسل و
کفن دیکر دفن کر دو اللہ تعالیٰ اُنکی مغفرت کرے اور اُنپر اپنی رحمت
نازل فرمائے ہ اسکے بعد علامہ برزنجی نے لکھا ہے کہ مسلک
اوّل مین جو کچھ ہم بیان کر چکے ہین وہ نجات کے لئے کافی ووافی
ہے اور ہمین اسکی کوئی احتیاج نہین مگر ہان مدعی کے لئے یہ تاکید مزید
ہے۔ منجملہ اُن احادیث کے جو انہون نے شفاعت کے ذکر مین
لکھی ہین وہ حدیث بھی ہے جسے امام احمد۔ طبرانی اور بزار نے
معاذ بن جبل اور ابی موسیٰ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ
اُن دونو نے کہا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّے اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ رَبِّیْ
خَیَّرَنِیْ بَیْنَ اَنْ یَّدْخُلَ نِصْفُ اُمَّتِیْ الْجَنَّۃَ اَوْ شَفَاعَۃً فَاخْتَرْتُ
لَہُمُ الشَّفَاعَۃَ وَعَلِمْتُ اَنَّہَا اَوْسَعُ لَہُمْ وَھِیَ لِمَنْ مَاتَ لَا یُشْرِکُ
بِاللّٰہِ شَیْئًا **ترجمہ** فرمایا جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے کہ میرے پروردگار نے میرے پسند پر چھوڑ دین یہ دونو باتین
کہ یا تو میری نصف اُمّت داخل بہشت ہو جائے یا مین اُنکی شفاعت
کر سکون پس مینے شفاعت کو اُنکے فائدہ کے لئے اختیار کیا کیونکہ

مین جانتا تھا کہ یہ اُنکے لئے زیادہ وسیع ہے اور شفاعت ہر شخص
کے لئے ہے جو اِس حالت مین مرے کہ خدا یتعالیٰ کا کسی چیز کو
شریک نہ گردانتا ہو۔ امام احمد ابن ابی شیبہ اور طبرانی نے ابی موسیٰ
رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اُنہون نے کہا قَالَ رَسُوْلُ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ اَخَّرْتُ شَفَاعَتِیْ وَجَعَلْتُہَا لِمَنْ مَّاتَ
مِنْ اُمَّتِیْ لَا یُشْرِکُ بِاللّٰہِ شَیْئًا ترجمہ فرمایا جناب پیغمبر خدا
نے تحقیق مینے اپنی شفاعت اختیار کی اور اُسے اُن لوگون کے
لئے مقرر کیا جو میری اُمّت مین سے مرین جس حال مین کہ وہ
مشرک نہون اور روایت ابی یعلیٰ اور ابی نعیم مین جو اُنہون
نے حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے لی ہے یہ الفاظ ہین
وَہِیَ نَائِلَۃٌ مِّنْہُمْ اِنْشَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی مَنْ لَّمْ یُشْرِکْ بِاللّٰہِ شَیْئًا
ترجمہ اور وہ انشاء اللہ تعالیٰ اُنمین سے ہر ایک اُس شخص کو
حاصل ہوگی جسنے اللہ تعالیٰ سے شرک نہ کیا ہوگا۔ اور عوف بن
مالک کی روایت مین جو اُنہون نے جناب رسولخدا صلی اللہ
علیہ وسلم سے روایت کی ہے سَاَلْتُ اللّٰہَ اَنْ لَّا یَلْقَاہُ عَبْدٌ

مِنْ اُمَّتِیْ یُوَحِّدُہٗ اِلَّا اَدْخَلَہُ اللّٰہُ الْجَنَّۃَ ترجمہ میں نے اللہ سے سوال
کیا ہے کہ میری اُمت میں سے کوئی مُوحّد بندہ اُسکے سامنے ایسا
نہ آئے کہ وہ اُسے داخل جنّت نہ کرے یعنی ہر موحد کو داخل جنّت
کرے اور مسلم نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت
کی ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابراہیم
علیہ السلام کا یہ قول تلاوت کیا فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّہٗ مِنِّیْ وَمَنْ عَصَانِیْ
فَاِنَّکَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ترجمہ پس جو میری تابعداری کریگا وہ مجھسے
ہے اور جو میری نافرمانی کریگا سو تو بخشنے والا اور رحم کرنیوالا
ہے۔ اور پھر حضرت عیسٰے علیہ السلام کا یہ قول اِنْ تُعَذِّبْھُمْ فَاِنَّھُمْ
عِبَادُکَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَھُمْ فَاِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ اگر تو اُنکو عذاب دے
تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو اُنکی مغفرت کردے تو تو زبردست
اور حکمت والا ہے * پھر آنحضرتؐ نے دونو ہاتھ بلند کئے
اور ارشاد فرمایا اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ پھر آپ روئے تو پروردگار عالم کا
حکم ہوا کہ اے جبرئیل تو ہمارے حبیب محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم
کی خدمت میں جا اور اُنسے کہدے کہ ہم تمکو تمہاری اُمت کے

بارے مین خوش کر دین گے اور ناراض نہ کرین گے۔ اور بزار و طبرانی
نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے اور انہون نے جناب رسولخدا
صلی اللہ علیہ وسلم سے یون روایت کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا
اَشْفَعُ لِاُمَّتِیْ حَتّٰے یُنَادِیْنِیْ رَبِّیْ اَرَضِیْتَ یَا مُحَمَّدُ فَاَقُوْلُ اَیْ رَبِّ
رَضِیْتُ **ترجمہ** مین اپنی اُمّت کے لیے شفاعت کیئے جاؤنگا
تا آنکہ منجانب پروردگار مجھے ندا آئیگی کہ اے محمد آیا تو راضی ہو گیا
اور مین عرض کرونگا کہ ہان اے پروردگار مین راضی ہو گیا۔ اور
طبرانی نے الاوسط مین ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے
بسند حسن روایت کیا ہے وہ کہتے ہین کہ فرمایا جناب رسالتمآب
صلی اللہ علیہ وسلم نے اِنِّیْ اٰخرتُ شَفَاعَتِیْ لِاُمَّتِیْ وَهِیَ بَالِغَۃٌ
اِنْشَاءَ اللّٰہُ مَنْ مَّاتَ لَایُشْرِکُ بِاللّٰہِ شَیْئًا **ترجمہ** تحقیق مینے اپنی اُمّت
کے لیے اپنی شفاعت اختیار کی ہے اور وہ ہر شخص کو جو پروردگار
سے شرک کیے بغیر مرا ہے پہنچے گی یعنی بوقت مرگ مشرک نہو
اور مشرک نہ مرے علامہ برزنجی کہتے ہین کہ اب ذرا ان احادیث کو
غور سے دیکھو کیونکہ یہ سب اسپر دلالت کرتی ہین کہ شفاعت مشرک کو

حاصل ہوگی اور نص صحیح سے ثابت ہے کہ حضرت ابوطالب کو
شفاعت میسر آئی اور ہمین بالیقین معلوم ہے کہ وہ نبوت نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کی تصدیق کرتے تھے اُنکو سچا جانتے تھے اور اُنکے دین کی
حقیت اُنکے ذہن نشین تھی اور اسکے ظاہر کرنے کی کافی دلیلین
آچکی ہین پس سوائے اُنکی نجات کے ماننے کے چارہ نہین اور ان
حدیثون مین اور اُنھین جو اُنکے کفر اور آتش جہنم مین داخل ہونے کے
بارہ مین پیشتر بیان ہوچکین کوئی منافات نہین ہے کیونکہ اُنکے
کفر کا حکم احکام دنیوی کی نسبت سے اور ظاہر شریعت پر نظر کرکے
دیا گیا ہے اور نار جہنم مین داخل بہ سبب بعض فرائض کے ترک
کرنے کے ہوگا مگر اُس سے یہ لازم نہین آتا کہ وہ ہمیشہ آگ مین
رہین گے اور نہ اس بات کی کوئی نص ہے کہ وہ ہمیشہ جہنم مین
رہین باوجود اسکے کہ استغفار سکے لئے کرنے کے بارہ مین نہی آنیکا
حکم بھی ہوچکا ہے مگر وہان سے بھی یہ ثابت نہین الحمد للہ کہ
(ہمنے کامل ثبوت دیدیا) باری تعالیٰ کا یہ ارشاد جو پیشتر آچکا
ہے کہ اِنَّكَ لَا تَهْدِىْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ

ترجمہ (اے رسول) تحقیق تو نہین ہدایت کر سکتا جسے چاہے
لیکن اللہ جسے چاہے ہدایت کر دیتا ہے - یہ اُنکے ایمان کی نفی
نہین کرتا کیونکہ یہ تو محض اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ تو اُسکو
ہدایت نہین کرتا بلکہ اللہ جسے چاہے ہدایت کر دیتا ہے پس ہم
کہتے ہین کہ بالتحقیق اللہ تعالی انے حضرت ابوطالب کو ہدایت
کردی پیشتر یہ بھی ذکر آچکا ہے کہ حضرت عباسؓ نے جب نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت ابوطالب کی ادائے شہادتین
کی خبر کی تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ مینے نہین سُنی یہ آنحضرت نے
ظاہر حال پر نظر کرکے فرمایا اور یہ اس امر کا مانع نہین ہے کہ
پروردگار عالم اُنکے ایمان سے اپنے نبیؐ کو مطلع کر دیا ہو اور
اسی سبب سے آنحضرتؐ نے فرمایا کُلّ الخیر ارجوله من ربی ترجمہ
مین حضرت ابوطالب کیلئے خداوند کریم سے ہر بہتری کا امیدوار ہون
حدیث صحیح مین وارد ہے کہ جناب عباسؓ نے آنحضرتؐ سے دریافت
کیا کہ یا رسول اللہ کیا آپ حضرت ابوطالب کے لئے بہتری کے اُمیدوار
ہین فرمایا بیشک مین اُنکے لئے اپنے رب سے ہر بہتری کا اُمیدوار ہون

اس حدیث کو ابن سعد نے طبقات سند صحیح سے روایت کیا
ہے اور جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمید بے تحقیق نہین
ہو سکتی اور نہ آنحضرت سوائے مومن کے کسی غیر کے لئے ہر بہتری
کے اُمیدوار ہو سکتے ہین اور یہ کسی طرح جائز نہین ہے کہ اس سے
مراد تخفیفِ عذاب کیجائے جو اُنکے حق مین ہو گی کیونکہ وہ ایسی
خوبی و بہتری نہین ہے کہ کلُّ الخیر سے مفہوم ہو کیونکہ تخفیفِ عذاب
تخفیفِ شر ہے اور بعض شر بعض شر سے آسان تر ہے اور کُل خیر کا
حاصل ہونا سوائے دخولِ جنّت کے دوسرے معنی نہین رکھ سکتا
بعض عارفونکا قول ہے کہ اہلِ کشف و کرامات کے نزدیک حضرت
ابوطالب کا ایمان بہ ثبوتِ کامل ثابت ہے جسمین ریب و شک کو
دخل تک نہین اور سبب اسکا شاید یہ ہے کہ باری تعالی نے اس
امر کو بہ سبب شریعت ظاہری کے مبہم رکھا تا کہ اُن اصحاب کا اطمینان
رہے جنکے آباؤ اجداد کافر تھے کیونکہ ایمانِ حضرت ابوطالب
کی تصریح اُنکے سامنے بیان ہوتی جس حالت مین کہ وہ اُنکو
مثل اپنے بزرگون کے بسبب ظاہر کافر جانتے تھے تو اُنکے دلونمین

نفرت پیدا ہوتی اور اُنکے سینے غصہ سے جوش مارنے لگتے اور
وہ یہ کہتے کہ حضرت ابو طالب مین اور ہمارے آبا و اجداد مین کوئی
فرق نہ تھا پھر یہ کیونکر ہوا کہ وہ ناجی ہوگیا اور یہ ناری اور مُعذب
یہ بات اُنکے تقاضائے طبیعتِ بشری کے سبب واقع ہوتی کیونکہ
طبیعت بشری غیر کو اپنے اوپر ترجیح دینے کو پسند نہین کرتی
جیسا کہ اسکی نظیر اُس شخص کے ذکر مین پیشتر آچکی ہے جس نے کہا تھا
این آبی اور اگر حضرت ابو طالب اپنا ایمان ظاہر کر دیتے تو
نصرت و حمایت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے مین جو کچھ اُنکے ارادے
تھے اُنسے ہاتھ دھو بیٹھتے ماورائے ان باتون کے اللہ تعالیٰ
کی اسمین بیسیون حکمتین ہونگی جنکو ہم نہین جانتے پس ہمارا کام
یہی ہے کہ امر باری تعالیٰ کو واجب التسلیم جانین اور اُسکی حکمتون کی
اور رضا کی تابعداری و اطاعت بجا لائین اور جناب رسول مختار
اور اُنکے اہلبیتِ خوش کردار اور اُنکے صحابۂ نیک اطوار کا کماحقہ
ادب کرین اور اُنکی نسبت گمانِ نیک رکھین تاکہ اُنمین سے کوئی
صاحب ہم سے بروزِ قیامت اپنے مظلمہ کا وعیدار نہو بعد ازان

ہم اللہ تعالی سے توفیق رفیق کے طالب سائل ہین (مفتی سید احمد بن زینی وحلان مفتی مکہ یہان لکھتے ہین) کہ وہ خلاصہ یہ ہے جو مینے اُس رسالہ کے خاتمہ مین سے جو علامہ سید محمد بن رسول برزنجی نے نجات والدین جناب پیغمبر خدا کے بارےمین تالیف فرمایا تھا لیا ہے اور المواہب اللدنیۃ اور السیرۃ الحلبیۃ وغیرہ معتبر پسندیدہ کتابون مین سے جو جو کچھ ملا وہ بھی اسمین مندرج کردیا ہے ❖ علامہ برزنجی خاتمہ کے آخر مین کہتے ہین - کہ یہان رسالہ اتمام کو پہنچا ہے اور جب اوائل ذیقعدۃ الحرام ۱۰۹۱ ہجری نبوی کو مدینہ منورہ مین جسکے ساکن پر افضل صلوۃ و اکمل سلام ہو مین اپنے مکان مین جو فصیل شہر کے اندر کوچہ بدور مین جو مشہور کوچہ ہے اس کے مسودہ کی تکمیل کرچکا تو حرم شریف کے ایک خادم کے ہان جو صاحب طریقت تھا بھیدیا یہ شخص اوراد و وظائف بہت پڑہا کرتا تھا اور سالک بھی تھا نیز صلاح باطن سے آراستہ تھا (مینے کتاب اُسکے پاس اسلئے بھیجی) کہ اُسے حجرۂ شریفۂ رسول مقبول امین قبر مطہر کی پوشش کے نیچے رکھدے کیونکہ مینے یہ خدمت نبوی

مین بطور ہدیہ کے ارسال کی تھی کہ اگر معرض قبول مین پہنچ گئی تو مین اسکی اشاعت کرونگا ورنہ اسکے نسخے پھیلنے سے پیشتر ہی ضائع کر دونگا پس اُنہون نے اُس پوشش کے نیچے رکھدی اور مدت کامل وہان رکھی رہی پھر وہ میرے پاس لائے اور مجھے بشارت دی کہ درگاہِ آنحضرتؐ مین قبول ہوگئی اور آنحضرتؐ نے ہر بات کو اُسکی پسند فرمایا پس مینے اللہ تعالیٰ کی اِس بات پر حمد وثنا کی اور اسے اُسکی مدد سے شائع کیا فالحمدُ لِلّٰہِ علیٰ مَا اَنعمَ والھمَ ثُمّ لہُ الحمدُ علےٰ انّہ کمابدَ أتمّمَ حمدًا کثیرًا طیّبًا مُبارکًا فیہِ حمدًا یُوافی نِعمَہ ویُکافِئ مزیدَہٗ کما ینبغِی لِجلالِ وجھِہ وعظمۃِ سُلطانِہ حمدًا یستوجبُ المزیدَ الموعُودَ بقولِہ تعالیٰ لئِن شکرتُم لاَزیدنّکُم واکملُ الصّلاۃِ والتّسلیمِ علےٰ المبعُوثِ بالقرآنِ الحکیمِ والموصُوفِ بالخُلقِ العظیمِ المنعُوتِ بانّہٗ بالمؤمنِینَ رءُوفٌ رّحیمٌ صلوۃً وّسلامًا صلوۃً وّسلامًا تُجازِیانِ عناہُ وتُوازِیانِ غناہُ وعلیٰ آلِہ واصحابِہ وابائِہ واُمّھاتِہ وازواجِہ وذُرّیّاتِہ ووَرثۃِ عُلومِہ وعبادِہ وغفرَ اللّٰہُ لنا ولوالِدینا ولِاخوانِنا قلبًا وّصلبًا وّدینًا ولجمیعِ المُسلِمِینَ والمُسلِماتِ ربّنا اغفِرلنا

وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ
رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ دَعْوٰىهُمْ فِیْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِیَّتُهُمْ فِیْهَا سَلٰمٌ وَاٰخِرُ
دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ سید محمد بن رسول البرزنجی نے جو رسالہ
نجاتِ والدین جناب رسالتآب صلی اللہ علیہ وسلم کے بارےمین
جو تالیف کیا اُسکے آخر مین یہ دعا وخطبہ ہے اُسکی رسالہ کے ذیل مین
جو خاتمہ ہے اُسمین نجات حضرت ابو طالب عم رسول مقبول ثابت
کی گئی ہے ۔مفتی مکہ مؤلف رسالہ ہذا رحمہ اللہ کہتے ہین کہ مین نے
اس رسالہ کے مسودہ سے ۱۸۔ شعبان المبارک ۱۳۰۳ھ ہجری کو فراغت
پائی ٭

سوانح عمری مولانا السید محمد بن رسول البرزنجی

آگاہ ہو کہ علامہ شیخ محمد مرادی دمشقی نے اپنی کتاب اَسْلَاکُ
الدُّرَرِ فِیْ ذَیْنَاتِ اَعْیَانِ اَهْلِ الْقَرْنِ الثَّانِیْ عَشَرَ
مین مؤلف رسالہ مذکور یعنی علامہ مولانا سید محمد بن رسول برزنجی
کی سوانح عمری لکھی ہے جنکے نسب کا انتہا سیدنا امام موسی کاظم
ابن الامام سیدنا جعفر الصادق ابن الامام سیدنا محمد الباقر ابن الامام
سیدنا علی زین العابدین ابن الامام سیدنا الحسین السبط ابن الامام

سیدنا علی بن ابیطالب و سیدتنا فاطمۃ الزہرا بنت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ وسلم تک ہوتا ہے یہ سوانح عمری لغایت عمدہ ہے اور علامہ موصوف کی کثرت علم وعمل اور قوت فکر وفہم وادراک کی بہت کچھ تعریف کی ہے نیز اس امر کی کہ وہ بحث پر بہت قادر تھے اور حجتین اور دلیلین اتنی قائم کر سکتے تھے کہ اکثر گفتگو مین وہ اپنے دشمن و حریف و مقابل کی حجتون پر غالب آجاتے تھے اور الٹا اُسکی حجت کو اُسی پر حجت گردانتے جیسا کہ تم نے اس رسالہ مین دیکھا اور ایسا ہی کچھ اُس کتاب مین کیا ہے جسکا نام النواقض للروافض ہے یہ عجیب کتاب ہے کہ رافضیون کے رد مین ایسی کتاب نہین لکھی گئی کہ اکثر موقعون پر اُنکی حجتون کو اُلٹ کر اُنہین پر ثابت کیا ہے علی ہذا القیاس علامہ حموی نے اپنی کتاب نتائج مین اور فہمی نے اپنی کتاب نفحات مین اور علامہ ہیتی نے شرح ورمین اور عیاشی رحلت مین انکی زندگی لکھی ہے اور ہر ایک نے بہت کچھ تعریف کی ہے اور سب نے بالاتفاق لکھدیا ہے کہ وہ معقول و منقول کے علامہ تھے اور اہل فروع و اصول

کے امام تھے اور تمام فنونِ علمیہ کے جامع تھے اور اسانید نبویہ کے
ذوق سے پر تھے اور فضیلتین اُنکی ذات پر اتنی مجتمع تھین کہ اُنکا نقل
کرنیوالا باوجود اپنی علوہمتی کے عاجز آجائے ظاہر و باطن خدا تعالیٰ کا
بہت کچھ خوف کرتے تھے اور حدود شرعیہ پر قائم تھے نیز سننے یہ
بھی لکھا ہے کہ نہایت ادق اور مشکل مسئلات کے جواب تھوڑی
سی دیر مین دینے پر پورے پورے قادر تھے اور جواب ایسے
سہل الفاظ مین ہوتا تھا (کہ ہر شخص سمجھے) اور پھر ایسے نرم
الفاظ مین (کہ کیسکو برا نہ لگے) اور ایسے کامل اور مدلل الفاظ
مین (کہ مقصد پورا پورا ادا ہو جائے) اور انین سے بعض نے یہ بھی
لکھ گئے ہین کہ علامہ برزنجی علماء مجددین مین محسوب ہین اور
کسینے انکی تعریف کرنے مین مجددین کے نام نظم بھی کئے ہین چنانچہ
وہ کہتا ہے **شعر** حَادِی عَشَرَ قَدْ کَانَ بَرْزَنْجِیُّ ۞ مُجَدِّدٌ اٰتٍ
شَرْطُہٗ جَلِیُّ **ترجمہ** گیارہوان مجدد بالتحقیق برزنجی تھا
اور شرط اُسکی ظاہر ہے ۞ علامہ برزنجی رحمہ اللہ شب جمعہ ۱۲
ربیع الاول ۱۰۴۰ھ ہجری مین علاقہ شہرزور موضع برزنج مین

پیدا ہوئے اور وہین پرورش پائی اپنے والد ہی سے قرآن شریف
پڑھا اور علم حاصل کیا پھر بہت سے شہرونمین پھرے اور وہان
بڑے بڑے علما سے علم حاصل کیا اور مدینہ منورہ کو اپنا وطن
قرار دیا اور اُسے صدر بنا لیا کہ درس و تدریس مین اور عجیب و
مفید تصانیف مین مشغول رہین اُن تصانیف مین سے بعض کا
تو ذکر آچکا اور بعض یہ ہین انہار السلسبیل فی شرح اسماء التنزیل
جو بیضاوی کی تصنیف ہے اور شرح الفیۃ السیوطی اصطلاحات
حدیث کے بارہ مین جسکا نام رکھا ہے المصطلح لایضاح الفیۃ المصطلح
اور اختصار لکھا ہے تلخیص المفتاح کا اور مرقاۃ الصعود فی
تفسیر اوائل العقود اور الضاوی علی صبح فاتحۃ البیضاوی اور
جالی الاحزان فی فضائل رمضان اور الاشاعۃ فی اشراط الساعۃ
انکے علاوہ اور بہت سی تالیفات و تصنیفات ہین اور ایک سے
زیادہ ایک عجیب ہے علامہ موصوف رحمۃ اللہ العالی نے پیر کے
دن ظہر کے وقت ۱۱۰۳ھ مین اپنے مکان کوچہ قشاشی مین
انتقال فرمایا اور وہ شہید ہوئے کیونکہ زہر سے مارے گئے

اور جنت البقیع مین بنات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پائنتی اُس قبہ
شریفہ کے باہر جو دختران نبیؐ کی قبرون پر ہے قبلہ کی جانب بائین
قبہ مذکورہ اور قبہ سیدنا عباس اور اہلبیت رضوان اللہ علیہم
اجمعین دفن ہوئے اور اُنکی پہلو مین علامہ سید جعفر ابن سید
حسن برزنجی کی قبر ہے جسکا ذکر آگے آئیگا اور موضع مذکور بقیع
مین سادات برزنجین کا مقبرہ ہے علامہ برزنجی کی اولاد نہایت
مبارک ہوئی کیونکہ اُنمین سے ہر ایک صاحب علم وفضل اور
صلاح باطن سے آراستہ ہوا اور وہ ہمیشہ مدینہ منورہ مین شافعیونکے
مفتی رہے ہین برزنج ملک عراق مین علاقہ شہرزور کا ایک موضع
ہے انکی اولاد مین سے سید عبدالکریم تھے جو جدہ مین مدفون
ہوئے اور مظلوم مشہور ہین اور سبب اسکا یہ تھا کہ ۱۲۲۳ھ مین
ایام شریف مبارک ابن احمد ابن زید امیر مکہ مین مابین اہل مدینہ
واہل حرم فساد واقع ہوا اور ایک دو دن قتال ہوتا رہا اور فساد
بہت پھیلا - اس بات کی رپورٹ دولت عالیہ عثمانیہ کی گئی اور
یہ ذکر کیا گیا کہ سید مذکور اور اُنکے بیٹے سید حسن اور بعض اعیان

اہل مدینہ نے اس فتنہ مین لوگونکو تحریص و ترغیب دلائی دولت عالیہ
سے اشخاص مذکورین سے بعض کے قتل کا حکم صادر ہوا اور بعض کو
معافی دی گئی مگر سید عبد الکریم مذکور اور اُنکے بیٹے سید حسن اُنہین سے
تھے جنکے قتل کا حکم ہوا تھا مگر سید حسن رحمہ اللہ صاحبِ کرامات تھے
اور بعض نماز صبح مسجد نبوی مین درس دیا کرتے تھے جب سپاہیون
نے گرفتار کرنا چاہا تو وہان گئے کہ اُنہین مسجد ہی مین گرفتار کرلین
جب کہ وہ پڑھاتے ہون مگر جب قریب پہنچے اللہ تعالیٰ نے اُن کی
آنکھونکا نور کھو دیا کہ وہ اُنکی آواز سنتے تھے وہ پڑھا رہے تھے اور
انہین نہ دکھائی دیتے تھے یہ پلٹ کر آئے اور اپنے افسر کو خبر دی
مگر وہ باز نہ آیا اُس نے اور سپاہی بھیجے وہ آئے تو سید صاحب
سبق پورا کر چکے تھے اور باب السلام کے راستہ سے اپنے گھر چلے
گئے تھے یہ وہان گئے اور اُنکے گھر کا محاصرہ کر لیا اور انمین سے
بعض گھر کے دروازہ پر دھرنا دیکر بیٹھ گئے مگر اللہ تعالیٰ نے ایسا
رعب اور خوف انکے دل مین ڈال دیا کہ گھر کے اندر گھسنے کی کسی نے
جرأت نہ کی۔ مگر جب سید صاحب موصوف کو معلوم ہوا کہ انکے

نجات سوائے اِس صورت کے کہ مدینہ منورہ سے نکلکر مصر چلے
جائین اور کسی طرح نہین تو اُنھون نے غسل فرمایا وضو کیا اور
دو رکعتین ادا کین پھر ایک مٹھی خاک لیکر باہر آئے اور وہ یہ پڑھتے
آتے تھے شَاهَتِ الْوُجُوهُ شَاهَتِ الْوُجُوهُ وَعَنَتِ الْوُجُوهُ لِلْحَيِّ
الْقَيُّومِ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا وہ مٹی اُنکے سر پر ڈال دی اُنھین
معلوم بھی نہوا پھر سامنے سے چلے گئے اور کسیکو نہ دکھائی دئے
نہ کوئی خبر سنی تاآنکہ وہ مصر پہنچ گئے اور یہ خبر آئی پھر وہ مصر مین
عرصہ دراز تک رہے جامع مسجد مین رہتے تھے جہان بہت سے
بڑے بڑے علما اکٹھے ہو گئے تھے یہان اُنھون نے اپنی کتاب
نفثۃ المصدور تالیف کی اس کتاب کا نظیر فصاحت و بلاغت
اور قصائد نعتیہ اور کلمات حکمیہ مین نہین ہے اس نے سادات صوفیہ کا
طریق اختیار کیا ہے اور جو جو کچھ رنج والم اور فراق کے صدمے
اور درگاہ نبوی سے دور ہونیکی مصیبتین اُن پر پڑی ہین اُن
سب کی طرف اشارہ کرتے گئے ہین اور اس قصبہ کیطرف بھی
اشارہ کیا ہے کہ جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنھین

بشارت دی کہ مصر کیطرف بیدھڑک ان لوگون مین سے چلے جاؤ
اور ان کے سرون پر مٹی ڈالدو یہ تمہین نہ دیکھین گے چنانچہ
مثل اسی کے واقع ہوا جیسا جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم
کے لئے ہوا تھا جب آپنے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تھی پھر
سید حسن اسکے بعد مدینہ منورہ مین تشریف لائے مگر ان کے
والد رحمۃ اللہ علیہ کی قید مدینہ منورہ مین شدید تھی
مگر اُنکے دشمنون مین سے کسینے اتنا احسان کیا کہ وہ مدینہ
سے نکلکر مکہ معظمہ مین آگئے اور یہان آٹھرے مگر مکہ پہنچا تھا
کہ وزیر ابو بکر پاشانے اُنکو گرفتار کرایا اور اُنکو جدہ بھیجکر وہان
کے قلعہ مین قید کردیا پھر اُنکے قتل کا حکم صادر کیا چنانچہ زر شب
ہشتم ماہ ربیع الاول سنہ ۱۱۳۸ھ مین گردن ماری گئی اور بازار جدہ
مین ڈالدیا گیا چنانچہ ایکدن کامل نعش اسی طرح پڑی رہی پھر
کسی نیک آدمی نے سفارش کی اور اُٹھا کر غسل دیا اور تجہیز و تکفین
کرکے دفن کردیا جنازہ سے برکت حاصل کرنیکے لئے خلق خدا
لوٹی پڑتی تھی اور خدا اُن پر رحمت وسیع نازل کرے کہ اُنکا

لقب مظلوم قرار پایا۔ کتاب روض الاعطر مین لکھا ہے جسکی نقل یہ ہے کہ پھر اسکے بعد تھوڑے ہی عرصہ مین وزیر مذکور کی معزولی کا حکم آگیا پس وہ آستانہ شریفہ کی طرف متوجہ ہو کے نکلا اور اپنے ساتھیون کے ساتھ جدہ سے سوار ہو کر چلا۔ بعد اسکے کہ بادبان اُٹھا کر چلے اور کچھ دور گئے تند و تیز ہوا چلی اللہ تعالیٰ نے اُنہین غرق کر دیا اور اُنمین سے بہت ہی کم نے نجات پائی راوی کہتا ہے کہ بعض اہلِ علم نے اہلِ جدّہ مین سے اور معتبرون سے سُنکر مجھ سے بیان کیا ہے اور اُنکے بیٹے سید حسن نے ایک بیٹا سید جعفر چھوڑا جنکا ایک مولود شریف مشہور ہے جسکا مصرع مطلع یہ ہے اِبْتَدَیٔ الْاِمْلَاءُ بِاِسْمِ الذَّاتِ الْعَلِیَّۃِ اور اُنکے بیٹے علا سید علی نے قصیدہ رائیہ منظوم کیا ہے جسکا نام جَالِیَۃُ الْکَدَرِ فِی اَسْمَاءِ اَصْحَابِ سَیِّدِ الْمَلَآئِکِ وَالْبَشَرِ یہ ایک نظم ہے جسمین اہلِ بدر اور اہل اُحد کے کل نام درج ہین اُسکا مطلع یہ ہے بَدَتْ رِیَۃٌ وَاَنْتَ بِبُرْہَانِ بَہَرَ۔ اُحُلِیَّۃٌ فِی سُرُوْدِہَا سِرٌّ ظَہَرَ آیت بدری برہان ظاہری سے

اُتری ہی - اور آیت اُحد ہی کے بیان مین ایک خاص بھید ظاہر ہوگیا
اور ایک بیٹے اُنکے علامہ سید محمد برزنجی تھے یہ سب سید سید حسن کے
بیٹے تھے اور سید جعفر مذکور امام عامل اور عالم تھے ۱۱۰۶ھ مین مدینہ
منورہ مین پیدا ہوئے تھے وہین پرورش پائی قرآن مجید پڑھا
اور متعدد مشائخ سے علم حاصل کیا اور جمیع علوم عقلی و نقلی
مین کامیابی حاصل کر کے مدینہ منورہ مین مفتی شافعیہ مقرر ہو گئے
اور وہ اپنی قوم کے طریق کے سالک تھے اور اعمال صالحہ اور
استقامت کے پابند تھے انکی کرامات بہت مشہور ہین از انجملہ
یہ ہے کہ ایکدفعہ لیکایک جمعہ کے دن وہ خطبہ پڑھنے کے لئے بلائے گئے
اور اُنسے یہ درخواست کی گئی کہ اپنے خطبہ مین لوگون کے لئے پانی
طلب کرین کیونکہ وہ سال قحط کا تھا چنانچہ اُنہون نے پانی طلب
کیا پس آسمان سے خوب پانی برسا گویا مشکون کے مُنہ کھولدئے
تھے یہانتک کہ جل تھل بھر گئے اور زمین بعد خشکی کے سرسبز ہو گئی
اور بارش ہفتہ بھر برابر جاری رہی جیسے جناب رسُولخدا صلی اللہ
علیہ وسلم کے لئے رہی تھی - کسی فاضل نے اپنے اشعار مین یون

مدح کی ہے ؎ سَقَی الفَارُوقُ بِالعَبَّاسِ قِدمًا۔ وَنَحنُ بِجَعفرٍ عَنیْنَا سُقِینَا + فَذَاکَ وَسِیلَۃٌ لَّھُم وَھٰذَا۔ وَسِیلَتُنَا اِمَامُ العَارِفِینَا + **ترجمہ** قدیم زمانہ مین حضرتِ عمر فاروق نے حضرت عباسؓ کے ذریعہ سے پانی پایا تھا اور ہمین جعفر کے وسیلہ سے بارانِ رحمت ملی ہے ٭ وہ اُنکے لئے وسیلہ تھے اور یہ امام العارفین ہمارے لئے وسیلہ ہین۔ منجملہ اُنکی کرامات کے یہ بھی ہے کہ اُنھون نے اپنے وفات کے دن کی خبر دیدی پس جس طرح خبر دی تھی اُسی طرح واقع ہوا۔ چنانچہ حضرت سید جعفر رضی اللہ عنہ نے ۴۔ شعبان ۱۱۷۷ھ مین وفات پائی جب اُنکی عمر ۸۵ برس کی تھی اور وہ جنت البقیع مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیون کی پائنتی دفن ہوئے شیخ عبد القادر کدک نے اُنکے مرثیہ مین چند اشعار لکھے ہین ابھی اُنکو ختم کر کے تاریخ نہ لکھنے پائے تھے کہ سید جعفر مذکور کو اُنکی وفات کے تیرہ دن بعد خواب مین دیکھا اور دریافت کیا کہ فِیمَا اَنتَ یعنی تم کہان پھرتے ہو جواب مین فرمایا فِی جَنَّۃِ الفِردَوسِ یَعلُوا مَنزِلِی

۱۱۷۷ھ دیکھنے والے نے جب اُسے غور سے دیکھا تو شاعر کو مطلع کیا کہ یہ پورا مصرع بھی ہے اور حساب کیا تو جنت کی ت کے چار سو لگانے سے پوری تاریخ بھی نکلتی ہے (ادیب لوگون اس بارہ مین اختلاف ہے بعض ت کے عدد ۴ لگاتے ہین بعض چار سو) مگر یہ وزن قصیدہ و قافیہ کے بموجب مصرع کامل تھا پس شاعر مذکور نے اسے تاریخ مقرر کیا اور اسی پر قصیدہ ختم کر دیا یہ بھی اُنکی کرامات سے تھا کہ بعد اپنی وفات کے اپنی وفات کی تاریخ لکھوا دی۔ سید جعفر رحمہ اللہ کی فقط ایک بیٹی باقی رہی جنکی شادی اُنکے چچیرے بھائی زین بن محمد سے ہوئی اور ان دونو سے سیّد محمد الھادی پیدا ہوئے۔ اور سیّد محمد مذکور کے بعد اُنکے بیٹے سیّد علامہ زین العابدین باقی رہے جنکی نظم مین سے مولود شریف و احوال معراج مشہور ہین اور ان دونو کا آغاز یہ ہے بَدَأْتُ بِاسْمِ الذَّاتِ عَالِيَةِ الشَّانِ اور اسکے بعد احادیث جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو منظوم کر کے اپنے اشعار کو زینت بخشی ہے اہل مدینہ کے ایک گروہ

کے ساتھ جو آستانہ عالیہ سے آئے تھے سولیس مین سنہ ۱۲۰۴ھ مین
مارے گئے اور سب ایک ہی جگہہ دفن کئے گئے۔ سید زین العابدین
کے ایک بیٹے مولانا سید اسمٰعیل باقی رہے یہ بڑے عالم فاضل
تھے اور مدینہ منورہ مثل والد ماجد وجد امجد کے انکا وطن تھا یہ بھی
اہل مدینہ کے ایک گروہ کے ساتھ سنہ ۱۲۲۳ھ مین جب وہابیون نے
حجاز پر غلبہ پایا مدینہ منورہ سے نکلے اور تقدیر انکو ملک عراق کے
صوبہ کروستان مین لیگئی وہان عبدالرحمن پاشا سے ملے جو خود عالم و
فاضل تھے اور علماء سے بہت محبت رکھتا تھا وہ شخص مولانا سید
اسمٰعیل سے محبت بھی رکھتا تھا اور انکی عزت و حرمت بہت کرتا
تھا۔ انکو پاس عرصہ دراز تک رکھا اور اپنی بیٹی عائشہ نامی کو
اُنسے منسوب کیا جسکے بطن سے اُنکے بیٹے مولانا سید جعفر اور اُنکے
بھائی سید احمد اور اور بھائی ہوئے۔ مولانا سید اسماعیل اُس ملک
مین نہایت عزت و احتشام سے ۴۵ برس مقیم رہے اور انکی غیبت
کے زمانہ مین مدینہ منورہ مین شافعیون کا فتوی انکے چچیرے
بھائیوں مین سے کوئی دیتے تھے۔ ملک کروستان مین سنہ ۱۲۶۸ھ

سید جعفر اور انکے بھائی بہن پیدا ہوئے اور ۱۲۶۹ھ مین مولانا
سید سمعیل نے اپنے وطن کی طرف آنیکا ارادہ کیا ماہ رجب سنہ
مذکور مین چلے اور شام کے راستہ سے مصر پہنچے اور مصر مین اپنے
بیٹے کو جامع الازہر مین تحصیل علم کے لئے چھوڑا چنانچہ اُنہون نے
بڑے بڑے مشہور عالمون سے علم حاصل کیا اور اُنکے والد
دار السلطنۃ العالیہ کی طرف گئے اور مولانا سلطان عبد المجید کی
تعریف ایک نہایت بلیغ قصیدہ مین کی چنانچہ سلطان موصوف نے
مدینہ نبویہ کے شافعیون کے فتوے کا منصب اُنہین عطا فرمایا
پھر مولانا سید سمعیل مصر کی طرف لوٹ آئے اور اپنے اہل و عیال کو
لیکر مدینہ منورہ کی جانب کوچ کیا اور اوائل رجب ۱۲۷۱ھ کو مدینہ
طیبہ مین پہنچ گئے - فاضل اجل شیخ عبد الجلیل آفندی برادہ نے
مولانا سید سمعیل مذکور کی شان مین ایک نہایت عمدہ قصیدہ کہا
جسکے ایک مصرع مین اُنکے واپس آنے کی تاریخ لکھی ہے مطلع قصیدہ
مذکور کا یہ ہے ؎ اَللّٰہُ اَقْبَلَ بِالْمَسَرَّۃِ یَسْعُدُ ٭ وَلَنَا بِاِنْجَاحِ
الْمَطَالِبِ یَنْجُدُ ٭ اور تاریخ والے شعر سے پہلے ایک شعر تمہیدہ

تاریخ مین لکھا گیا ہے اور وہ یہہ ہے ؎ والطیبۃ مذ عدلت قلت
مؤرخا؛ فی بیت شعر بالمحاسن یفرد؛ قد عاد جار اللہ الرسول
محمد؛ نجل لنا والعود منہ احمد؛ پھر ایک عرصہ کے بعد
وہ عہدہ مفتی سے علیحدہ ہوگئے اور اپنے بیٹے مولانا سید جعفر
فاضل فضل کو جگہہ دیدی چنانچہ مولانا سید جعفر اپنے والد کی وفات
سے کوئی آٹھ مہینے پیشتر ۱۲ سنہ ۱۳ھ مین مقرر ہوگئے اور حکم استمراری
دار السلطنت عالیہ سے اس امر کے لئے آگیا جسکا عملدرآمد اسوقت تک
جاری ہے اور مولانا سید جعفر کی طرف سے اُنکے بھائی عالم و فاضل
مولانا سید احمد ابن مولانا سید اسماعیل فتوے دیتے ہین۔ انکے
تیسرے بھائی سید عبد الکریم ہین اور چوتھے سید علی تھے جو کئی سال
ہوئے کہ قضا کر گئے اور مولانا سید جعفر دار السلطنۃ العالیہ مین
کئی دفعہ گئے اور پانچ سال تک صنعاء کے قاضی رہے یہ قضا
آخر شوال سنہ ۱۳۰۲ھ مین ختم ہوگئی پھر وہ مکہ معظمہ مین مع اپنے
اہل و عیال کے آگئے پھر طائف گئے اور وہ ابتک مع اپنے اہل و
عیال کے وہین مقیم ہین اور یہہ ارادہ رکھتے ہین کہ اپنے اہل و

عیال سمیت مناسک حج ادا کرنے کے بعد مدینۂ منورہ کی طرف
لوٹ آئین - انکے بیٹے سید سمعیل و سید محمد ہاشم ہین + انکی تالیفات
اعلے درجہ کی ہین ازآنجملہ انکی شرح ہے جسکا نام ہے کوکب الانور
علی عقد الجواهر فی مولد النبی الازهر اور عقد الجواهر فی مولد
النبی الازهر انکے نانا مولانا سید جعفر کی تالیف ہے
شَوَاهِدُ الغُفْرَان انہون نے اپنے دادا سید محمد بن رسول
برزنجی مسبوق الذکر کی کتاب جالی الاضران فی فضائل رمضان پر
لکھی ہے اور مصابیح الغرر جالی الکدر مصنفہ مسبوق الذکر مولوی
سید علی ابن السید حسن کی کتاب پر لکھی ہے اور مقدم الذکر
مولوی سید زین العابدین اپنے جد امجد کی کتاب ضوء
الوهاج فی الاسراء والمعراج کی کتاب پر تاج الابتہاج لکھی ہے نیز
تعمیر مسجد نبوی صلعم کی تاریخ لکھی ہے یہ مسجد مولانا السلطان
الغازی عبد المجید خان نے بنوائی تھی اور یہہ تاریخ نہایت
عجیب ہے اور اسکا نام ہے نزهة الناظرین فی عمارة مسجد
سید الاولین والآخرین ایک کتاب انکی روض الاعطر فی

مناقب لسید جعفر ہے اور علاوہ انکے اور بہت سی ہین الحمد
یہ کہ اس خاندان کے سب لوگ صاحبان علم و فضل و صلاح
ہین - اللہ تعالی ہمین انکے سبب سے نفع پہنچائے اور اُنکو خیر و
فلاح کی توفیق دے وصلی اللہ علی سیدنا محمد و علی آلہ وصحبہ
اجمعین وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین و للہ
دُر القائل (شاعر اپنے دوستونکو مخاطب کرکے مکہ معظمہ کی حضرت
ابوطالب کی اور پیغمبر خدا کی تعریف کرتا ہے) شعر

قِفَا بِمَطْلَعِ سَعْدٍ عَزَّ نَادِیہِ ۔ وَامْلِیَا شَرْحَ شَوْقِی فِی مَغَانِیہِ

اُس مبارک مکان کے قریب جسکی مجلس مکرم و محترم ہے ٹھیرو
اور جو ولولے شوق کے میرے دل مین جوش زن ہین اُنکو
مشرح اُسکے مقامات مین لکھدو - شعر

وَاسْتَقْبِلَا مَطْلَعَ الْاَنْوَارِ فِی اُفُقِ الْحَجُوْنِ وَاحْتَرِسَا اَنْ تَبْهَرَا فِیہِ

کوہستان حجون کی طرف سے اس نورانی مکان مین آجاؤ
مگر اس بات سے ہوشیار رہنا کہ تم متحیر نہ ہو جاؤ -

ؔ نام ہے ایک پہاڑ کا جو مکہ معظمہ کے قریب واقع ہے +

مُغْنًی بِهٖ وَابِلُ الرِّضْوَانِ مِنْہُمْ ✤ وَنَائِرَاتُ الْہُدٰی دَلَّتْ مُبَادِیَہٗ ✤
یہ وہ مکان ہے جسمین خوشنودی پروردگار عالم کا مینہہ برستا
ہے۔ اور ہدایت کے شعلے منادی مکان پر خود دلالت کرتے
ہین قِفَا فَذَا بُلْبُلُ الْاَفْرَاحِ مِنْ طَرَبٍ ✤ یَرْوِیْ بَدِیْعَ الْمَعَانِیْ
فِیْ اَمَالِیْہٖ ✤ اے میرے دوستو ٹھیر جاؤ کہ سرور
و بہجت کی ہزار داستان فرط خوشی سے اپنی بیاض مین سے
عجیب عجیب معانی ادا کر رہی ہے وَاسْتَمْلِیَا الْاَحَادِیْثِ
الْعَجَائِبِ عَنْ ✤ بَحْرٍ ھُنَاکَ بَدِیْعٌ فِیْ مَعَانِیْہٖ ✤ اُس بحر ذخار
معانی سے کچھ چیدہ چیدہ باتین لکھ لو ✤ حَامِی الذِّمَارِ
مُجِیْرُ الْجَارِ مَنْ کَرُمَتْ ✤ مِنْہُ السَّجَایَا فَلَمْ یَفْخَرْ مُبَارِیْہٖ ✤
امانتون اور ذمونکا حامی پڑوسیونکا پناہ دہندہ ایسا شخص
جسکی خصلتین اعلےٰ درجہ کی عمدہ ہین اور ایسی عمدہ کہ مدمقابل
فخر نہین کرسکتا عَمُّ النَّبِیِّ الَّذِیْ لَمْ یُثْنِہٖ حَسَدٌ ✤
عَنْ نَصْرِہٖ فَتَغَالٰی فِیْ مَرَاضِیْہٖ ✤ رسولخدا صلی اللہ علیہ
وسلم کے عم نامدار وہ شخص جنکو حسد[۱] و دشمنی نے نصرت نبی سے

[۱] جس طرح کہ ابوجہل و ابولہب حاسد تھے ✤

باز نہ رکھا بلکہ انکی رضاجوئی مین از حدِ مبالغہ کرتے رہے
ھُوَالَّذِیْ لَمْ یَزَلْ حِصْنًا لِحَضْرَتِہٖ ۔ مُوَفِّقًا لِرَسُوْلِ اللّٰہِ یَحْمِیْہِ ۔
وہ چچا کہ برابر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حصن حصین بنے
رہے اور جناب پیغمبر خدا سے موافقت کرکے انکی حمایت مین
سرگرم رہے وَکُلُّ خَیْرٍ تَرَجَّاہُ النَّبِیُّ لَہٗ ۔ وَھُوَالَّذِیْ قَطُّ
مَاخَابَتْ اَمَانِیْہِ ۔ جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم نے
ہر ایک خیر کی انکے لئے اُمید کی ہے اور آنحضرت وہ شخص ہین
جنکی امیدین کبھی خالی نہین گیئن فَیَا مَنْ اُمَّ الْعُلَا فِی
الْخَالِدَاتِ غَدًا ۔ اَغِثْ لِلَھْفَانِہٖ وَاَسْعِفْ مُنَادِیْہِ ۔
اے عم رسول جس نے ہمیشہ کی باقی رہنے والی چیزونمین رتبہ عالی
حاصل کرنیکا قصد کیا ہے۔ اپنے شیفتہ کی فریاد کو پہنچ اور پکارنیوالے
کی حاجت روا کر قَدْ خَصَّکَ اللّٰہُ بِالْمُخْتَارِ تَکْلَؤُہٗ ۔
وَتَسْتَعِزُّ بِہٖ فَخْرًا وَتَطْرِیْہِ ۔ بلاشک پروردگار عالم
نے احمد مختار کی محبت سے آپکو مخصوص کیا ہے آپ اُنکو
بچانے والے ہین اور آپنے اُنکی بدولت فخر عظیم حاصل

کیا ہے اور آپنے اُنکی تعریف کی ہے عُنِیتُ بِالحُبِّ

فِی طٰہٰ فَفُزْتُ بِہٖ ؕ وَمَنْ یَّنَلْ حُبَّ طٰہٰ فَھُوَ بِکَفِیہِ سورہ طٰہٰ

مین لفظ حب سے آپ مراد لئے گئے ہین اور جناب رسالتمآب

کی بدولت آپنے یہ کامیابی حاصل کی ہے اور حق بھی یہ ہے

کہ جس نے حب رسول حاصل کرلی سب کچھ بھر پایا۔ کم شِمْتُ

اٰیَاتِ صِدْقٍ یُسْتَضَاءُ بِھَا ؕ وَتَمْلَأُ الْقَلْبَ اِیْمَانًا وَّتَرْوِیَہٖ ؕ

حق کی نشانیان جن سے نور ایمان حاصل ہو آپنے کتنی کچھ ملاحظ

فرمائین۔ یہ نشانیان دل کو ایمان سے معمور اور سیر کرنیوالی ہین

مَنِ الَّذِی فَازَ فِی الْمَاضِیْنَ اَجْمَعِھِمْ بِمِثْلِ مَا فُزْتَ مِنْ طٰہٰ وَبَارِیَہٖ ؕ

جو سرخروئی جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور پروردگار

عالم سے آپنے حاصل کی ہے سلف کے تمام بزرگوںمین سے اور کون

ہے جس نے یہ بات حاصل کی ہو کَفَلْتَ خَیْرَ الْوَرٰی فِی

یُتْمِہٖ شَغَفًا ؕ وَبِتَّ بِالرُّوْحِ وَالْاَبْنَاءِ تَفْدِیَہٖ ؕ جناب

محمد مصطفٰے خیر الورٰے کی یتیمی مین آپ نہایت محبت سے کفیل ہوئے

اور رات کو اپنی جان اور اپنی اولاد کو اُن پر نثار کرتے رہے

عَضُدْتَّہٗ حِیْنَ عَادَتْہُ عَشِیْرَتُہٗ ؕ وَکُنْتَ حَافِظَہٗ مِنْ بَغْیِ شَانِیَہٖ ؕ

جو وقت کہ کنبہ دشمن ہو گیا تھا آپ اُنکے معاون رہے۔ اور سخت دشمنون سے آپ اُنکو بچاتے رہے۔

نَصَرْتَ مَنْ لَمْ يَشَمِّ الْكَوْنُ رَائِحَةَ الْوُجُودِ لَوْ لَمْ يُقَدِّرْ كَوْنَهُ فِيهِ

آپنے ایسے شخص کی نصرت فرمائی جس کی یہ جہان خوشبو تک نہ سونگھتا اگر پروردگار عالم نے انکا اس جہان مین ہونا مقدر نہ کیا ہوتا۔ اِنَّ الَّذِي قُمْتَ فِي تَأْيِيدِ شَوْكَتِهِ ✣ هُوَ الَّذِي لَمْ يَكُنْ شَيْءٌ يُسَاوِيهِ ✣ بالتحقیق جس شخص کے دبدبہ اور جلال اور عظمت کی آپنے نصرت فرمائی وہ بے نظیر و بے عدیل ولا ثانی ہے اِنَّ الَّذِي قَدْ أَحْبَبْتَ طَلْعَتَهُ ✣ حَبِيبُ مَنْ كُلُّ شَيْءٍ فِي أَيَادِيهِ ✣ بلاشبہ وہ شخص جسکی صورت کے آپ مشتاق رہے وہ اُسکا حبیب ہے جس کے ہاتھ مین ساری دنیا اور اشیاء دنیا ہین۔

لِلّٰهِ دَرُّكَ مِنْ قَنَّاصِ فُرْصَتِهِ ✣ مُذْ شِمْتَ بَرْقَ الْأَمَانِي مِنْ نَوَاحِيهِ

اس بات کا اجر کہ آپنے جناب رسولخدا کی فرصت کو غنیمت جانا اور جب اُمید کی بجلیان اُنکے ارد گرد کوندتی دیکھین

اُنسے فائدہ اُخروی اُٹھایا اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے
عطا فرمائیگا۔ یُھَنِّیْکَ فَوْزُکَ اِنْ قَدَّمْتَ مِنْکَ یَدًا ٭
اِلٰی مَلِیٍّ وَّفِیٍّ فِیْ جَوَازِیْہٖ ٭ اگر آپ اپنا ہاتھ بے نیاز
و فیاض کی ذات کے آگے پھیلائینگے تو آپ کو ایسی کامیابی
حاصل ہوگی کہ خود کامیابی آپکو مبارکباد دیگی۔ مَنْ یَّبْسُطِ
اَحْسَنَ مَعْرُوْفٍ لِاَحْسَنَ مَنْ ٭ جَازٰی یَنَلْ فَوْقَ مَانَالَتْ اَمَانِیْہٖ
جو شخص اُس شخص سے کہ جو بدلہ دینے مین سب سے بہتر ہے اعلیٰ
درجہ کی نیکی کرے وہ اپنی اُمیدون سے بڑھکر اجر پاوے گا
وَمَنْ سَعٰی لِسَعِیْدٍ فِیْ مَطَالِبِہٖ ٭ فَھُوَ الْحَرِیُّ بِاَنْ تُحْظٰی اَمَانِیْہٖ ٭
اور جو شخص کسی شخص نیک کے لئے اُسکے مطالب مین کوشش
بلیغ کرے وہ اس لائق ٹھیرتا ہے کہ وہ اپنی آرزوؤن سے
فائدہ اُٹھائے فَیَا سَعِیْدَ الْمَسَاعِیْ فِیْ مُتَاجِرِہٖ ٭
قَدْ جِئْتُ رَبْعَکَ اَسْتَھْمِیْ عَوَادِیْہٖ ٭ اے اپنی کارروائیون مین
نیک کوششین کرنیوالے مین آپکے درِ دولت پر حاضر ہون
اور آپکے سحاب کرم سے سیرابی کا اُمیدوار۔ مُسْتَقْطِرًا

مِنْكَ مُزْنَ الْخَيْرِ مُعْتَرِفًا ۞ بِأَنَّ غَرْسَ الْمُنٰى يَنْعُ بِصَافِيهِ ۞
آپ سے بارانِ رحمت کا اُمیدوار ہون کیونکہ میری اُمیدون کا
پودا پھل لے آیا ہے اور پھل بھی پک کر تیار ہوچکے ہین
وَمِنْكَ مُسْتَعْطِفًا خَيْرَ الْأَنَامِ وَمَنْ ۞ تَكُنْ وَسِيلَتَهُ فَالْفَوْزُ يَأْتِيهِ ۞
مین آپکے توسل سے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کی مہربانیکا
طالب ہون اور جسکا وسیلہ وہ حضرت ہوجائین اُسکی کامیابی
یقینی ہے - فَيَا نَبِيَّ الْهُدٰى عَطْفًا عَلٰى دَنِفٍ ۞ اَلشَّوْقُ
يُدْنِيهِ وَالْأَوْزَارُ تُقْصِيهِ ۞ اے ہدایت کے نبی اس
ضعیف پر مہربانی فرمائے - جسے شوق گھسیٹے لیتا ہے اور گناہ
دور کئے دیتے ہین اَلْغَوْثُ اَلْغَوْثُ بَاطَهَ فَخُذْ بِيَدِي
مِنْ وَرْطَةِ النَّفْسِ وَالشَّيْطَانِ وَالتِّيهِ ۞ اے رسولخدا
فریاد ہے فریاد ہے میری امداد فرمائے اور ورطۂ نفس اور
وسوسۂ شیطانی اور غرور سے مجھکو نجات دیجیے
فَقَدْ أَحَاطَتْ بِضُعْفِي وَهِيَ آسِرُهَا ۞ إِنَّ الْأَسِيرَ لَهَا صَعْبٌ تَنَجِّيهِ ۞
ضعف نے مجھکو گھیرا ہے اور یہ میرے نفس کے لئے قید ہے

قیدی کے لیے سختی بہت ہوتی ہے اسکو نجات ملے۔

حتی انقضی العمر والھفا علیہ ولم احصل علی طائل منہ ارجیہ عمر تمام ہونے آئی اس عمر پر وائے ہو تسپر بھی وہ فائدہ اس سے نہ ملا جسکی اُمید تھی فلیتنی حیث لم اغنم فریصتہ ما کنت اودعتہ ذنبا یغشیہ کاش مینے فرصت عمر کو غنیمت نہ سمجھا ورنہ مین اپنی عمر کو گناہون سے مملو نہ رخصت کرتا بل قد تجاوزت فی ظلمی فوا اسفا اذ لم ازل منہ فی کرب اقاسیہ اسمین شک نہین کہ مین اپنے ظلم مین حد سے بڑھ گیا افسوس ہے کہ اسکی تکلیف اور بیچینی میرے دل سے نہین جاتی اور اسکی مین برداشت بھی نہین کرسکتا وقد تعلقت فی اذیال ساحتکم فما لھا بد عن مثلی ننجیہ مین آپکے دامان کرم سے آچمٹا ہون اور آپکے دامان مبارک مجھ جیسے کو تو نجات ہی دلوائین گے۔ لم ادخر لدنیا لا ثبات لھا بل للذی لیس لی من مفزع فیہ اپنے اس دنیا کے لیے جسکو ثبات و قیام نہین کوی ذخیرہ نہین کیا بلکہ اُس جہان کے لیے

کیا ہے جسمین رنج والم ہے نہ جزع و فزع اِنَّ امرأ اَنتَ

فِی حَشرِ ذَخِیرَتُہٗ لَغیرُ طامِعۃٍ فِیہِ عَوادِیہٖ

بالتحقیق وہ شخص جسکا ذخیرہ یوم حشر آپ ہون وہ حشر کے

دن حشر کے دن کے فوائد کی طمع نہین رکھ سکتا (یعنی جنت کا

خواہشمند نہین) ھا قَل ذَخرُنکَ لِلعُقبیٰ نَقُوُمُ بِہَا

وَتَنمی العَبدُ اِحسانًا وَّتولیہٖ یعنے آپکو عقبے کے لئے

اپنا ذخیرہ قرار دیا ہے۔ آپ بندہ پر احسان کرین گے اور آپ ہی

اسکے والی بنین گے وَوَالِدَیہٖ وَاَشیاخًا وَاِخوتِہٖ

وَنسلہٗ وَمِنَ الاِیمَانِ یَحوِیہٖ اسکے والدین کے بزرگونکے

بھائی بندون کے اور اولاد کے اور آپ ہی بوسیلہ ایمان

ان سب کو بچالین گے یا احاطہ کرلین گے۔ (وقیل ایضًا)

اِنَّ القُلُوبَ لَتَبکِی حِینَ تَسمَعُ مَا اَبدیٰ اَبُو طَالِبٍ فِی حَقِّ مَن عَظُمَا

حضرت ابوطالب نے اُس شخص کے لئے جسکی عظمت کرتے تھے

جو جو کارنمایان کیے اُنکی کیفیت سن سنکر دل خود بخود رو دیتا ہے

فَاِن یَکُن اَجمَعَ الاَعلامُ اَنَّ لَہٗ نَارًا فَلِلّٰہِ کُلُّ الکَونِ یَفعَلُ مَا

اب اگر تمام علما اس امر پر متفق ہو جاتے کہ وہ سزاوار جہنم ہین
تو خیر دنیا خدا کی بھی اور خدا کو اختیار ہے جو چاہے کرے
اَمَّا اِذَا اختلفوا فالرَّای اَنْ نَرِدَا ✤ مَوَارِدًا یَرتضیھا
عَقْلُ مَنْ سَلِمَا مگر جب اختلاف ہے تو راے مناسب یہ ہے
کہ ہم وہ امور بیان کرین جنہین عقل سلیم قبول کرلے نُتَابِعُ
الْمُتْبَنِی الْاِیْمَانِ مِنْ زُمُرٍ ✤ فِی مُعْظَمِ الدِّیْنِ تَابَعْنَاھُمْ فکما
ہم سارے گروہ مین سے ایمان حضرت ابوطالب کے ماننے والونکی
پیرو ہوتے ہین جس طرح کہ ہم اور اہم امورات دینداری مین
انکے ماموم ہین وَھُمْ عُدُوْلٌ خِیَارٌ فِی مَقَاصِدِھِمْ ✤ فلا
نَقُلْ اِنَّھُمْ لَنْ یبلغوا عظما وہ منصف ہین اور اپنے
مقاصد مین نیکوکار ہم یہ نہین کہہ سکتے کہ وہ امور عظیمہ کو سمجھتے نہین
لَا تَزْدَرِیْھِم اَتَدْرِیْ مَنْ ھُمُو اَھُمُوا ✤ ھُمُو عُرَی الدِّیْنِ قد
اَضْحَوا بِہٖ زُعَمَا انکو بنظر حقارت نہ دیکھو جانتے ہو وہ کون
ہین وہ سرداران دین ہین اور دین کے وکیل بن چکے ہین
ھُمُ السُّیُوْطِی وَالسُّبْکِی مَعْ نَفَرٍ ✤ کَعِدَّۃِ النُّقَبَا حُفَّاظُ اَھْلِ حِمَا

وہ سیوطی اور سبکی مع اور اتنے آدمیون کے ہین جتنے حضرت موسیٰ کی قوم کے نقیب تھے اور یہ ہم حامیان حضرت ابوطالب کے محافظ ہین وَاَھلُ کشفٍ وَ شعرٌ اینہم وکذا القرطبی والسحیمی وَالجمیعُ کما اور اسی طرح اہل کشف و صاحبان باطن اور قرطبی اور سحیمی اور اور سب جنکا ذکر وثوق کے ساتھ انکا

نقل استفتا جو سیدنا و مولانا شریف عبدالمطلب کے عہد حکومت ۱۲۹۹ھ مین کیا گیا۔ کیا فرماتے ہین علمار دین و مفتیان شرع متین اُس شخص کے بارہ مین جو اپنے آپکو طالب علم سمجھتا ہے اور لوگونکو قبر حضرت ابوطالب عم جناب رسولخدا علیہ التحیۃ والثنا کے منہدم کرنے کی ترغیب دیتا ہے گمان انکا یہ ہے کہ خدا کے شہر مکرم و محترم مین یہ مقام ناپاک و ناجائز ہے اس امر کی اُس نے حکام کو درخواست لکھی ہے اور خلق خدا کو عموماً اور علما کو خصوصاً وہ دکھائی ہے اور اُنکو حرص دلائی ہے کہ اس کافر کی قبر کے منہدم کرنے مین میری مدد کرو۔ اُس نے حضرت ابوطالب کے بارہ مین ایسا سخت لفظ (یعنی کافر) اور اور ایسے ہی

ایسے الفاظ شنیع بے دھڑک استعمال کئے ہین اتنا بھی نہ سوچا
کہ اسکا نتیجہ کیا ہوگا حالانکہ فرمادیا گیا ہے کہ مَن بعثَ فِتنةً نائمةً
لعنَ اللهُ مَن ایقظَہا۔ ترجمہ جو شخص فتنہ خوابیدہ کو
جگائے اللہ کی اُسپر لعنت ہوتی ہے اہل سنت والجماعت
مین سے بہت سے بنی ہاشم مین سے بھی اور اور لوگ بھی
حضرت ابوطالب کی نجات کے قائل ہین اور وہ اتباع کرتے
ہین اُسکا جو کچھ اس بارہ مین وارد ہوچکا ہے اور جو کچھ بڑے بڑے
علماء محققین لکھ گئے ہین اور اسی پیروی کو وہ اپنے نزدیک
نزد خداوند کریم حجت سمجھتے ہین۔ علماء محققین مین سے امام
سبکی امام قرطبی اور امام شعرانی ہین اللہ انپر ہمیشہ ہمیشہ اپنی
رحمت نازل فرماوے وہ فرماتے ہین کہ اللہ تعالی نے
حضرت ابوطالب کو زندہ کیا وہ مصطفے پر ایمان لائے اور پھر
حالتِ اسلام مین وفات فرماگئے امام محقق سحیمی اس قول کو
نقل کرنے کے بعد کہتے ہین کہ میرا اپنا یہی اعتقاد ہے اور
اسی اعتقاد کی حالت مین خدا سے ملاقی ہونگا۔ اس سے

معلوم ہوتا ہے کہ عذاب جو کچھ سمجھا جاتا ہو اُنکو اُنکے زندہ
کرنے سے پہلے ہو گیا ہوگا اور قیامت سے مراد اُنکی اپنی
ذاتی قیامت یعنی اُنکے بدن سے اُنکی روح کا خارج ہونا
ہے کیا آپکے خیال مین یہ بات آتی ہے کہ ایسے بڑے بڑے
عالم اُن نصوص شرعیہ کو جو حضرت ابو طالب کے حق مین
وارد ہو چکی تھین نہ جانتے تھے پھر اس حاسد و مُبغض و
ترغیب دہندہ نے بہ تقلید بزرگانِ دیگر علاوہ محققین مذکور
حضرت ابو طالب کے قدح مین سکوت کیون نہ اختیار کیا بلکہ بجائی
سکوت اختیار کرنے کے یہانتک دعوی کر بیٹھا کہ اس بارہ مین
اجماع ہو چکا ہے یہ نہ سوچا کہ اجماع تو کیا اسمین جناب رسالتمآب
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور اُنکی اولاد اور اُنکے احبا کی سخت
اذیّت و تکلیف وہی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ اُسکے الفاظ
مستعملہ سے جو ہمارا دعوی ہے خواہ اُس نے اُنسے کچھ ہی مراد
لی ہو اگر وہ اُنکے معانی اصلی سے جاہل ہے تو یہ اُسکے لئے عذر
ہے یا نہین اور آیا حکام پر اللہ تعالی اُنکی نصرت فرمائے

ایسے دشمن کی زجر و توبیخ واجب ہے یا نہین حالانکہ اسے اور
اسکے معاونین کو سزا دینے سے سب کو عبرت ہو گی اور اُن
حرکات سے لوگ باز آئینگے جنسے فتنے برپا ہون اور
مسلمانونکی دل آزاری ہو۔ حضرت ابو طالب کی نجات کے
قائل اس شہر مبارک مین نہایت معزز و ممتاز اشخاص ہین
اور اُن سکی سخت دل آزاری ہوئی ہے بینوا توجروا نصرا للہ
بکم الاسلام و انار بمصابیحکم الظلام **جواب اول تنقائے**
مزبورہ الحمد للہ رب العلمین رب زدنی علما پروردگار
عالم نے جو ارشاد فرمایا ہے کہ قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا
المودۃ فی القربیٰ ای علیٰ تبلیغ الرسالۃ **ترجمہ**
کہدے اے محمد مین تبلیغ رسالت کا تم سے کوئی بدلا و
عوض نہین مانگتا مگر اتنا کہ میرے اقربا سے محبت کرو یعنی میری
قرابت کا پاس کرو مجھ سے محبت رکھو اور میرے حق مین
صلہ رحمی کرو۔ یہ امر ظاہر ہے کہ قریش مین سے کوئی متنفس ایسا
نہین کہ جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم سے اُسکی کچھ قرابت

نہو تو گویا آپ بزبانی پروردگار یہ ارشاد کرتے ہین کہ اگر تم
مجھ پر ایمان بھی نہ لاؤ تو بھی میری قرابت کا تو لحاظ و پاس
کرو اور پھر ایمان لانے پر تو کتنا کچھ پاس لازم ہو گا اور خاصکر
قریب ترین کا اور نہ کرنیوالونکی کیا گت بنے گی قول مترجم
اور مجھی ایذا نہ دو۔ اللہ تبارک و تعالی شانہ پھر ارشاد فرماتا ہے
اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ
وَاَعَدَّ لَہُمْ عَذَابًا مُّہِیْنًا ۝ ترجمہ بالتحقیق وہ لوگ جو
ایذا دیتے ہین اللہ کو اور اللہ کے رسول کو لعنت ہوتی ہے
اُن پر پروردگار عالم کی دنیا مین بھی اور آخرت مین بھی
اور تیار کیا ہے اللہ نے اُنکے لیے عذاب سخت۔ شرح
الشہاب ابن دحشی مین ابو الظاہر فرماتے ہین مَنْ اَبْغَضَ
اَبَا طَالِبٍ فَہُوَ کَافِرٌ بِاللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ ترجمہ جو شخص حضرت
ابو طالب سے بغض رکھے اُس نے اللہ جل شانہ سے کفر کیا
یعنی وہ کافر مطلق ہے اور معروضات المفتی ابی السعود مین
سوال و جواب ذیل مندرج ہے سوال ایک طالب علم کے

سامنے حدیث جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم بیان
کی گئی تو اُس نے یہہ کہا کہ کیا جناب پیغمبر خدا کی سب حدیثین
سچی ہین ؟ **جواب** یہ طالب علم کافر ہوگیا اول تو
استفہام انکاری کے باعث دوسرے جناب پیغمبر خدا کو
جھوٹ سے متّہم کرنے کے سبب **در مختار** مین لکھا ہے
جب کوئی شخص کلمۂ کفر اپنی زبان سے ادا کرے مگر اس حالمین
کہ اُسکو اُسکے کفر کا یقین نہین ہے تو بعض کے نزدیک
وہ کافر نہیں ہے اور اُسکی جہالت اُسکے لئے عذر ہو سکتی ہے
اور بعض کے نزدیک کافر ہو جاتا ہے پھر اسکی تنقیح کی گئی ہی
المختار مین لکھا ہے چاہئے کہ جن باتون سے احتراز واجب ہے
اُنسے اپنی زبان کو روکے کیونکہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم فرماتے ہین کہ جو شخص اللہ پر اور روز قیامت پر
ایمان لائے ضرور ہے کہ اُسکے لئے کلام خیر اپنی زبان سے
ادا کرو یا خاموش ہو رہو اور آنحضرت فرماتے ہین اَلْبَلَاءُ
مُوَکَّلٌ بِالْمَنْطِقِ **ترجمہ** آفتین زبان پر موقوف ہین

یعنی زبان سے اگر کفر کرو جہنم کے مستحق ٹھیرو کفران نعمت کرو
سلب نعمت کے لائق ہو۔ اور اس شخص کے برخلاف حکام کو
اللہ تعالی اُنکی تائید فرمائے لازم ہے کہ اس شخص سے جو کچھ
صادر ہوا ہے اُسکے سبب سے جس سزا کا یہ مستحق ٹھیرے اُسکا
اجرا کیا جائے تا کہ اہل جرأت و فساد کو عبرت ہو اور باب
جرأت اوروں پر مسدود ہو جائے کیونکہ اللہ تعالے فرماتا
ہے اِنَّمَا جَزَآءُ الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ الخ
وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ تَعَالٰی وَاَعْلَمُ بحکم جناب مفتی احمد بن عبد اللہ
میرغنی جو مکہ معظمہ میں حنفیوں کے مفتی ہیں یہ فتوے لکھا گیا
جواب دیگر استفتاء مزبورہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَصَلَّی
اللّٰهُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَالسَّالِکِیْنَ نَهْجَهُمْ بَعْدَهٗ
اَللّٰهُمَّ اَسْئَلُكَ هِدَایَةً لِّلصَّوَابِ اِعْلَمْ رَحِمَكَ اللّٰهُ تَعَالٰی
لوگوں نے حضرت ابوطالب عم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
بارے میں یہ دعوے کیا ہے کہ اہل سنت والجماعت کا اُنکے
عدم نجات پر اتفاق ہے اور وہ اپنا مطلب کتاب و

سنت کے ظاہری معنون سے نکالتے ہین مگر یہ دعوے کہ
اہل سنت کا عدم نجات پر اتفاق ہے پرلے درجہ کا جھوٹا دعوے
ہے کیونکہ علماء اہلسنت مین سے اکثر ایسے پائے گئے جو اُنکی نجات
کے قائل ہین از انجملہ امام قرطبی امام سبکی اور امام شعرانی ہین
جنکا ذکر سائل نے اپنے استفتا مین کیا ہے اور مینے یہ ذکر شرح
علامہ سحیمی مین بھی دیکھا جو انہون نے شرح شیخ عبد السلام
اللقانی پر لکھی ہے اور لقانی کی شرح اُنکے والد کے اشعار پر
ہے جنکا نام جوہرۃ التوحید ہے اور شفاعت کی بحث مین شاعر
مذکور کے اس قول کے متصل کہ ''وَاجِبٌ شَفَاعَةُ الْمُشَفَّعِ''
یعنی شفاعت خواہ کی شفاعت واجب ہے یا ضرور ہو گی
مینے امام قرطبی امام سبکی اور امام شعرانی کے قول سے یہ نقل
کیا ہوا پایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو طالب کو دوبارہ زندہ
کیا وہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور پھر حالت
ایمان مین دنیا سے کوچ کر گئے- علامۂ سحیمی فرماتے ہین کہ
میرا یہ اعتقاد ہے اور مین اسی اعتقاد کے ساتھ بحضور پروردگار عالم

حاضر ہونگا علامہ سحیمی نے ذیل کا ذکر شاعر کے اس قول سے پہلے
ہی لکھدیا ہے کہ وَمُنجِزٌ لِّمَنۡ اَرَادَ وَعۡدَہٗ یعنی پروردگار عالم
جس شخص کے حق مین چاہیگا اپنا وعدہ ایفا فرمائیگا کہ ابن سعد و
ابن عساکر نے حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت
کی ہے کہ انہون نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت
کیا تھا کہ مَا تَرۡجُوۡ لِاَبِیۡ طَالِبٍ قَالَ کُلُّ الۡخَیۡرِ اَرۡجُوۡا مِنۡ رَّبِّیۡ
یعنی آپ حضرت ابو طالب کے بارہ مین کیا امید رکھتے ہین ارشاد
فرمایا کہ ہر ایک خوبی جسکی مین اپنے خدا سے امید کرسکتا ہون
امام قرطبی امام سبکی امام شعرانی اور علامہ سحیمی مین سے ہر شخص
اکابر اہل سنت سے ہے اور ہر ایک کا قول پورے پورے
طور پر حجت ہوسکتا ہے اسی سبب سے اُس شخص کا دعوی جو تمام
اہلسنت کو عدم نجات پر متفق بتلاتا ہے جھوٹا ہے اور یہ امر
پایۂ ثبوت کو پہنچ گیا ہے کہ اکابر اہلسنت مین ایسے موجود
ہین جو اُن حضرت کی نجات کے قائل ہین اور جہان اختلاف
پایا جاتا ہے وہان احتیاط لازم آجاتی ہے اور احتیاط کا قل

مرتبہ یہ ہے کہ اُس امر کو تفویض الی اللہ کر کے سکوت اختیار کرلی
اور اُسمین غور و خوض کرنا چھوڑ دے۔ اب ہم مختصراً وہ احادیث
بیان کرتے ہین جو اس بارہ مین وارد ہوی ہین مگر ہم بقدر ضرورت
بیان کرین گے اور وہ بھی نہایت ادب و خوف کے ساتھ کیونکہ
احتیاط اعلےٰ درجہ کی پرہیزگاری ہے۔ جناب رسالتمآب صلی اللہ
علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہین کہ دَعْ مَا یُرِیْبُکَ اِلیٰ مَا لَا
یُرِیْبُکَ ترجمہ جو امر تجھے شک مین ڈالے اُسے چھوڑ کر
وہ اختیار کرلے جسمین شک نہو۔ آنحضرتؐ کا دوسرا ارشاد
یہ ہے اَلَیْسَ وَقَدْ قِیْلَ ترجمہ کیا وہ کافی نہین ہے
جو کہا گیا ہے یہ آنحضرتؐ نے اُس موقع پر فرمایا تھا جب عقبہ
بن حارث نے خدمت بابرکت مین حاضر ہو کر عرض کی تھی کہ
یارسول اللہ مینے ایک عورت سے نکاح کیا ہے اور ایک
حبشن نے آکر یہ بیان کیا ہے کہ مینے تم دونو کو دودھ پلایا ہی
(یعنی تم رضاعی بھائی بہن ہو) وہ عورت جھوٹی معلوم ہوتی ہی
جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ لو کیونکر

جانتا ہے درآنحالیکہ اُسکا گمان ہے کہ اُس نے تم دونو کو
دودھ پلایا ہے جا تو اپنی زوجہ کو طلاق دیدے۔ عقبہ کہتا ہی
کہ مین پھر آنحضرت کی خدمت مین آیا اور عرض کی یارسول اللہ
وہ عورت تو جھوٹی ہے مراد میری اس بات سے یہ تھی کہ تو عورت
ایک اور پھر کمینی اُسکا قول کہین لائق قبول ہے اُسوقت آنحضرت
نے ارشاد فرمایا الیس وقد قیل کیا وہ کافی نہین ہے
جو کہا گیا ہے۔ اس سے ثابت ہے کہ گو اُس عورت کی گواہی
قبول نہو سکتی تھی مگر آنحضرت نے احتیاط و پرہیزگاری کی ہدایت
کی ہے ٭ علی ہذا القیاس جب اہلسنت کا ایک گروہ حضرت
ابوطالب کے دوبارہ زندہ ہونے۔ ایمان لانے اور نجات پانیکا
قائل ہو چکا تو احتیاط اسمین ہے کہ اُنسے تعرض نہ کیا جائے اُنکی
توہین و تنقیص سے باز رہا جائے اور بالخصوص ایسی سخت توہین سے
جو الفاظ ناملائم و ناشائستہ مین ہو کیونکہ ہر توہین عموماً اور ایسی
توہین خصوصاً جناب پیغمبر خدا کو ایذا پہنچاتی ہے کیونکہ حضرت
ابوطالب نے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو پرورش کیا

وہ آپسے محبت کرتے تھے اور جب آپ مبعوث ہو چکے تو
آپسے ہر قسم کی تکلیف دفع کرتے رہے نیز اقارب جناب رسالتمآب
صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ایذا پہنچاتی ہے زندون کو بھی او
مردون کو بھی حالانکہ پروردگار عالم اجر رسالت محبت اقربا
قرار دیچکا ہے کہ فرمایا ہے قُل لَّآ اَسئَلُکُم عَلَیہِ اَجرًا
اِلَّا المَوَدَّۃَ فِی القُربیٰ **دیلمی** نے حضرت ابو سعید
خدری رضی اللہ عنہ سے اور انہون نے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے ارشاد فرمایا
اِشتَدَّ غَضَبُ اللہِ عَلیٰ مَن اٰذانِی فِی قَرابَتِی **ترجمہ**
پروردگار عالم کا غضب اُس شخص پر بہت سخت ہوگا جو مجھکو
میرے اقربا کے باعث تکلیف پہنچائے ۔ طبرانی و بیہقی راوی
ہین کہ ابولہب کی بیٹی جسکا نام سُبَیعَۃ تھا اور بعضے کہتے ہین دُرَّۃ
تھا مدینہ منورہ کی طرف بحالت اسلام ہجرت کرکے آئی کسینے
اُس سے کہا کہ تجھے ہجرت سے کیا فائدہ کیونکہ تو حطب النار
کی بیٹی ہے ۔ اس بات سے اُسے ایذا پہنچی اور اسکا جناب

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اُس نے ذکر کیا۔ آنحضرت کو
بہت غصہ آیا آپ منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا مَا بَالُ
اَقْوَامٍ یُؤْذُوْنَنِیْ فِیْ نَسَبِیْ وَذَوِیْ رَحِمِیْ مَنْ اٰذٰے ذَوِیْ نَسَبِیْ
وَذَوِیْ رَحِمِیْ فَقَدْ اٰذَانِیْ وَمَنْ اٰذَانِیْ فَقَدْ اٰذَی اللّٰہُ تَعَالٰی
ترجمہ کیا حال ہوگا اُس قوم کا جو میری اولاد واقربا کے
بارے مین مجھکو رنج پہنچاتے ہین جس شخص نے میری اولاد
اور میرے اقربا کو ایذا دی اُس نے مجھکو ایذا دی اور جس نے
مجھکو ایذا دی اُس نے اللہ تعالی کو ایذا دی ابن عساکر نے
حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے
ارشاد فرمایا ہے مَنْ اٰذٰی شَعْرَۃً مِّنِّیْ فَقَدْ اٰذَانِیْ وَمَنْ اٰذَانِیْ
فَقَدْ اٰذٰے اللّٰہُ تَعَالٰے ترجمہ جس شخص نے میرے
ایک رونگٹے کو بھی آزار پہنچایا اس نے مجھکو ایذا دی اور جس نے
مجھکو ایذا دی اس نے اللہ تعالی کو ایذا دی ٭ طبرانی اور
امام احمد اور ترمذی نے مغیرہ ابن شعبہ رضی اللہ عنہ سے او
اُنہون نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ

آنحضرت نے ارشاد فرمایا لَا تُؤذُوا الْاَحْیَاءَ بِسَبَبِ الْاَمْوَاتِ
ترجمہ زندون کو مردونکے سبب سے ایذا مت پہنچاؤ - اور
اسمین ذرا شک نہین ہے کہ حضرت ابوطالب کے بارہ مین اقوال
قبیحہ والفاظ شنیعہ کا استعمال کرنا اور مجالس خاصہ وعامہ
مین اور جہلا میں اسکا زیادہ چرچا پھیلانا اولاد علی رضی اللہ عنہ
کے لئے جو موجود ہے باعث ایذا ہے اور جو مرچکے ہین اُنکو
اُنکی قبرون مین ایذا پہنچتی ہے اور جناب پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کو ایذا پہنچتی ہے اور اسمین شک ہی نہین کہ پروردگار
عالم یہ ارشاد فرما چکا ہے وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰہِ لَھُمْ
عَذَابٌ اَلِیْمٌ ترجمہ جو لوگ رسولخدا کو ایذا پہنچاتے ہین
اُنکے لئے عذاب الیم مقرر کیا گیا ہے دوسری جگہہ ارشاد فرماتا
ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا
وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَھُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا بالتحقیق جو لوگ ایذا دیتے
ہین اللہ کو اور اللہ کے رسول کو اللہ کی اُنپر لعنت ہے دنیا مین
بھی اور آخرت مین بھی اور اُنکے لئے عذاب سخت مقرر کیا گیا

ہے - اس لحاظ سے حضرت ابوطالب کا دشمن کافر ہے کیونکہ
وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا پہنچاتا ہے اور آنحضرت کی
ایذا کفر ہے اور اُسکا فاعل اگر تائب ہو تو قتل کیا جائیگا اور
مالکیون کے نزدیک اگر تائب بھی ہو تو قتل کیا جائیگا ✣
اب مین حضرت ابوطالب کی سوانح عمری مین سے کچھ حال
لکھتا ہون جس سے یہ معلوم ہو جائیگا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے کتنی محبت رکھتے تھے اور آنحضرت اُنسے کتنی محبت
رکھتے تھے یہ بھی ثابت ہو گا کہ انکا بغض آنحضرت کو ایذا
پہنچاتا ہے نیز یہ بھی کہ امام قرطبی امام سبکی امام شعرانی اور
سحیمی نے جو کچھ سمجھا ہے اُسکی کیسی معقول وجہ ہے - حضرت
ابوطالب نے آنحضرت کو عمدہ ترین طریقہ سے پرورش فرمایا
ہر سلوک مین آپ آنحضرت کو اپنی اولاد پر مقدم رکھتے تھے
اس کیفیت کو مفصل لکھنے مین طول ہو گا - پھر جب اللہ تعالے
نے آنحضرت کو مبعوث کیا تو قریش آنحضرت کی ایذا کے
لیے آمادہ ہو گئے تو حضرت ابوطالب نے اُنکو باز رکھا اور کہا

میرا بھتیجا میری حمایت مین ہے قریش اُنکی حمایت کو رونہ کر سکی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگونکو کھُلّم کھُلّا دعوت اسلام فرماتے رہے اور جب آنحضرتؐ کی منادی عام ہونے لگی تو یہ امر قریش پر بھر گران گزرا۔ پھر سب جمع ہو کر حضرت ابو طالب کے پاس آئے اور عمارہ ابن الولید کو ساتھ لیتے آئے اور عرض کی کہ آپ اسکو بعوض محمدؐ لے لیجے کہ یہ آپکا بیٹا ہوا اور محمدؐ کو ہمارے حوالے کیجے کہ ہم قتل کر ڈالین آپنے جواب دیا کہ اے گروہ قریش تم نے میرے حق مین کیا خوب انصاف فرمایا ہے کہ مین تو تمہارے بیٹے کو اسلئے لون کہ اُسے پرورش کردن اور تمہین اپنا بیٹا اسلئے دیدون کہ تم اُسے قتل کردو۔ پھر پیغمبر خدا سے مخاطب ہو کر ارشاد کیا ؏ وَاللهِ لَنْ يَّصِلُوْا اِلَيْكَ بِجَمْعِهِمْ ۞ حَتّٰى اُوَسَّدَ فِی التُّرَابِ دَفِيْنَا ۞ قسم بخدا باوجود اپنے گروہ کے یہ تجھ تک نہ پہنچ سکینگے تا آنکہ مین زمین مین نہ گاڑ دیا جاؤن فَاصْدَعْ بِاَمْرِكَ مَا عَلَيْكَ غَضَاضَۃٌ وَاَبْشِرْ بِذَاكَ وَقَرَّ مِنْكَ عُيُوْنًا ۞ جس بات مین تیری خوشی ہی

تو اُسے جاری کر۔ اور اُس سے خوشی حاصل کر اور اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر۔ وَدَعَوتَنِی وَعَلِمتُ اَنَّکَ نَاصِحِی ؛ وَ لَقَد دَعَوتَ وَکُنتَ ثَمَّ اَمِینًا ؛ تو نے مجھے مذہب حق کی طرف بلایا اور مین جانتا ہون کہ تو میرا خیرخواہ ہے اور اسمین ذرا شک نہین کہ تو صادق اور امین ہے۔

لَولَا المَلَامَةُ اَو حِذَارُ مَسَبَّةٍ ؛ لَوَجَدتَنِی سَمحًا بِذَاکَ مُبِینًا ؛

اگر ملامت کا خیال اور دشنام سننے کا خطرہ نہ ہوتا تو تجھے معلوم ہوتا کہ مین کھلم کھلا اس دعوت کو قبول کر لیتا جس وقت

شنوانی نے شرح فاکہی مین حضرت ابو طالب کے اس قول پر لکھا ہے کہ عم پیغمبر خدا بخلاف والدین آنحضرت کافر مرے اور والدین آنحضرت مومن مرے ہین مگر شیخ براوی نے شیخ سحیمنی وغیرہ سے نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو طالب کو دوبارہ زندہ کیا حضرت ابو طالب پیغمبر خدا پر ایمان لائے اور دوبارہ حالت ایمان مین انتقال کیا اور داخل جنت ہوئے براوی کہتے ہین کہ جو شخص آنحضرت اور اُن کی اولاد اُن کے اصحاب اور انکے تابعین سے محبت رکھتا ہے اُس کا بالضرور یہی اعتقاد ہوگا اور حضرت ابو طالب کے دوبارہ زندگی اور موت کا جو ذکر آچکا ہے اس نقل کو چودہ صحابیون نے مسلم مانا ہے اور یہ بات حضرت ابو طالب کی خصوصیات مین سے ہے اور اُن حدیثون کی بھی نفی نہین کرتی جو اُن کے حالت کفر مین مرنے کے بارے مین وارد ہوئی ہین کیونکہ ہم کہتے ہین کہ وہ مرگئے مگر پھر زندہ ہو کر ایمان لائے ؛

جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا عقد حضرت خدیجہ بنت
خویلد رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہوا اور حضرت ابو طالب نے خطبہ
پڑھا تو حضرت ابو بکر اور اور رؤسائے قوم قریش بنی مضر موجود
تھے حضرت ابو طالب نے اُس خطبہ مین فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَنَا
مِنْ ذُرِّیَّۃِ اِبْرَاھِیْمَ وَ زَرْعِ اِسْمٰعِیْلَ وَضِئْضِئِ مَعَدٍّ وَعُنْصُرِ
مُضَرٍّ وَّجَعَلَنَا حَضَنَۃَ بَیْتِہٖ وَسُوَّاسَ حَرَمِہٖ وَجَعَلَ لَنَا بَیْتًا
مَّحْجُوْجًا وَّحَرَمًا اٰمِنًا وَّجَعَلَنَا الْحُکَّامَ عَلَی النَّاسِ ثُمَّ اِنَّ ابْنَ
اَخِیْ ھٰذَا مُحَمَّدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ لَا یُوْزَنُ بِرَجُلٍ
اِلَّا رَجَحَ بِہٖ شَرَفًا وَّنُبْلًا وَّفَضْلًا وَّعَقْلًا فَاِنْ
کَانَ فِی الْمَالِ قُلٌّ فَاِنَّ الْمَالَ ظِلٌّ زَائِلٌ
وَاَمْرٌ حَائِلٌ وَّمُحَمَّدٌ مَّنْ قَدْ عَرَفْتُمْ قَرَابَتَہٗ
وَقَدْ خَطَبَ خُدَیْجَۃَ بِنْتَ خُوَیْلِدٍ
وَبَذَلَ لَھَا مَا اٰجِلُہٗ وَعَاجِلُہٗ کَذَا وَھُوَ
وَاللّٰہِ بَعْدَ ھٰذَا لَہٗ نَبَأٌ عَظِیْمٌ وَّخَطَرٌ جَسِیْمٌ ترجمہ تمام تعریف
اُس خدا ئے بزرگ و برتر کے لئے ہے جس نے ہمکو ذریت

ابراہیم اور اولاد اسمٰعیل اور نسل معد بن عدنان اور صلب مضر سے پیدا کیا اور ہمکو اپنے مکان کا محافظ اور اپنے حرم کا نگہبان مقرر فرمایا۔ ہمارے لئے ایسا گھر قرار دیا جسکا خلق خدا حج کرتی ہے اور ایسی متبرک زمین ہمکو عطا کی جہاں مخلوق باری تعالیٰ امن پاتی ہے۔ اور لئے اسکے ہمکو لوگوں پر حاکم بنایا۔ اما بعد یہ میرا بھتیجا محمد ابن عبد اللہ ہے جسکا اگر کسی شخص سے موازنہ و مقابلہ کیا جائے تو از روئے فضل و کمال و شرافت و نجابت وہی گرامی تر نکلیگا گو مال مین کم ہو مگر مال ایک ڈھلتی پھرتی چھاؤن ہے اور متغیر و متبدل ہو جانیوالا حال ہے۔ محمد وہی شخص ہے جس کی قرابت جو کچھ مجھ سے ہے تم اسکو خوب جانتے ہو اس نے خدیجہ بنت خویلد سے شادی کرنیکا ارادہ کیا ہے اور اس طرح سے اپنے موجودہ اور آئندہ مال کو اسکے لئے صرف کیا ہے۔ مین خدا کی قسم کھا کر کہتا ہون کہ محمد وہ شخص ہے جس کے لئے کوئی خبر عظیم ہے اور کوئی بہت ہی بڑا بہرہ اور حصہ اسکے لئے ہونیوالا ہے۔ جب حضرت ابو طالب اپنا یہ خطبہ پورا کر چکے تو ورقہ بن

نوفل حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے چچیرے بھائی گفتگو کے
لئے کھڑے ہوے اور یہ کہا الحمد للہ الذی جعلنا کما
ذکرت وفضلنا علی ما عددت فنحن سادة العرب
وقادتہا وانتم اہل لذلک کلہ لا تنکر العشیرة فضیلتکم
ولا یرد احد من الناس فخرکم وشرفکم
وقد رغبنا فی الاتصال بحبلکم وشرفکم فاشہدوا
علی معاشر قریش بانی قد زوجت
خدیجة بنت خویلد من محمد بن عبد اللہ علی کذا ترجمہ
سب تعریف اللہ تعالی کے لئے ہے جس نے ہمکو ایسا ہی
بنایا ہے جیسا کہ آپنے بیان کیا اور جن جن کا آپنے ذکر فرمایا
اُن پر ہمکو فضیلت دی ہے ہم عرب کے سردار و پیشوا ہین اور
آپ ان سب فضائل کے لئے لائق ہین کوئی قبیلہ آپکی فضیلت کا
انکار نہین کرتا اور کوئی شخص آپکے فخر و شرف کو رد نہین کرتا
ہمنے آپکی بزرگی مین شامل ہونا چاہا پس اے گروہ قریش تم میرے
گواہ رہنا کہ مینے خدیجہ بنت خویلد کا نکاح محمد بن عبد اللہ سے

اتنے اتنے مہر پر کر دیا ورقہ ابن نوفل تو یہ کہکر خاموش ہوئے اور حضرت ابوطالب نے فرمایا مین چاہتا ہون کہ تم عم حضرت خدیجہؓ کو بھی اپنا شریک کرو انکا نام عمرو بن اسد تھا عم خدیجہؓ نے کہا اَشْهَدُوْا یَا مَعْشَرَ قُرَیْشٍ اِنِّیْ قَدْ اَنْکَحْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ خَدِیْجَةَ بِنْتَ خُوَیْلَدَ یعنی اے گروہ قریش گواہ رہنا کہ مینے خدیجہ بنت خویلد کا نکاح محمد بن عبد اللہ سے کر دیا اس نکاح کو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خود قبول کیا (یعنی آپکے جانب سے کوئی وکیل نہ تھا) اب ذرا اس خطبہ کو اور حضرت ابوطالب کے اس ذکر کو جو انہون نے شان پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم مین کیا اور انکی فراست کو کہ ہر بہتری پہلے ہی سے جانچ لی غور سے دیکھو اور یہ بھی خیال رہے کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پندرہ برس پہلے کا ذکر ہے

بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک اعرابی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا اور خشک سالی و قحط کی شکایت کی اور کچھ اشعار پڑھے

جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھ کر ممبر پر تشریف
لے گئے اور اپنے دونو ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھا کر دعا کی ابھی
آنحضرت دعا ہی مین مشغول تھے کہ لگین آسمان پر بجلیان چمکنے
اور تھوڑی دیر مین آئے لوگ مینہ کی شکایت کرتے ہوئے کیونکہ
وہ ڈرے کہ ڈوب نہ جائمین آنحضرت نے تبسم فرمایا تا آنکہ کچلیان
دکھائی دین پھر فرمایا لِلّٰہِ دَرُّ اَبِی طَالِبٍ اگر وہ اسوقت
زندہ ہوتے تو آنکھین ٹھنڈی ہوتین کون ہے جو ہمین انکا
قول سُنائے حضرت علی کرم اللہ وجہہ ورضی اللہ عنہ نے عرض
کی کہ آپ اُنکے اس قول سے مراد لیتے ہونگے کہ وَاَبْیَضُ
یُسْتَسْقَی الْغَمَامُ بِوَجْھِہٖ ثِمَالُ الْیَتَامٰی عِصْمَۃٌ لِّلْاَرَامِلِ
محمد وہ خوبصورت وحسین شخص ہے جسکے روئے مبارک کے
طفیل سے بادلون سے پانی طلب کیا گیا یہ یتیمون کا جائے
پناہ اور بیوونکا پردہ دار ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
ارشاد کیا بیشک۔ یہ بات ایک قصیدہ طویل مین کی ہے جو
حضرت ابوطالب نے اُس زمانہ مین تصنیف کیا تھا جب قریش

کی مفرت کو آنحضرت سے دور کرتے تھے از انجملہ اشعار ذیل
بھی ہین کَذَبْتُمْ وَاللہِ نُبْزِیْ مُحَمَّدًا ÷ وَلَمَّا نُطَاعِنُ دُوْنَہٗ
وُنُنَاضِلُ ÷ خدا کی قسم تم اپنے اس قول مین جھوٹے ہو کہ
ہم محمدؐ سے جھگڑین گے اور کیا ہم اُسکے ارد گرد کھڑے ہو کر
نیزہ بازی و تیر اندازی نہ کرین گے وَنُسْلِمُہٗ حَتّٰی نُصَرَّعَ
حَوْلَہٗ ÷ وَنَذْہِلُ عَنْ اَبْنَائِنَا وَالْحَلَائِلِ اور کیا ہم محمدؐ کو یونہی تمہارے
حوالے کردین گے جبتک کہ ہم اُسکے قربان ہو کر مارے
نہ جائین اور اپنے جورو بچون تک کو اُسکی محبت مین اس لڑائی
مین نہ بھول جائین لَعَمْرِیْ لَقَدْ کُلِّفْتُ وَجْدًا بِاَحْمَدَ ÷
وَاَحْبَبْتُہٗ دَابَ الْمُحِبِّ الْمُوَاصِلِ مجھکو اپنی جان کی قسم
مینے احمدؐ کے بارہ مین سخت رنج اُٹھایا ہے مگر اُس سے سچے
دوست اور جان نثار کی سی محبت کی ہے فَمَنْ مِّثْلُہٗ
فِی النَّاسِ اَیُّ مُؤَمَّلٍ ÷ اِذَا قَاسَہُ الْحُکَّامُ عِنْدَ التَّفَاضُلِ ÷
آدمیو نمین سے کوئی اُس جیسا ہے یا اس بات کا اُمیدوار
ہے کہ حکم لوگ فضیلت کے بارہ مین محمدؐ کے مقابلہ مین اُنہین

جا بچنین حلیم رشید عاقل غیر طائش ۞ یوالی الٰہا لیس عنہ بغافل ۞ وہ بردبار بڑا ایک اعلےٰ درجہ کا دانشمند اور ضابط ہے اور اسکا خدا الیسا ہے کہ ایک لمحہ اُس سے غافل نہین ہے از انجملہ اشعار ذیل بھی ہین ۞

وقد علموا ان ابننا لامکذب ۞ لدینا ولا یعنی بقول الاباطل ۞ وہ لوگ یہ خوب جانتے ہین کہ ہمارے بیٹے کی ہمارے سامنے کبھی تکذیب نہین ہوئی اور نہ وہ کبھی جھوٹ بولا واصبح فینا احمد فی ارومۃ ۞ تقصر عنہا سورۃ المتطاول ۞ اصل یہ ہے کہ احمد کے مقابلہ مین ظالمون کے غصہ کی تیزی خودبخود گھٹتی چلی جاتی ہے حدبت بنفسی دونہ وحمیتہ ۞ ودافعت عنہ بالذری والکلاکل ۞ مینے اپنی جان کو اُس پر قربان کرکے معرض خطر مین رکھا اور اُسکی حمایت کرکے اُس سے تمام آفات و تکالیف کو رفع کرتا رہا یہ قصیدہ بہت لمبا چوڑا ہے اور ہمین مادر لئے انکے اور بھی بہت سے اشعار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف مین لکھے ہین

پھر جب حضرت ابوطالب کی وفات کا وقت قریب پہنچا
تو آپنے سرداران قریش کو جمع کیا اور انہیں وہ وصیت فرمائی
جنسے انکی پوری پوری محبت جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ
وسلم کے بارہ مین ثابت ہوتی ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ
آنحضرتؐ کے برحق ہونے کی معرفت کامل رکھتے تھے آپنے
فرمایا یا معشر قریش انتم صفوۃ اللہ من خلقہ وقلب
العرب فیکم السید المطاع وفیکم المقدام الشجاع
والواسع الباع واعلموا انکم لم تترکوا للعرب
فی المآثر نصیبا الا احرزتموہ ولا شرفا الا ادرکتموہ
فلکم بذلک علی الناس الفضیلۃ ولھم بہ الیکم
الوسیلۃ والناس لکم حرب وعلی حربکم الب
وانی اوصیکم بتعظیم ھذہ البنیۃ یعنی الکعبۃ
فان فیھا مرضاۃ للرب وقواما للمعاش وثباتا للوطاءۃ
وصلوا ارحامکم فان فی صلۃ الرحم منساۃ
ای فسحۃ فی الاجل وزیادۃ فی العدد واترکوا البغی

وَالعقوقِ فَفِيهِمَا هلكتِ القرونُ قبلكم اُجيبوا الدّاعى
وَاعطوا السّائِلَ فَاِنَّ فِيهِمَا شرفُ الحياتِ والمماتِ
وَعليكم بِصِدقِ الحديثِ واداءِ الامانةِ فَاِنَّ فِيها
مَحبّةً فِى الخاصِّ وَمكرمةً فِى العامِّ واُوصيكم بمحمّدٍ
خيرًا فَاِنّه الامينُ فِى قريشٍ والصّدّيقُ فِى العربِ
وَهُوَ الجامعُ لِكُلِّ ما اوصيتكم بِهٖ وقد جاءَ بِامرٍ قبلهُ الجنانُ
وانكرهُ اللّسانُ مخافةَ الشّنآنِ وايمُ اللهِ كَاَنّى
اَنظُرُ الى صعاليكِ العربِ واهلِ الاطرافِ
وَالمستضعفينَ مِنَ النّاسِ قد اجابوا دعوتَهٗ
وَصدّقوا كلمتَهٗ وعظّموا امرَهٗ فخاضَ بِهِم فِى غمراتِ
الموتِ فصارتْ رؤساءُ قريشٍ وَصناديدُها
اذنابًا ودورُها خرابًا وضعفاؤُها اربابًا واذا اعظمهم
عليهِ احوجهم اليهِ وابعدهم منهُ احظاهم
عِندَهٗ قد محضتهُ العربُ ودادَها واعطتهُ قيادَها
يا معشرَ قريشٍ كونوا لهٗ ولاةً ولِحزبِهٖ حماةً

وَفِی رِوَایَۃٍ دُوْنَکُمْ وَابْنَ اَبِیْکُمْ کُوْنُوْا لَہٗ وُلَاۃً وَّ
لِحِزْبِہٖ حُمَاۃً وَّاللہِ لَا یَسْلُکُ اَحَدٌ سَبِیْلَہٗ اِلَّا
رَشَدَ وَلَا یَاْخُذُ اَحَدٌ بِھَدْیِہٖ اِلَّا سَعِدَ وَلَوْ کَانَ لِنَفْسِیْ مُدَّۃٌ
وَلِاَجَلِیْ تَاْخِیْرٌ لَکَفَفْتُ عَنْہُ الْھَزَاھِزَ وَلَدَ فَعْتُ عَنْہُ
الدَّوَاھِیَ وَقَالَ لَھُمْ مَرَّۃً لَنْ تَزَالُوْا بِخَیْرٍ مَا سَمِعْتُمْ مِّنْ مُّحَمَّدٍ
وَّمَا اتَّبَعْتُمْ اَمْرَہٗ فَاَطِیْعُوْہُ تُرْشَدُوْا **ترجمہ**

اے گروہ قریش تم مخلوقات خدا مین سے برگزیدہ
خدا ہو اور عرب کے دل ہو سردار قابل اطاعت اور دلاور فراخ
سینہ تمہین مین سے ہوتا ہے تم جانتے ہو کہ عرب کی خوبیوں
مین سے تم نے کوئی ایسا حصہ نہین چھوڑا جو تم نے جمع نہ کرلیا ہو
اور کوئی ایسی بزرگی نہین چھوڑی جو تمکو مل نہ گئی ہو اسی
سبب سے تم لوگون پر فضیلت رکھتے ہو اور لوگ تمہارا اسلیے
ڈھونڈتے ہین لوگ تمہارے لیے لڑنیوالے اور تمہارے
آلات حرب ہین۔ مین تمہین اس مکان یعنی کعبہ کی تعظیم کی
وصیت کرتا ہون کیونکہ اسمین پروردگار عالم کی خوشنودی

روزی کا سہارا اور سامان کی درستی ہے اور صلہ رحمی اختیار
کرو کیونکہ صلہ رحمی مین کشائش ہے یعنی عمر کی زیادتی اور تعداد
نسل کی بڑھوتری - بغاوت و نافرمانی ترک کردو کہ ان ہی
دو چیزونکے سبب تم سے پہلے بہت سے قرن ہلاک ہو چکے
مذہب حق کی دعوت کرنیوالے کی سنو اور سائل کی حاجت پوری
کرو کیونکہ ان دو باتومین شرف حیات و ممات ہے اور تمہین
سچ بولنا اور امانت کا ادا کرنا لازم ہے کیونکہ ان دو باتونکے سبب سے
خواص سے محبت پیدا ہوتی ہے اور عوام مین عزت ہوتی ہے
اور مین محمدؐ کے بارہ مین تمکو وصیت نیک کرتا ہون کیونکہ وہ
امین قریش ہے اور تمام عرب مین سچا اور جن باتونکی مین تمہین وصیت
کرتا ہون وہ ان سب کا جامع ہے - وہ ایسا امر لیکر آیا ہے جسے
دل تو قبول کرتا ہے - مگر زبان طعنون کے ڈر سے اُس سے انکار
کرتی ہے - بخدا سوگند مین گویا عرب کے فقیرون قرب و جوار کے
باشندون اور کمزور لوگون نے اُسکی منادی قبول کرلی ہے اُنکی
کلام کو برحق مان لیا ہے اور اُسکے امر کو بزرگ سمجھ لیا ہے اور

وہ اُنکو لے کر موت کے بھنور مین کود پڑا ہے اور وہ لوگ
قریش کے سردار بنگئے ہین اور قریش کے سردار سب سے ادنےٰ
درجہ کے ہوگئے ہین اُن کے تو مکان تک برباد ہو گئے ہین
اور وہ جو زیر دست تھے زبردست بن بیٹھے ہین۔ جو لوگ
اپنے تئین محمدؐ سے بڑھکا سمجھتے تھے وہ اُسکے محتاج ہوگئے
ہین اور جو اُس سے بعید تھے اُس سے قریب ہو گئے اعرب
نے اُس کی خالص دوستی اختیار کر لی ہے اور اپنے آپ کو
اُس کے اختیار مین چھوڑ دیا ہے۔ اے گروہ قریش اُس کے
دوست بنجاؤ اور اُسکے گروہ کے حامی ہو جاؤ اور ایک
روایت مین ہے تمھین اور تمہارے بھائیون کو لازم ہی
کہ اُس کے دوست بنجاؤ اور اُسکے گروہ کے حامی ہو جاؤ
قسم بخدا کوئی ایسا نہین جو اُس کی راہ چلے اور رشید نہ بنے
یا اُسکا ہدیہ قبول کرے اور سعید نہ ہو جائے اور اگر میری زندگی
اور ہوتی اور میری اجل مین کچھ دیر لگتی تو مین ہر قسم کی
تکالیف و مصائب و شدائد کو اُن سے دفع کرتا اور ایک دفعہ

اُنسے یہ بھی کہا کہ جبتک تم محمد کی سُنتے رہو گے اور اُس کے
احکام کی پیروی کئے جاؤ گے تمہارے لئے بہتری ہی بہتری
ہو گی لہذا اُس کی اطاعت کرو کہ رشید ہو جاؤ ÷ اِسے دیکھو
اور غور کرو کہ جو کچھ حضرت ابو طالب نے فراست صادقہ سے
فرمایا تھا کیسا جون کا تون واقع ہوا - حضرت ابو طالب نے
جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سی حدیثین
بھی روایت کی ہین - اُن مین سے کچھ حلبی نے اپنی سیرۃ
مین لکھی ہین کہ حضرت ابو طالب نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
روایت کی ہے کہ میرے بھتیجے محمد نے مجھ سے کہا اِنَّ اللّٰہَ
اَمَرَہٗ بِصِلَۃِ الْاَرْحَامِ وَاَنْ یَّعْبُدَ اللّٰہَ
وَحْدَہٗ وَلَا یَعْبُدُ مَعَہٗ غَیْرَہٗ ترجمہ بالتحقیق اللہ
جل شانہ نے مجھکو اقربا کے ساتھ بہ نیکی پیش آنے کا حکم
دیا ہے اور یہ کہ مین فقط خدا کی پرستش کرون اور اُسکی
پرستش مین کسی غیر کو شامل نہ کرون - اور یہ بھی فرمایا ہے
کہ مینے اپنے برادر زادہ کو کہتے سُنا اُشْکُرْ تُرْزَقْ وَاکْفُرْ

تُعَذَّبُوْنَ ترجمہ شکر کرو کہ تمکو رزق ملے کفر کروگے تو
عذاب پاؤگے۔ اور جب حضرت ابو طالب کا انتقال ہو چکا
تو قریش نے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو وہ اذیتین پہنچائین
جنکا حیات ابو طالب مین اُنہین خود خیال تک نہ آیا تھا نوبت
یہانتک پہنچی کہ قریش مین سے ایک شخص نے آنحضرت کے
سر مقدس پر مٹی پھینکی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد
فرمایا کہ جب سے حضرت ابو طالب کا انتقال ہوا ہے مجھے قریش
سے وہ وہ بلائین پہنچین جو مجھ پر شاق گزرتی ہین اور جب
قریش کو اپنی اذیت پر آمادہ پایا تو فرمایا یَا عَمِّ مَا
اَسْرَعَ مَا وَجَدْتُ بَعْدَکَ اے چچا جو کچھ تمہارے بعد مجھ پر
نازل ہوئی وہ کیا ہی جلدی نازل ہوئی۔ حضرت ابو طالب
اور حضرت خدیجہ ایک ہی سال مین اس جہان فانی سے
انتقال فرما گئے اسی سبب سے جناب پیغمبر خدا علیہ التحیۃ والثنا
نے اُس سال کا نام عام الحزن یعنی سال غم والم رکھا ہے
اس کلام کو اس سبب سے طول دیا ہے کہ آپ لوگون کو یہ

معلوم ہو جائے کہ حضرت ابوطالب جناب سرور کائنات
سے کیسی محبت رکھتے تھے اور آنحضرت اُنکے کتنے کچھ
شیفتہ تھے اور دوست تھے نیز آپ صاحبون پر یہ بھی روشن
ہو جائے کہ ائمہ اعلام یعنی امام قرطبی امام سبکی امام شعرانی
اور علامہ سحیمی نے جو یہ فرمایا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے
حضرت ابوطالب کو دوبارہ زندگی بخشی اور وہ پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم پر ایمان لا کر دنیا سے باایمان گئے اس کی وجہ بڑی
معقول ہے اسی وجہ سے علامہ سحیمی فرما گئے ہین کہ میرا یہی
اعتقاد ہے اور مین اسی اعتقاد کے ساتھ بحضور پروردگار
حاضر ہونگا اور مطابق اُنکے قول کے مین بھی یہی کہتا ہون
کہ میرا یہ اعتقاد ہے اور مین اسی اعتقاد کے ساتھ خدا کے
سامنے جاؤنگا اور جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور
اُنکے اقربا سے محبت رکھے اُسکا یہی اعتقاد ہونا چاہیے
فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُرْ اب جسکا جی
چاہے ایمان لائے جسکا جی چاہے کافر بنجائے۔ حکام پر اللہ تعالےٰ

اُنکے سبب سے دین کے بنیاد مستحکم رہگئے لازم و واجب ہے کہ اس
دشمن کو سزا ایسے مناسب و معقول دین کہ اُسکی زجر و توبیخ
اورون کے لئے عبرت ہو اور لوگ ایسی ایسی باتین جنسے
بڑے فتنے برپا ہونے کا احتمال ہے غور و خوض کرنا چھوڑ دین
واللّٰہ تعالیٰ اعلم وصلی اللّٰہ علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ وسلم
یہ فتوے بحکم جناب مفتی سید احمد بن زینی دحلان لکھا گیا
جو مکہ معظمہ مین شافعیون کے مفتی ہین غفر اللّٰہ لہٗ و
لوالدیہ ومشایخہ والمسلمین اجمعین آمین

تمت

الکاتب ہٰذہ الرسالۃ بندہ سید محمد و منشی ضیاء اللّٰہ بیگ عفی عنہما

اعلانِ ضروری

حق کاپی رائٹ اس رسالہ کا مطبع یوسفی دہلی محفوظ ہے اور حق ترجمہ مترجم کو ادا کر دیا گیا۔ علاوہ ازین بموجب قانون بستم سنہ ۱۸۴۷ عیسوی کے بعد ادائے فیس رجسٹری کے یہ رسالہ داخل فہرست رجسٹری ہو چکا ہے بنا بران خدمت مین ارباب مطابع و تاجران کتب کے گزارش ہے کہ کوئی صاحب قصد طبع نفرمائین اور بالعوض نفع کے نقصانِ عظیم نہ اوٹھائین ع بر رسولان بلاغ باشد و بس۔

العبد

سید علی حسین مالک مطبع یوسفی دہلی

فہرست کتب موجودہ کتب خانہ مطبع یوسفی دہلی

نمبر شمار	نام کتاب	قیمت	نمبر شمار	نام کتاب	قیمت
۱	تحفۃ الصائمین (اردو)	۰/	۱۴	مثنوی گل باغِ ارم	عہ/
۲	عین البکا (اردو)	۶/	۱۵	جزو مظاہر الحق (اردو)	۳/
۳	وظائف الابرار بترجم ولایتی	۱۰/	۱۶	دفع المغالطہ (فارسی)	۸/
۴	ایضاً کاغذ حنائی	۷/	۱۷	رسالۂ احکام النسار	۲/
۵	جادۂ حیدری (اردو)	۴/۶	۱۸	نخلِ ماتم قسم اول (۸/)	
۶	رسالۂ طلسمات فلاحین	۱۰/	۱۹	قسم دوم (۷/)	
۷	بیاض نوحہ جات خورد	۶/	۲۰	ہادی التواریخ قسم اعلیٰ	۷/
۸	مثنوی مظہر الغرائب اردو نظم	۶	۲۱	ایضاً قسم دوم	۶
۹	بزم ماتم	۶/	۲۲	نوائب کربلا	۸/
۱۰	جامع عباسی اردو بست بابی	۱۵/	۲۳	عبرت الناظرین	۲/
۱۱	خلاصۃ المصائب	۱۲/	۲۴	مجموعہ رباعیات	۵/
۱۲	قران السعدین	۴/	۲۵	سرانج غم فی مجلس ماتم جلد اول	۱۲
۱۳	اعجاز حسینی عرف دہ مجلس	۴/	۲۶	ایضاً جلد دوم (عصہ) جلد سوم	۱۲

فہرست کتب موجودہ کتب خانہ مطبع یوسفی دہلی

نمبر شمار	نام کتاب	قیمت	نمبر شمار	نام کتاب	قیمت
۱	کشف الحجاب	۸/	۱۴	قسم سوم (صہ) قسم چہارم ایضاً	للعہ
۲	تحفہ احمدیہ ہر سہ جلد	عہ ۸/	۱۵	تہذیب المتین فی تاریخ امیر المومنین	
۳	جنگ صفین		۱۶	قسم اعلیٰ (للعہ) گنبد سی ساخت ساحر	عصہ
۴	دفتر ماتم جلد دوم مرزا دبیر	۸/	۱۷	(سے) خانی ساخت بالی عیکا	۸/
۵	گلدستہ ثمر کاغذ ولایتی	عصہ	۱۸	تحفۃ الاشعریہ	ہے ۸/
۶	اسنی المطالب کاغذ ولایتی	۸/	۱۹	عنا قید الجیب فی ترجمہ مفاتیح الغیب	۲.۲
۷	تعلیم ناصری	۱/	۲۰	سفینۃ النجاۃ ادعیہ	۱۰/
۸	دلیل الحسنات	۲/	۲۱	بحر الغم کاغذ خالی	سہ وہ/
۹	دلیل الوصل	۲/	۲۲	سفینۃ الشہدا	۵/
۱۰	یا علی مدد	۱/	۲۳	معیار الہدیٰ	۱۲/
۱۱	نور العینین	۱/	۲۴	نصر المومنین (اردو)	۰/
۱۲	قرآن شریف مترجم بترجمہ		۲۵	مفید العوام (اردو)	۴/
۱۳	شیعہ مع خلاصۃ التفاسیر قسم دوم	ے	۲۶	آیات محکمات اردو	۶/

Amount of octroi محصول			Quantity, number value تعداد یا مالیت - ن	Amount of octroi محصول			Quantity, number value وزن - تعداد یا مالیت	Amount of octroi محصول			Quantity, number of value وزن - تعد - یا مالیت	Amount of octroi محصول			Total میزان		
Rs.	a.	p.		Rs.	a.	p.		Rs.	a.	p.		Rs.	a.	p.	Rs.	a.	p
			2200/	103	2										103	2	
			2500/	117	3	—									117	3	—
			1000/	46	14										46	14	—
			1280/	60	-	-									60	-	-
			2616/	132											132	-	-
			1200/	56	4										56	4	—
			1100/	51	9										51	9	